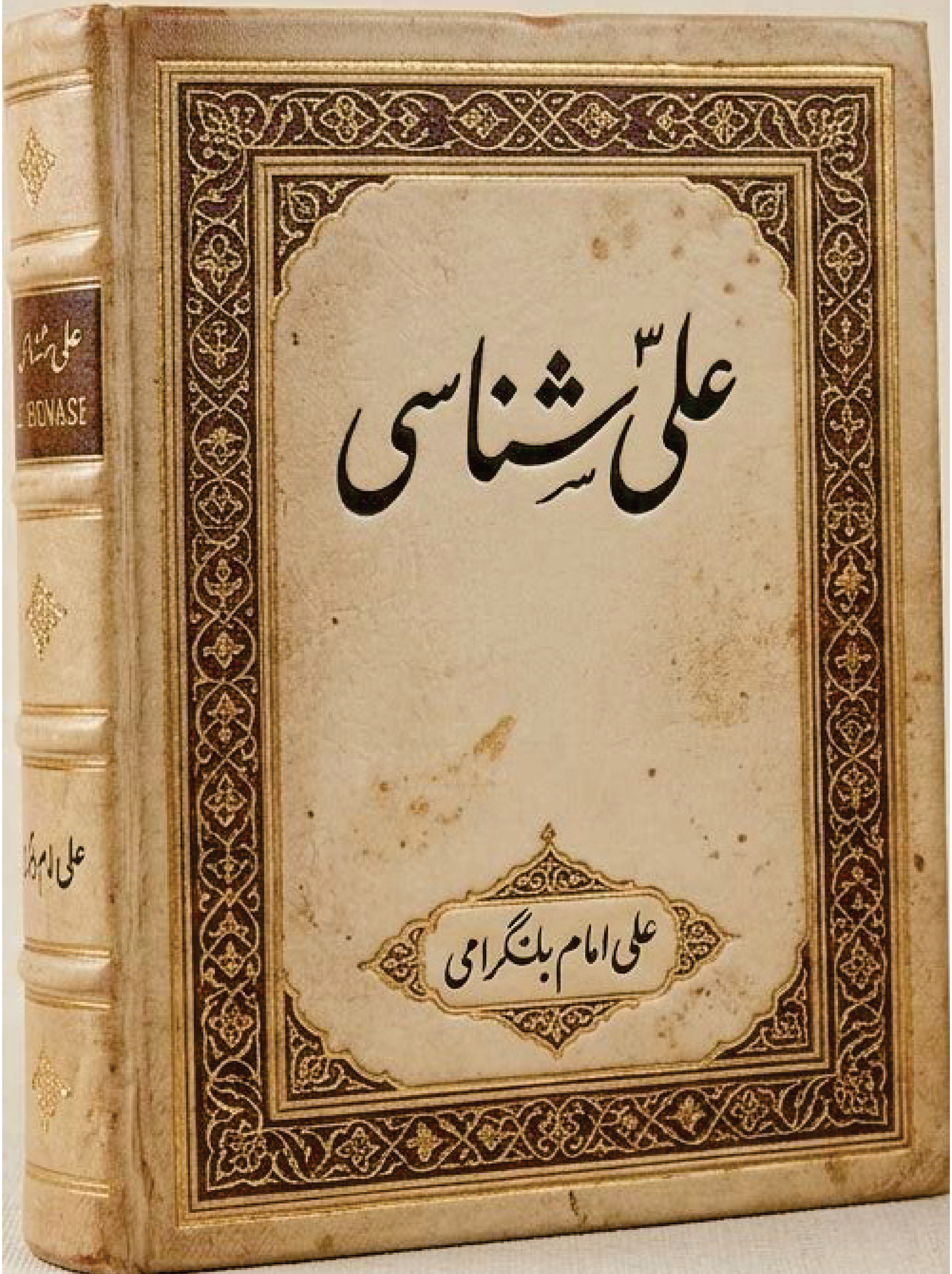

علیؑ شناسی
علی امام بلگرامی

علیؑ شناسی

علی امام بلگرامی

۲۹ جون ۱۹۹۳ء مطابق ۸ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ
کو یہ کتاب [illegible]
[illegible]
[illegible]

سید شاہ [illegible] بلگرامی
30-6-93

علیؑ شناسی

علی امام بلگرامی

علیؑ شناسی

علی امام بلگرامی

[illegible]

30-6-93

مصنف ——— علی امام بلگرامی
پرنٹرز ———
سرورق ——— ایم۔ چاند
قیمت ——— مصنف کیلئے دُعائے خیر

زیرِ اہتمام
ادارہ محبّانِ علیؑ
نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔

مختصر سوانح حیات علی امام بلگرامی مرحوم

آپ کے والد کا نام سید امیر احمد بلگرامی تھا۔ آپ کے دادا حکیم سید بندے رضا آرزو بلگرامی صاحب دیوان شاعر تھے۔ آپ کے پردادا سرفراز الدولہ حکیم سید حسن رضا خاں بہادر وزیر اودھ لکھنو تھے۔

آپ کی پیدائش گیارہ مئی ۱۹۱۹ء میں بمقام تحصیل سندیلہ ضلع ہردوی یو پی میں ہوئی۔ آپ کی وفات تین جون ۱۹۸۰ء کو ہوئی۔

آپ آرمی پریس جی ایچ کیو راولپنڈی میں منیجر کی پوسٹ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کی تحریر کردہ کتاب پرنٹنگ پر جو لندن سے ٹریننگ کے بعد تحریر فرمائی بہت مقبول ہوئی جو آج کل نایاب ہے۔

آپ نے میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی اسکول ہردوی یو پی سے پاس کیا۔ پھر انٹر کا امتحان جوبلی کالج لکھنو سے پاس کیا۔ لکھنو یونیورسٹی سے بی اے آنرز اور ایم اے ہسٹری کیا۔

آپ کو مذہب سے بہت لگاؤ تھا اور آپ نے مولانا بشیر "فاتح ٹیکسلا" کی کئی مجالس کو کتابی شکل دی۔ "علی شناسی" بھی آپ کی محبت اہلبیت کا نمونہ ہے۔

علی شناسی پر ایک نظر

فاضل مؤلف سید علی امام بلگرامی نے بڑی تحقیق و تفحص کے بعد مستند و معتبر کتب تاریخ وسیر اور احادیث و قرآن سے مولائے متقیان کے اوصاف حمیدہ اور فضائل جلیلہ کا انتخاب کیا ہے۔

گذشتہ کئی صدی سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بے شمار علماء، دانشور اور محققین نے نہایت گراں قدر تحقیقات کر کے حق المقدور اس عظیم شخص کے سیرت و کردار کو پیش کرنے کی مساعی جمیلہ کی ہے۔ لیکن حق تو یہ ہے کہ حق

....

فاضل مؤلف کی یہ کتاب "علی شناسی" اس لحاظ سے بڑی قدر و قیمت کی حامل ہے کہ اس میں ایک نئے انداز سے علی شناسی کی کوشش کی گئی ہے، آپ نے تاحد بصیرت و مودت مولائے متقیان کی ذات والا صفات کا مختلف پہلوؤں سے بہت ذمہ داری سے جائزہ لیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام بشری کمالات کا مجموعہ اور انسانی صفات کا وہ عظیم شاہکار ہیں جو کردار و عمل اور علم و شجاعت میں حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دنیا کے تمام انسانوں پر فوقیت و فضیلت رکھتے ہیں آپ کی سیرت و کردار بنی نوع انسان کیلئے ایک مکمل نمونہ حیات ہے، آپ کا علم دنیا کے تمام شعبہ ہائے زندگی پر محیط ہے۔

آپ کا کردار و عمل قیامت تک عالم انسانیت کیلئے مشعل راہ ہے، پروردگار عالم نے اس دنیا کو کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رکھا۔ امامت بعد رسالت رشد و ہدایت کا قیامت تک رہنے والا سلسلہ ہے نبوت کے خاتمے پر امامت کا آغاز اس لئے ہوا کہ بعد ختم المرسلین کچھ ایسے رسالت سرشت اور نبوت صفات اور دین شناس بندوں کا ہونا ضروری تھا جو نوع انسانی کی ہدایت کر سکیں، علی عالمین کیلئے رشد و ہدایت، امامت کی پہلی کڑی اور رحمت خدا ہیں۔

معمورہ عالم کی اس عظیم و منفرد ہستی نے اپنی بصیرت، قوت، فہم اور عمل و کردار سے نوع انسانی کے کارواں کو آگے بڑھایا اور دوسری طرف عمل و کردار کے وہ چراغ روشن کئے جو قافلہ انسانی کو اس کی منزل فراہم کرتے ہیں۔

آپ کی ذات والاصفات مجموعہ کمالات و محاسن ہے، تاریخ عالم پر نظر دوڑایئے تو کوئی شخص ایسا نظر نہ آئے گا جو بیک وقت صاحب سیف بھی ہو اور صاحب قلم بھی۔

فاضل مولف نے علوم حقیقہ کے مخزن، معارف یقینیہ کے معدن لازوال، دنیائے شہادت کے مفسر، معنوی خزائن کے کشاف، خداوند لوح و قلم اور مالک ارض و سما کے کلام قرآن حکیم کی ان آیات کا انتخاب کیا ہے جو مولائے متقیان کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور احادیث کے علاوہ مستند سیر و کتب سے فضائل امیرالمومنین پیش کئے ہیں، باب مدینۂ علم کی علم و حکمت، ان کی توحید پرستی، بے مثال خطابت، بحر ذخار فضائل اور سیرت و کردار میں یکتا و لاثانی ہونے کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ آپ کے اخلاق حسنہ، علم قرآن، علم توریت، علم زبور و انجیل، علم تفسیر، علم قرأت، علم حدیث، علم فرائض، علم ہیئت، علم ریاضی، علم کلام، علم جفر و جامعہ؛ علم نحو، علم تصوف، اور علم حساب پر روشنی ڈالی ہے آپ کے اوصاف حمیدہ فصاحت و بلاغت، تقریر و خطاب شعر و ادب، حاضر جوابی، تعبیر رویا، فراست و فہم، سیرت و کردار، عقل و شعور اور اصابت رائے کا بھی بڑی جگر کاوی سے احاطہ کیا ہے۔

آپ کا طرز جہانبانی، فضائل داخلی، فضائل ظاہری، فضائل باطنی، فضائل خارجی، آپ کا نظام عدل، آپ کے فیصلے اور آپ کی سادہ طرز زندگی، آپ کی کرامات و معجزات کو نہایت ذمہ داری و ژرف بینی سے کام لیتے ہوئے پیش کیا۔ کہ آپ کے خلاف سازشوں، مخالفتوں، بغاوتوں اور خانہ جنگی کے باوجود بھی علی کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی اور شدائد و آلام کے باوجود بھی دین کی نصرت سے پیچھے نہیں ہٹے۔

علی کی محبت میں نقد دل اور گوہر جاں نثار کرنے والے سید علی امام بلگرامی آج ہم میں نہیں۔

من مات علی حب آل محمد مات شہیدا آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی

کرے وہ ایک سچے مومن، دیندار، متقی اور پرہیزگار انسان تھے ۔ تمام زندگی محمد وآل محمد علیہم السلام کی محبت اور مودت کو سرمایہ حیات سمجھا اور ان کی اتباع کو باعث نجات جانا اور وقت آخر اپنے چاہنے والوں کو اداس کر کے ان کی آنسو بھری آنکھوں کو اپنی یہ نشانی "علی شناسی" دے گئے نہایت نستعلیق و لائق ہیں وہ بیٹے جو اپنے قبلہ گاہی کے اس رشحات قلم کو منزل شہود پر لائے پروردگار عالم انہیں اجر عظیم بھی عطا فرمائے اور صبر جمیل بھی امید ہے کہ علی شناسی اہل فکر و نظر میں مقبول ہوگی ۔

آل احمد رضوی

نقش اول

حجۃ الاسلام مولانا سید رضی جعفر نقوی صاحب

مولائے کائنات حلال مشکلات امام المتقین یعسوب الدین امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل و مناقب کی نشر و اشاعت وہ عظیم الشان عبادت ہے جس میں عہد پیغمبر اکرم سے آج تک کے تمام صاحبان فکر و نظر حصہ لینا اپنے لئے موجب سعادت سمجھتے رہے ہیں ۔ اور کیوں نہ ہو جس فضیلت کو خدا و رسول نے مسلسل بنی نوع انسان تک پہونچایا ہو اور اسے عبادت قرار دیا ہو اس میں شریک و سہیم بننے کی کوشش ہر ایک کیلئے باعث شرف ہے ۔

اور یہ تاریخ انسانیت کی ایک نہایت تلخ حقیقت ہے کہ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس ذات والاصفات کے فضائل و مناقب کو زندگی بھر نشر و اشاعت فرمائی اور جس کی اقتداء و اتباع کیلئے مسلسل ہدایت فرمائی ۔ وفات پیغمبر کے بعد سب سے پہلے اسی کا حق پامال کیا گیا ۔

اور یہ بھی تاریخ کی عجیب بوقلمونی اور اسلام کا المیہ ہے کہ جس ذات والاصفات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرکز ہدایت قرار دیا تھا اور جس کی اطاعت کو ہر کلمہ گو پر واجب قرار دیا تھا اس کے خلاف نہ صرف مسلسل محاذ آرائی کی گئی بلکہ برسہا برس تک منبر رسول سے ان کے لئے انتہائی ناسزا کلمات بھی کہے گئے ۔ ان کے فضائل و مناقب کو نہ صرف چھپایا گیا بلکہ انہیں آپ کے دشمنوں کی طرف منسوب کیا گیا ۔ اور غیروں کی کوتاہیوں کو آپ کی طرف منسوب کر کے چاند پر تھوکنے کی کوشش کی گئی ۔

لیکن اسی کے ساتھ ہر دور میں ایسے باصفا اہل ایمان اور صاحبان فکر و نظر بھی پیدا ہوتے رہے جنہوں نے فضائل علی کی نشر و اشاعت کو حرز جاں سمجھا اور میثم تمارؒ کی طرح اس راہ میں اپنی زبان کٹوانے اور جام شہادت نوش کرنے کو سعادت ابدی سمجھ

کر قبول کیا۔

"علی شناسی" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے فاضل مولف نے کمال عقیدت کے ساتھ آستانہ مرتضوی پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

افسوس یہ کتاب مولف جناب سید علی امام بلگرامی کی زندگی میں زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی لیکن امید ہے کہ اس کی اشاعت سے ان کی روح ضرور خوشنود ہو گی۔

بارگاہ معبود میں دعا ہے کہ مولف مرحوم کی یہ کوشش مقبول و منظور ہو اور تشنگان علم و معرفت اس سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہو سکیں۔ آمین رب العالمین

فہرست

خصائص جو علاوہ اہلبیت دوسروں میں نہیں

حصہ چہارم

فضائل مرتضوی

باب اول

فضائل کی قسمیں

خصائص

باب دوم

باب سوم

اخلاق حمیدہ

فضائل داخلی

فضائل ظاہری

فضائل باطنی

فضائل خارجی

ابتدائی زندگی

بنی ہاشم اور حضرت علیؑ کا شرف

انکا شرف احادیث سے ثابت ہے

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس جبریئلؑ آئے انہوں نے کہا میں نے مشرق و مغرب کی زمین چھان ماری مگر تم سے افضل کسی کو نہیں پایا اور نہ بنی ہاشم کی اولاد سے افضل کسی کو پایا۔ *(۱)

زید بن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ بنی ہاشم کی عیادت فرض اور زیارت نفل ہے۔ *(۲)

قرابت کا شرف

اس شرف میں بھی حضرت علیؑ افضل ہیں کیونکہ آل اطہار کا ظہور آپ ہی سے ہوا۔

شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علیؑ تشریف لائے۔ جب انہوں نے جناب علیؑ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ شخص کہ خوش ہونا چاہے وہ ایسے آدمی کو دیکھے کہ جو رسول اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والا، سب سے بڑی منزلت والا، سب سے افضل حالت والا اور تمام لوگوں سے بڑے رتبہ والا ہے وہ اس آنے والے کو دیکھے اور جناب علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔ *(۳)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ خداوند گواہ رہنا میں نے ان لوگوں کو مطلع کر دیا ہے کہ یہ (علیؑ) میرا بھائی، میرے چچا کا بیٹا، میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے۔ خداوندا جو اس سے دشمنی رکھے اسے اوندھا آگ میں گرا۔ *(۴)

ابن الحمراء سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ تم کو تین باتیں ایسی حاصل ہوئیں جو کسی کو حاصل نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ مجھے بھی حاصل نہیں ہوئی

تم کو میرا جیسا خسر ملا مجھ کو نہیں ملا۔ تم کو صدیقہؑ جیسی بیوی ملی مجھے نہیں ملی اور تم کو تمھارے صلب سے حسنؑ اور حسینؑ ملے مجھ کو میرے صلب سے ایسے نہیں ملے۔ در حقیقت تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ *(۵)

اسماء مبارک

کتب سیر و مناقب میں آپ کے تین نام مرقوم ہیں۔ اسد، حیدر و علی۔ ان سب کی وجہ درج ہے۔

اسد:۔

عربی میں شیر کو اسد کہتے ہیں۔

امام نوری کہتے ہیں کہ وقت ولادت جناب ابو طالبؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ آپ کی والدہ نے آپ کا نام اسد رکھا۔ جب ابو طالبؓ واپس آئے تو انہوں نے علیؑ رکھا۔

حیدر:۔

عربی میں نہایت دلیر شیر کو حیدر کہتے ہیں۔ سبط الجوزی لکھتے ہیں کہ آپکی والدہ نے آپ کا نام حیدر رکھا تھا۔ *(۶) اسکی تقویت اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جب جنگ خیبر میں حضرتؑ نے رجز میں فرمایا تھا کہ میں ہی وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا تھا۔

ایک وجہ اس نام کی یہ بھی بتلائی جاتی ہے کہ جب جناب امیرؑ ابھی دودھ پیتے بچے ہی تھے اور تنہا اپنے گہوارے میں کھیل کود رہے تھے کہ ایک سانپ پہاڑ سے اترا۔ اسنے جناب امیرؑ کو کاٹنا چاہا۔ جناب امیرؑ نے ہاتھ بڑھا کر اس کو پکڑ لیا اور اس زور سے دبایا کہ وہ مر گیا۔ جب آپ کی والدہ باہر سے تشریف لائیں تو آپ کے ہاتھ میں مرا سانپ دیکھ کر کہنے لگیں اے میرے حیدر (شیر) تجھے خدا زندہ رکھے۔ اس لئے حیدر نام مشہور ہو گیا۔

علیؑ:۔

اس نام کی وجہ میں علماء کو اختلاف ہے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ ہی نے ولادت کے وقت ان کا نام علیؑ رکھا *(۷)۔بعض کے نزدیک حضرت ابو طالبؓ نے جناب کا نام علیؑ رکھا۔بعض نے کہا ہے کہ جب آپ آنحضرت کے دوش اقدس پر کعبہ کے بت توڑنے کے لئے چڑھے تو ازراہ شرف علیؑ کے نام سے پکارے گئے۔*(۸)۔ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت بعد ولادت تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا۔عرض کیا گیا والدہ نے اسد اور والد نے زید رکھا ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ نام رکھنا چاہیئے۔جناب امیرؑ کی والدہ فرماتی ہیں کہ بخدا میں نے ایک روز ہاتف سے یہی نام سنا تھا۔*(۹)

کنیت

احادیث میں حضرت علیؑ کی حسب ذیل کنیت ہیں:۔

ابو الحسن، ابو الحسین، ابو الریحانتین، ابو السبطین، ابو محمد، ابو تراب ذیل میں ہر ایک کنیت کی وجہ کچھ یوں ہے:

ابوالحسن:۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر تمام دریا سیاہی اور تمام درخت قلم اور انسان کاتب اور جن محاسب بن جائیں تو اے ابوالحسن تمھارے فضائل شمار نہ ہو سکیں۔*(۱۰)

ابوالحسین:۔

جناب علیؑ سے مروی ہے کہ آنحضرت کی حیات میں حسنؑ مجھ کو ابا حسین اور حسینؑ مجھ کو ابا حسن کہا کرتے تھے۔یہ دونوں مجھے اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آنحضرت کو اپنا باپ سمجھا کرتے تھے۔جب آنحضرت رحلت فرما گئے تو ان دونوں نے نے مجھے ابا حسن و ابا حسین کہنا چھوڑ دیا۔

ابوریحانتین:۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت کو وفات سے تین روز پہلے حضرت علیؑ سے فرماتے سنا تھا کہ اے ابوالریحانتین تم پر سلام ہو۔میں تم کو اپنے دونوں پھول کے پودوں کے لئے دنیا میں وصیت کرتا ہوں۔

ابوالسبطین:۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت نے ممبر پر خطبہ پڑھا......... اور حضرت علی کو بلایا......... پھر باآواز بلند ارشاد فرمایا اے گروہ اہل اسلام! یہ میں علیؑ ابن ابی طالب شیخ المہاجرین والانصار۔میرے بھائی میرے ابن عم، میرے داماد، میرا گوشت، میرا خون یہ ابو السبطین یعنی حسنؑ و حسینؑ کے باپ ہیں جو سرداران شباب اہل جنت ہیں۔*(۱۱)

ابوتراب:۔

ابو بمعنی باپ اور تراب بمعنی مٹی۔یہ حضرت علیؑ کی محبوب ترین کنیت تھی۔

سہل ابن سعد، عدی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ علیؑ کہاں ہیں۔ایک شخص پتہ لگانے گیا اور آن کر بیان کیا کہ آپ مسجد میں سو رہے ہیں۔آنحضرت مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ آپ فرش خاک پر چادر بچھا کر سو رہے ہیں۔چادر سمٹ گئی ہے اور زمین کی مٹی آپ کی پیٹھ میں بھر گئی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس بیٹھ گئے اور بکمال شفقت اپنے ہاتھ سے پیٹھ جھاڑی اور فرمایا قم یا اباتراب یعنی اے ابو تراب اٹھو۔*(۱۲)

خوارزمی لکھتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں اخوت قائم کرائی۔اس طور پر کہ ابو بکرؓ کو حضرت عمرؓ کا، حضرت عثمانؓ کو عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا، طلحہؓ کو زبیرؓ کا اور ابو ذر غفاریؓ کو مقدادؓ کا بھائی بنایا۔جب علیؑ باقی رہ گئے اور ان کا بھائی کسی کو نہیں بنایا تو آپ نہایت غمگین ہوئے اور جا کر زمین پر لیٹ رہے اور اپنے ہاتھ کا تکیہ کر کے زمین پر سو گئے۔ہوا نے مٹی اڑا کر آپ کے بدن کو گرد آلود کر دیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ڈھونڈنے نکلے۔

اس نام کی وجہ میں علماء کو اختلاف ہے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ ہی نے ولادت کے وقت ان کا نام علیؑ رکھا *(۷)۔ بعض کے نزدیک حضرت ابو طالبؑ نے جناب کا نام علیؑ رکھا۔ بعض نے کہا ہے کہ جب آپ آنحضرت کے دوش اقدس پر کعبہ کے بت توڑنے کے لئے چڑھے تو ازراہ شرف علیؑ کے نام سے پکارے گئے۔ *(۸)۔ ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت بعد ولادت تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا۔ عرض کیا گیا والدہ نے اسد اور والد نے زید رکھا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ نام رکھنا چاہیئے۔ جناب امیرؑ کی والدہ فرماتی ہیں کہ بخدا میں نے ایک روز ہاتف سے یہی نام سنا تھا۔ *(۹)

کنیت

احادیث میں حضرت علیؑ کی حسب ذیل کنیت ہیں:۔

ابو الحسن، ابو الحسین، ابو الریحانتین، ابو السبطین، ابو محمد، ابو تراب ذیل میں ہر ایک کنیت کی وجہ کچھ یوں ہے:

ابو الحسن:۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر تمام دریا سیاہی اور تمام درخت قلم اور انسان کاتب اور جن محاسب بن جائیں تو اے ابو الحسن تمھارے فضائل شمار نہ ہو سکیں۔ *(۱۰)

ابو الحسین:۔

جناب علیؑ سے مروی ہے کہ آنحضرت کی حیات میں حسنؑ مجھکو ابا حسین اور حسینؑ مجھ کو ابا حسن کہا کرتے تھے۔ یہ دونوں مجھے اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آنحضرت کو اپنا باپ سمجھا کرتے تھے۔ جب آنحضرت رحلت فرما گئے تو ان دونوں نے نے مجھے ابا حسن و ابا حسین کہنا چھوڑ دیا۔

ابو ریحانتین:۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت کو وفات سے تین روز پہلے حضرت علیؑ سے فرماتے سنا تھا کہ اے ابو الریحانتین تم پر سلام ہو۔ میں تم کو اپنے دونوں پھول کے پودوں کے لئے دنیا میں وصیت کرتا ہوں۔

ابو السبطین:۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت نے ممبر پر خطبہ پڑھا .... اور حضرت علی کو بلایا .... پھر باآواز بلند ارشاد فرمایا اے گروہ اہل اسلام! یہ میں علیؑ ابن ابی طالب شیخ المہاجرین والانصار۔ میرے بھائی میرے ابن عم، میرے داماد، میرا گوشت، میرا خون یہ ابو السبطین یعنی حسنؑ و حسینؑ کے باپ ہیں جو سرداران شباب اہل جنت ہیں۔ *(۱۱)

ابو تراب:۔

ابو بمعنی باپ اور تراب بمعنی مٹی۔ یہ حضرت علیؑ کی محبوب ترین کنیت تھی۔

سہل ابن سعد، عدی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ علیؑ کہاں ہیں۔ ایک شخص پتہ لگانے گیا اور آن کر بیان کیا کہ آپ مسجد میں سو رہے ہیں۔ آنحضرت مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ آپ فرش خاک پر چادر بچھا کر سو رہے ہیں۔ چادر سمٹ گئی ہے اور زمین کی مٹی آپ کی پیٹھ میں بھر گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس بیٹھ گئے اور بکمال شفقت اپنے ہاتھ سے پیٹھ جھاڑی اور فرمایا قم یا اباتراب یعنی اے ابو تراب اٹھو۔ *(۱۲)

خوارزمی لکھتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں اخوت قائم کرائی۔ اس طور پر کہ ابو بکرؓ کو حضرت عمرؓ کا، حضرت عثمانؓ کو عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا، طلحہؓ کو زبیرؓ کا اور ابو ذر غفاریؓ کو مقدادؓ کا بھائی بنایا۔ جب علیؑ باقی رہ گئے اور ان کا بھائی کسی کو نہیں بنایا تو آپ نہایت غمگین ہوئے اور جا کر زمین پر لیٹ رہے اور اپنے ہاتھ کا تکیہ کر کے زمین پر سو گئے۔ ہوا نے مٹی اڑا کر آپ کے بدن کو گرد آلود کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ڈھونڈنے نکلے۔

جب آپ کو اس حالت میں پایا تو اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا" تم نے اپنے لئے ابو تراب بننے میں کیا مصلحت دیکھی .... کیا تم اس امر سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے لئے تھے ۔ لیکن میرے بعد مرتبہ نبوت نہیں ہے جو شخص تم سے محبت رکھے گا وہ امن میں رہے گا اور باایمان اٹھے گا اور جو تم سے بغض رکھے گا خدا اس کو کافروں کی موت دے گا ۔* (۱۳)

القاب

امیر المومنین حضرت علیؑ کے بیشمار القاب احادیث میں وارد ہیں مثلاً امیر المومنین، امام المتقین، ولی المتقین، سید الصادقین، سید المسلمین، سید المومنین، سید العرب، سید فی الدنیا و آخرۃ، قائد الغر المحجلین، یعسوب المومنین، صدیق اکبر، فاروق اعظم، خاتم الوصیین، خیر الوصیین، امام البررہ، قاتل الفجرہ، صاحب الرایۃ، مقیم الحدہ اسد اللہ، حجۃ اللہ، رایۃ الہدیٰ، ولی اللہ، صفوۃ اللہ، شیخ المہاجرین والانصار، قسیم النار و الجنۃ، وارث رسول اللہ، خلیفۃ رسول اللہ، مینار الایمان، الہادی، صاحب اللبداء، ناصر رسول اللہ، مصالح المومنین، مولیٰ المومنین، منجز الوعد، قاتل الناکثین و القاسطین والمارقین، المرتضیٰ، الشاہد، الشہید، الراکع، الساجد، المصفی، الامین، باب حطہ، شبیل ہارون، نفس الرسول، سیف اللہ، ذوالاذن الواعی، قاضی دین رسول، وزیر رسول اللہ، خیر البشر، ذوالقرنین، خاصف النعل، الطاہر الصادق، المومن، الانزع البطین، العابد، الزاہد، کاسر الاصنام، ایلیا، سباب عین الفتنۃ، امیر النحل، ذوالبراتۃ، شبیل عیسیٰؑ، القرم، کرم اللہ وجہہ، یعد بالامۃ وغیرہ وغیرہ ۔ ذیل میں ان القاب کی وجہ کچھ یوں ہے:۔

امیر المومنین:۔ (مومنوں کے سردار)

انسؓ سے روایت ہے کہ ایک .... روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا" اے انسؓ جو شخص آج سب سے پہلے میرے پاس آئے گا وہ مومنوں کا امیر ہو گا ...... جناب امیرؑ تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا ... میں نے دروازہ کھول دیا جناب امیرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے ۔* (۱۴)

جناب علیؑ کے غلام سالم بیان کرتے ہیں کہ میں جناب امیرؑ کے ساتھ ان کی زمین پر تھا ... کہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ ان سے ملنے آئے اور السلام علیک یا امیر المومنین و رحمۃ اللہ برکاۃ، کہہ کر سنت اسلام ادا کی ۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ رسول اللہ کی زندگی میں بھی اسی طرح کہا کرتے تھے ۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ہم کو یہ حکم دیا تھا ۔* (۱۵)

معاویہ بن ثقلبہ اللیثیؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو ذر غفاریؓ سخت بیمار ہو کر انتقال کے قریب ہوگئے تو حضرت علیؑ سے اپنی وصیت بیان کی ۔ لوگوں نے کہا کہ اگر تم اپنی وصیت امیر المومنین عمرؓ سے بیان کرتے تو تمھارے لئے یہ بہتر ہوتا ۔ ابو ذرؓ کہنے لگے میں نے اپنی وصیت سچے امیر المومنین سے بیان کی ہے ۔* (۱۶)

امام المتقین:۔ (پرہیزگاروں کے امام)

جابرؓ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار نے مجھکو علیؑ کی نسبت وحی بھیجی ہے کہ وہ تمام متقیوں کا امام ہے ۔* (۱۷)

عبد اللہ بن سعد زارہ سے روایت ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب میں اپنے پروردگار کے پاس پہونچا تو پروردگار نے مجھے علیؑ کے تین القاب القا فرمائے کہ وہ مسلمانوں کا سردار، متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے ۔* (۱۸)

ولی المتقین:۔ (پرہیزگاروں کا ولی)

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تو مسلمانوں کا سردار، متقیوں کا ولی اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے ۔* (۱۹)

سید الصادقین:۔ (سچوں کا سردار)

ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ سچوں کا

سردار ہے۔* (۲۰)

سید المسلمین:۔ (مسلمانوں کا سردار)

انسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ابھی سید المسلمین یہاں آئے گا جناب امیرؑ حاضر خدمت ہو گئے۔* (۲۱)

سید المومنین:۔ (مومنوں کا سردار)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میرے بعد علیؑ ہر مومن کا سردار ہے۔* (۲۲)

سید العرب:۔ (عرب کا سردار)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھی کہ جناب امیرؑ تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں عرب کے سردار تو آپ ہیں۔ فرمایا میں کل عالم کا سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے۔* (۲۳)

سید فی الدنیا والاخرۃ:۔ (دنیا و آخرت کا سردار)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ عیہ وسلم نے جناب امیرؑ کی طرف نظر کر کے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے۔* (۲۴)

قائد الغر المحجلین:۔ (سفید ہاتھ، منہ اور پاؤں والوں کے پیشوا)

عبداللہ بن حکیم الجہنیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج جناب ایزدی نے مجھ کو علیؑ کے تین القاب القا فرمائے کہ وہ متقیوں کے امام، نورانی ہاتھ پاؤں اور منہ والوں کے پیشوا اور مومنوں کے سردار ہیں۔* (۲۵)

یعسوب المومنین:۔ (مومنوں کا بادشاہ)

جناب امیرؑ اور سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؑ مومنوں کا بادشاہ ہے۔* (۲۶)

صدیق اکبر:۔ (بہت سچ بولنے والا)

ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علیؑ کے متعلق فرما رہے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی۔ یہ صدیق اکبر ہے۔* (۲۷)

ابن عباس اور ابو یعلیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدیق تین ہیں۔ اول حبیب النجار الیاسین (جناب عیسیٰ کے حوارین) پر ایمان لانے والا کہ جس نے یہ کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو نبیوں کی متابعت کرو دوم فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا حرقیل جس نے کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے والا خدا ہے اور سوم علی ابن ابی طالب جو ان دونوں سے افضل ہیں۔* (۲۸)

فاروق اعظمؓ:۔ (حق و باطل میں فرق کرنے والا)

ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ سے سنا ہے کہ وہ جناب امیر سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو۔ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے۔* (۲۹)

خاتم الوصیین:۔ (نصیحت کرنے والوں کی فقی)

انسؓ کہتے ہیں کہ بعد نماز آنحضرت نے فرمایا آج جو شخص سب سے پہلے میرے پاس آئے گا وہ امیر المومنین و خاتم الوصیین ہے۔ اتنے میں جناب امیر تشریف لائے۔*

حموینی نے ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں اور اے علیؑ تم قیامت تک خاتم الوصیین ہو۔* (۳۰)۔

خیرالوصیین:۔ (نصیحت کرنے والوں میں بہترین)

انسؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آنحضرت کی خدمت میں تھا کہ آپ نے فرمایا ابھی اسی وقت سید المرسلین، امیرالمومنین اور خیرالوصیین آئے گا۔ اتنے میں جناب امیرؑ تشریف لائے۔* (۳۱)

الوصی:۔ (جانشین)

بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے۔ میرا وصی اور وارث علیؑ ہے۔* (۳۲)

جناب ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر امت سے خداتعالیٰ نے ایک نبی منتخب کیا اور ہر نبی کے لئے اس کی امت سے اس کا ایک وصی منتخب فرمایا ہے۔ میں اس امت کا نبی ہوں اور میرے بعد میری امت میری عترت اور میرے اہلبیت میں میرا وصی علیؑ ہے۔* (۳۳)

اسود بن یزید سے روایت ہے کہ لوگوں نے ام المومنین عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آیا علی وصی تھے۔۔۔۔ام المومنین نے فرمایا کہ میں نے خود اس بات کو آنحضرت سے وفات کے وقت سنا تھا۔* (۳۴)

امام البررہ:۔ (نیکوکاروں کا امام)

جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت پناہ نے جناب امیرؑ کی نسبت ارشاد فرمایا کہ علیؑ نیکوکاروں کا امام اور بدکاروں کا قاتل ہے۔ فتح مند ہوا جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا جس نے اس کو چھوڑا۔* (۳۵)

قاتل الفجرہ:۔ (بدکاروں کا قاتل)

ابن عباسؓ بواسطہ ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ نیکوکاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل۔

صاحب الرایہ:۔ (علمبردار)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا ابی برزہؓ سے فرمارہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابابرزہ! خدائے تعالیٰ نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے متعلق مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم، ایمان کا نشان اور اولیا کا امام ہے۔ اور جسقدر لوگ میری اطاعت کرنے والے ہیں ان سب کیلئے نور ہے اے ابابرزہ! کل قیامت کے روز وہ میرا امین و علمبردار ہوگا۔ وہ پروردگار کے خزانوں کی کنجی ہے اور ایک پاک کلمہ ہے جس کو متقیوں نے اپنے لئے لازم کرلیا ہے۔* (۳۶)

مقیم الحجہ:۔ (حجت قائم کرنے والا)

اے آدم اپنے سر کو اٹھا۔ دیکھ کہ عرش پر لکھا ہے کہ محمد رحمت کا نبی ہے اور علیؑ حجت قائم کرنے والا ہے۔* (۳۷)

اسد اللہ:۔ (اللہ کا شیر)

آنحضرت نے بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانو! یہ علیؑ ابن ابی طالب مہاجرین و انصار کا شیخ، میرا بھائی میرے چچا کا بیٹا، میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ حسنؑ و حسینؑ کا باپ ہے جو نوجوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ یہ مجھ سے تکلیف دور کرنے والا ہے۔ یہ خدا کی زمین پر اس کا شیر ہے۔ یہ خدا کے دشمنوں کیلئے خدا کی برہنہ شمشیر ہے۔ اس کے دشمنوں پر خدا اور اس کے فرشتوں کی پھٹکار ہو۔ اس کے دشمنوں سے خدا بیزار ہے اور میں بھی ان سے بیزار ہوں۔ پس جو شخص خدا اور اس کے رسول کی بیزاری چاہتا ہو وہ اس سے بیزار ہو۔* (۳۸)

حجۃ اللہ:۔ (اللہ کی حجت)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور علیؑ خدا کے بندوں پر خدا کی حجت ہیں۔* (۳۹)

رایۃ الھدیٰ:۔ (ہدایت کا علم)

انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا ابی برزہؓ سے فرمارہے تھے کہ پروردگار نے مجھ سے علیؑ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ ہدایت کا علم ہے اور ایمان کا نشان۔* (۴۰)

ولی اللہ:۔ (اللہ کا ولی)

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الفرید میں تشریف فرما تھے اور میں خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑیگا جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل پر مشرکوں سے جہاد کیا۔* (۴۱)

صفوۃ اللہ:۔ (خدا کا برگزیدہ)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سرور کائنات اپنے دولتخانہ کے صحن میں استراحت فرمارہے تھے اور سر اقدس وحیہ کلبی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنی آغوش سے حضرت علیؑ کی آغوش میں دے دیا۔ آنحضرت نے بیدار ہو کر فرمایا یہ وحیہ کلبی نہیں تھے۔ یہ جبرئیل تھے۔* (۴۲)

شیخ المہاجرین والانصار:۔ (مہاجرین وانصار کا شیخ)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی قریب آجاؤ جب وہ قریب گئے تو آنحضرت نے ان کو چھاتی سے لگا کر باآواز بلند فرمایا اے مسلمانو! یہ علیؑ ابن ابی طالب مہاجرین وانصار کا شیخ ہے۔* (۴۳)

قسیم النار والجنۃ:۔ (جنت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا)

ابو سعیدؓ فدری سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا" علیؑ سے کہدو جس کو تم چاہو گے جنت میں داخل کرو گے اور جس کو چاہو گے نکالو گے۔* (۴۴)

وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔ (رسول اللہ کا وارث)

بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے۔* (۴۵)

خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔ (رسول اللہ کا جانشین)

ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ فرماتے تھے کہ جو شخص علیؑ کے خلاف خلافت کے معاملہ میں لڑے اس کو قتل کردو جو کوئی بھی ہو۔* (۴۶)

ینار الایمان:۔ (ایمان کی نشانی)

انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے ابو برزہؓ سے فرمایا کہ اللہ عزو جل نے علیؑ کے متعلق مجھ سے فرمایا ہے کہ وہ ہدایت کا جھنڈا اور ایمان کی نشانی ہے۔ (۴۷)

امام الاولیاء:۔ (ولیوں کا امام)

انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو برزہ سے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ علیؑ ہدایت کا علم، ایمان کا نشان اور اولیاء کا امام ہے۔ *(۴۸)

الھادی:۔ (ہدایت کرنے والا)

سعدؓ بن معاذ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو برزہؓ سے فرمایا کہ میں امت کا نذیر ہوں اور علیؑ امت کا ہادی یعنی راہ دکھانے والا ہے۔* (۴۹)

صاحب اللواء:۔ (صاحب علم)

ابو سعیدؓ حذری کہتے ہیں کہ سرورِ کائنات فرماتے تھے یا علیؑ تم میرے جسم کو غسل دوگے اور میرے قرض کو ادا کروگے اور مجھ کو میری قبر میں دفن کروگے ۔ اور جو کچھ کہ میرے ذمہ ہوگا پورا کروگے ۔ تم دنیا اور آخرت میں میرے صاحب علم ہو ۔* (۵۰)

ناصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :۔ (رسول اللہ کا مددگار)

ابن عباسؓ نے بلال بن حارثؓ اور ابی الحمراءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ فرماتے تھے کہ شب معراج میں نے شاخ پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہم نے اس کی تائید اور نصرت علیؑ سے کی ۔* (۵۱)

صالح المومنین :۔ (مومنوں میں سب سے لائق)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پروردگار کے اس قول ھو مولٰدۃ و جبرئیل و صالح المومنین میں صالح المومنین سے علیؑ مراد ہیں ۔* (۵۲)

مولیٰ المومنین :۔ (مومنوں کا آقا اور ناصر)

غدیر خم کے موقع پر آنحضرت نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے * (۵۳) سعد بن وقاصؓ سے مروی ہے کہ معاویہؓ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں ۔* (۵۴)

منجز الوعد :۔ (وعدہ پورا کرنے والا)

ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ علیؑ میرے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور یہ میرے قرض کو ادا کرنے والا ہے ۔* (۵۵)

قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین :۔ (عہد توڑنے والوں ، ظالموں اور دین سے نکلنے والوں کا قاتل)

جابر بنؓ عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

پروردگار کی اس آیت کے شان نزول کے بارے میں فرماتے تھے اور جس کا ترجمہ یہ ہے "اگر ہم تجھے لے جائیں تو بھی ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں" کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ وہ میرے بعد عہد توڑنے والوں ، ظالموں اور دین سے نکلنے والوں کے ساتھ لڑیگا ۔* (۵۶)

المرتضیٰ :۔ (پسندیدہ و برگزیدہ)

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کہ بعض راستوں سے گذر رہا تھا ۔ ناگاہ ہم ایک نخلستان سے ہو کر گذرے ۔ ایک نخل دوسرے سے پکار کر کہنے لگا یہ نبی مصطفیٰ ہیں اور یہ علی مرتضیٰ ہیں پھر ہم آگے نکل گئے ۔ پھر ایک اور نخل تیسرے سے کہنے لگا یہ موسیٰ ہیں اور یہ ان کے بھائی ہارونؑ ۔ (۵۷)

الشاہد :۔ (گواہی دینے والا)

عمار بن عبداللہ سعیدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ کو منبر پر فرماتے سنا ہے کہ قریش میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جس کے حق میں ایک یا دو آئیتں نازل نہ ہوئی ہوں ۔ ایک شخص نے پوچھا آپ کی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی جناب امیرؑ غصہ ہو کر فرمانے لگے اگر تو سب کے سامنے نہ پوچھتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتلاتا افسوس تو نے سورہ ہود نہیں پڑھا اممن کان علی بینۃ من ربہ و یتلوہ شاھد منہ رسول اللہ تو علی بینتہ من ربہ ہیں اور شاھدہ منہ میں ہوں ۔* (۵۸)

الشہید :۔ (شہادت پانے والا)

ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علیؑ کو بغل میں لئے ہوئے ہیں اور آپ کو چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو یہ وحید ہے اور شہید ہے * (۵۹)

الراکع :۔ (رکوع کرنے والا)

مجاہدؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وارکو مع الراکعین خاص کر امیرؑ مراد ہیں۔ کیونکہ وہی سب سے پہلے آنحضرت کے ساتھ رکوع میں شریک ہوئے۔* (۶۰)

الساجد:۔(زیادہ سجدہ کرنے والا)

جناب امام موسیٰ کاظمؑ اپنے آبائے علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت تراھم رکنا سجدہ جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی۔* (۶۱)

الصفی:۔(برگزیدہ)

جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ تم میرے برگزیدہ اور امین ہو۔* (۶۲)

الامین:۔(امانت دار)

انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ سے فرمایا اے ابوہریرہؓ کل قیامت کے دن علیؑ میرا امانت دار ہوگا۔* (۶۳)

باب حطہ:۔(توبہ کا دروازہ)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ توبہ کا دروازہ ہے جو شخص اس میں داخل ہوا مومن ہے اور جو اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔* (۶۴)

شبیل ہارون:۔(ہارون کے مانند)

جناب رسالتمآب نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون ہے۔* (۶۵)

بقول سعدؓ بن ابی وقاص ان کے والد کہتے تھے کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علیؑ میرے لئے ایسے ہیں جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے واسطے۔* (۶۶)

نفس رسول:۔(رسول کا نفس)

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آیت انفسنا میں انفسنا سے مراد جناب علیؑ ہیں۔* (۶۷)

سیف اللہ:۔(اللہ کی تلوار)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ خدا کے دشمنوں پر علیؑ ایک شمشیر برہنہ ہے۔* (۶۸)

ذوالاذن الواعی:۔(یادرکھنے والا کان)

مکحول اس آیت کی تفسیر میں "یادرکھے گا اس کو یادرکھنے والا کان" جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ تیرے کان کو یادرکھنے والا بنادے۔* (۶۹)

قاضی دین رسول اللہ:۔(دین رسول اللہ کا قاضی)

جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ مجھ کو جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا میرا سن ابھی بہت چھوٹا تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ایسی قوم میں قاضی بنا کر بھیجتے ہیں جن میں اکثر جھگڑے ہوا کریں گے اور مجھے قضا کا علم نہیں آنحضرت نے فرمایا پروردگار تیری زبان کو ہدایت دیگا اور تیرے دل کو ثابت رکھے گا۔ جناب امیر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔* (۷۰)

حمید بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب کے حضور میں جناب امیرؑ کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیت میں حکمت عطا فرمائی۔* (۷۱)

وزیر رسول اللہ:۔(رسول اللہ کا وزیر)

ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے (جبکہ حضرت علیؑ نے دوران نماز سائل کو

انگوٹھی عطا فرمائی) کہ یہ تمام ماجرا آنحضرت دیکھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب بلند کئے اور کہا الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے پروردگار مرا سینہ کھول دے اور میرے گھر کے لوگوں میں سے میرے بھائی ہارون کو وزیر بنا۔ الٰہی! میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں۔ بس میرے سینے کو بھی کھول دے، میرے کام کو آسان کر، اور میرے گھر والوں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت قوی کر۔* (۷۲)

خیر البشر:۔ (انسانوں میں سب سے بہتر)

عطا بیان کرتے ہیں کہ میں نے بی بی عائشہؓ سے علیؑ کی بابت ان کے خیالات معلوم کئے۔ وہ بولیں علیؑ خیر البشر ہیں۔ کافر کے سوا کوئی اس میں شک نہ کرے گا۔* (۷۳)

عقبہ بن سعد العوفیؓ سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبداللہ انصاریؓ کے پاس گئے۔ ان کے ابرو کے بال ان کی آنکھوں کے نیچے ڈھلکے ہوئے تھے۔ ہم نے جناب امیرؑ کے متعلق دریافت کیا۔ وہ اپنی آنکھوں سے ابرو کے بال اٹھا کر کہنے لگے وہ تو خیر البشر ہیں۔* (۷۴)

ذوالقرنین:۔ (دونوں طرف کا مالک)

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ تیرے لئے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین ہے۔ یعنی دونوں طرف کا مالک ہے۔* (۷۵)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تم علیؑ کی شان میں کیا کہتے ہو۔ جواب دیا کہ واللہ وہ ذوالثقلین ہیں یعنی دو بزرگ دنوں میں سے ایک ہیں (یعنی قرآن و اہلبیت میں)۔ وہ سب سے اول شہادتین (اشہد لا الہ الا اللہ و اشہد محمد رسول اللہ) کے ادا کرنے والے ہیں۔ انہوں نے دو قبلوں (یعنی بیت المقدس اور کعبہ) کی طرف نماز پڑھی۔ دونوں بیعتیں کیں (یعنی پہلی بیعت عقبہ جو

ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں ہوئی اور دوسری بیعت رضوان (جو بوقت صلح حدیبیہ ہوئی) وہ باپ ہیں سبطین جو حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور وہ میرے اور تمام جن و انس کے مولا ہیں۔ ان کیلئے آفتاب کو دو دفعہ رجعت ہوئی۔ وہ مثل ذوالقرنین ہیں۔ ان کے سر اقدس کے دونوں طرف زخم لگے ہیں پہلا عمر بن عبدود سے اور دوسرا ابن ملجم ملعون سے* (۷۶)

خاصف النعل:۔ (جوتا سینے والا)

ابو سعید حذریؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب سرور کائنات کے باہر نکلنے کے منتظر تھے کہ آنحضرت باہر تشریف لائے۔ کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیرؑ کی طرف اتار کر پھینک دیا اور فرمایا تم میں ایک ایسا آدمی ہے کہ قرآن کی تاویل پر جہاد کرے گا جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر جہاد کیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کہنے لگے یارسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کیا میں ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ بولے یارسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن وہ جوتا سینے والا (حضور نے اپنا جوتا جناب علیؑ کو سینے کیلئے دیا تھا)* (۷۷)

الطاہر:۔ (نجاست سے دور)

ابو سعید حذریؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت "نہیں چاہتا ہے اللہ مگر دور کرے نجاست تم سے اے گھر والو اور پاک کرے تم کو جو پاک کرنے کا حق ہے" صرف پانچ شخصوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔* (۷۸)

الصادق:۔ (سچوں کا سردار)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت "اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ" جناب علیؑ کے متعلق ہے کہ ان کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام سچوں کے سردار ہیں۔* (۷۹)

المومن:۔ (مومنوں کا سردار)

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب فرماتے تھے اے علیؑ! تو سب مسلمانوں سے اسلام لانے کی رو سے پہلا ہے اور تو سب مومنوں سے ایمان لانے کی رو سے مقدم ہے۔* (۸۰)

الانزع البطین:۔ (بڑے پیٹ والا)

ابو سعید تیمی بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی لڑکے تھے اور بازار میں کپڑے کا بنچہ اپنے کاندھوں پر اٹھائے بیچ رہے تھے کہ ناگاہ ہم نے جناب امیرؑ کو تشریف لاتے دیکھا۔ ہم آپس میں کہنے لگے کہ جناب امیرؑ بزرگ شکمؑ ہیں۔ جناب امیرؑ نے دریافت کیا کہ ہم لوگ کیا کہہ رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے حضور کو عظیم البطن کہا ہے آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ اوپر اس کے علم ہے اور نیچے طعام۔* (۸۱)

العابد:۔ (بہت زیادہ عبادت گزار)

حارث بن سعد بن ابی وقاصؓ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ کے لئے مثل آنحضرت مسجد میں حجرہ بنا ہوا تھا جس میں وہ عبادت کیا کرتے تھے۔* (۸۲)

الزاہد:۔ (عظیم زاہد)

قبصہؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ سے زیادہ کوئی شخص زاہد نہیں دیکھا۔* (۸۳)

کاسر الاصنام:۔ (بتوں کا توڑنے والا)

جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں گئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جا اور آپ میرے کاندھوں پر کھڑے ہوئے۔ میں اٹھنے لگا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ضعف

دیکھ کر فرمایا تو میرے کاندھوں پر سوار ہو۔ میں روش اقدس پر کھڑا ہوا تو گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں۔ یہاں تک کہ میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ چھت پر پیتل کی ایک مورت تھی۔ میں اسے آگے پیچھے دائیں بائیں ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے اسے اکھاڑ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا۔ وہ بت شیشہ کی طرح چور چور ہو گیا۔ پھر میں اتر آیا۔* (۸۴)

الساقی:۔ (پلانے والا)

ابو سعید حذریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؑ میں پانچ ایسی باتیں ہیں کہ ہمارے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ کئے رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہو جائے، دوم یہ کہ لواء الحمد اس کے ہاتھ میں ہو گا۔ آدم اور ان کی اولاد سب اس کے نیچے ہو گی، سوم یہ کہ وہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا رہے گا اور جس کو میری امت میں پہچانتا ہو گا اسے پلائے گا، چہارم یہ کہ وہ میرے ستر کا ڈھانپنے والا اور مجھ کو میرے خدا کی طرف سپرد کرنے والا ہو گا اور پنجم یہ کہ میں اس کے متعلق ہرگز خائف نہیں کہ وہ اپنی عفت کے بعد زنا کرے یا ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے۔* (۸۵)

دابۃ الجنۃ:۔ (جنت کا چار پایہ)

عمر بن جوعؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تمہیں جنت کا چار پایہ دکھائیں جو کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ پھر جناب علیؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ ہے وہ جنت کا چار پایا۔* (۸۶)

ایلیا:۔ (توریت میں جناب علیؑ کا نام)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کے جناب رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ! جان لے کہ یہود نے اپنی کتابوں میں لکھا دیکھا ہے کہ وہ شخص (جو انہیں قتل کرے گا اس کا

نام ایلیا ہوگا۔ جب تم ان سے ملنا تو کہنا میں علیؑ ہوں .... جب میں قلعہ قموص (خیبر کا مشہور قلعہ) پہنچا تو علماء یہود میں سے ایک عالم نے مجھ سے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے۔ میں نے کہا علیؑ ابن ابی طالب۔ وہ یہودی عالم کہنے لگا بیشک تم غالب ہوگے۔ موسیٰؑ پہ جھوٹ نہیں نازل کیا گیا۔

قاب عین الفتنہ:۔ (فتنہ کے چشمہ کا محافظ)

ذر بن جبیش نے جناب امیر کو فرماتے سنا تھا کہ فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو یہ ہزاروں مارے نہ جاتے۔* (۸۷)

امیرالنحل:۔ (لوگوں کا بادشاہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ علیؑ مومنوں کا یعسوب ہے اور مال و دولت منافقوں کا یعسوب (یعنی بادشاہ) ہے۔ اسی وجہ سے حضرت علیؑ کو امیر النحل کہا گیا۔* (۸۸)

دوالبرقہ:۔ (دو بجلیوں والے)

حضرت عباسؓ نے غزوہ حنین کے روز علیؑ کو یہ لقب دیا۔* (۸۹)

مثیل عیسیٰ:۔ (عیسیٰؑ کے مانند)

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ تو عیسیٰؑ کی مانند ہے کہ ایک قوم نے ان سے یہاں تک محبت کی کہ اس میں وہ ہلاک ہوگئے اور دوسری قوم نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوگئے۔ پھر فرمایا کیا منافق راضی نہیں کہ تو عیسیٰؑ کے مانند ہے۔* (۹۰)

القرم:۔ (شیرنر)

عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارثؓ ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد اور حضرت عباسؓ مجھ سے اور فضل بن عباسؓ سے کہنے لگے کہ آنحضرت کے پاس جاؤ اور کہو

۔ اب ہم جوان ہوگئے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ ہمارے والدین مہر ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اس لئے آپ ہمیں کسی علاقہ کا عامل بنادیں تاکہ وہی روپیہ وصولیں اور اپنی حاجت پوری کریں۔ اتنے میں حضرت علیؑ وہاں آگئے۔ انہوں نے یہ سن کر کہا کہ ایسا نہ کریں۔ ہم دونوں بولے کہ آپ ہم سے حسد کرتے ہیں۔ جناب امیرؑ نے یہ سن کر اپنی ردائے مبارک زمین پر بچھادی اور لیٹ گئے۔ اور فرمانے لگے میں ابوالحسن شیرنر ہوں۔ بخدا اس جگہ سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک تم دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جواب نہیں لے آتے۔ ہم دونوں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدعا عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ آل محمد کو صدقات کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تو لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے۔* (۹۱)

کرم اللہ وجہہ:۔ (اللہ نے اس کے چہرہ کو بزرگ کیا)

حسن مدائنی کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے بچپن سے بتوں کی پرستش نہیں کی اسی لئے ان کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ لگاتے ہیں۔ یہ لقب آپ کے سوا کسی اور صحابی کیلئے استعمال نہیں ہوسکتا کیونکہ سب ہی اسلام لانے سے قبل بت پرست تھے۔* (۹۲)

جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ تین شخصوں نے کبھی کفر نہیں کیا۔ مومن الیاسین، آسیہ زوجہ فرعون اور علیؑ ابن ابی طالب۔* (۹۳)

ولی المومن:۔ (مومنوں کا آقا)

امام ابو داؤد اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو عوانہ نے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تو میرے بعد ہر مومن کا آقا ہے۔* (۹۴)

عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمارہے تھے کہ یہ ہر مومن کا ولی ہے اور میں اس کا

ولی ہوں۔* (۹۵)

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب فرماتے تھے جس کا میں نبی ہوں علیؑ اس کا ولی ہے۔* (۹۶)

ایک نصرانی عالم سے گفتگو کرتے ہوئے حضرت علی نے اپنے القاب گنوائے۔ فرمایا انجیل میں میرا نام شنطیاح ہے، توریت میں ایلیا، اہل عرب ہل اتی کہتے، طائف والے حمید، اہل مکہ باب البلد، اہل آسمان احد، ترک یلیا، ، زنگی مجیلان، ہندو کشن، فرنگی حامی عیسیٰؑ، اہل خطایابو لیہ اہل عراق امیرالنحل، خراسان والے حیدر، اول آسمان پر عبدالحمید، دوسرے پہ عبدالصمد، تیسرے پر عبدالمجید، چوتھے پر ذوالعلیٰ، پانچویں پر علی اعلی، رب العزت نے میرا نام امیرالمومنین رکھا ہے، آنحضرت نے ابوتراب، میرے باپ نے زید اور میری ماں نے ابوالعشر۔* (۹۷)

حلیہ مبارک

جناب امیرؑ فربہ بدن، میانہ قد، بزرگ شکم، گندم گوں، بزرگ سر، سیاہ چشم تھے۔ قد کے متعلق بعض روایات میں ہے کہ میانہ قد سے کسی قدر دراز تھا۔ فربہی بہ حد اعتدال تھی۔ آنکھیں سرگیں، بڑی بڑی جن میں سیاہی و سفیدی بکمال خوبی موجود تھی۔ ابرو پیوستہ۔ سر مبارک پر اگلے حصہ میں بال بہت کم تھے۔ البتہ پچھلا حصہ بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ سر پر بالوں کی لکیریں جیسی تھیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے انگلیوں سے خط بنا دئے ہوں۔ چہرہ بہت خوبصورت تھا خندہ پیشانی و شگفتہ رو تھے۔ ریش مقدس دراز اور عریض تھی اور بال گھنے اور گنجان۔ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ سینہ پر بال بکثرت تھے۔ بعض کہ نزدیک جسم پر بال تھے اور دو گیسو بھی تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سوا سینہ اور کہیں جسم پر بال نہ تھے۔ دوش مبارک کے دونوں شانوں کے درمیان خاصہ فاصلہ تھا۔ شانے قوی اور مضبوط تھے۔ شانہ کی ہڈی مضبوط اور ایسی چوڑی تھی جیسی شیر کی ہوتی ہے۔ بازو اور کلائی بھری ہوئی تھیں۔ دونوں میں گوشت گویا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ بازو اور کلائی میں کچھ فرق نہ تھا۔ یہ

سب قوت اور شجاعت کی علامتیں ہیں۔ اگر آپ کسی کا ہاتھ پکڑ لیتے تو وہ چھڑا نہ سکتا تھا عضلہ دست اوپر سے موٹا اور گوشت سے بھرا ہوا۔ سر پتلا۔ عضلہ بازو چوڑا تھا۔ عضلہ ساق قوی اور مضبوط۔ اوپر سے موٹا اور نیچے سے پتلا اور خوبصورت تھا۔ کف دست و پا خوبصورت سڈول اور گوشت سے بھرے ہوئے اور نرم تھے۔ گردن صراحی دار تھی۔ غرض کہ جملہ اعضاء و مفاصل نہایت قوی تھے جن میں خدا داد قوت بھری ہوئی تھی۔ رفتار مستانہ تھی۔ کفار کے مقابلہ کو نکلتے تو جھپٹ کر چلتے مگر کسی قسم کی پریشانی ظاہر نہ ہوتی۔ نہایت اطمینان سے چلتے۔* (۹۸)

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کو جس طرح جملہ کمالات باطنی سے آراستہ کیا تھا ویسے ہی حسن و خوبی و جمال ظاہری بھی عطا فرمایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جمال کے نظارہ کو عبادت فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ علیؑ کے منہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

منقول ہے کہ جب حضرت علیؑ گھر سے نکلتے تو جن لوگوں کی نظر ان پر پڑتی وہ کہتے "نہیں ہے سوا اللہ کے کوئی معبود۔ یہ نوجوان کیسا بزرگ ہے، کیسا سخی ہے، کیا بہادر ہے" گویا جناب امیرؑ کی صورت دیکھنا کلمہ پڑھنے کا باعث ہوتا۔* (۹۹)

علامہ بدخشانی لکھتے ہیں کہ طبرانی، حاکم، ابن عساکر، ویلمی، اور ابن السمان نے ابن مسعودؓ، حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ معاذ بن جبلؓ، جابر بن عبداللہؓ، انسؓ، ثوبانؓ اور ام المومنین عائشہؓ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔* (۱۰۰)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا کہ جناب علی کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے تھے۔ میں نے جب استفسار کیا تو فرمایا اے بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علیؑ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔* (۱۰۱)

کیفیت پرورش، تعلیم و تربیت

حضرت علیؑ نے چار سال کی عمر تک اپنے والدین کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی ۔ جب پانچ سال کی عمر ہوئی تو مکہ معظمہ میں قحط پڑا جس سے مخلوق تباہ و برباد ہو گئی ۔ چونکہ جناب ابو طالبؑ کثیر العیال تھے معاش کی تنگی نے ان کو پریشان کر رکھا تھا ۔ قحط سالی نے اس میں اور بھی اضافہ کر دیا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت متاثر ہوئے اور اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اس وقت گرانی بہت پریشان کن ہے ۔ کنبہ کے حضرات کو دیکھ کر دکھ ہوتا ہے ۔ چلئے ہم ابو طالبؑ کا ہاتھ بٹائیں ۔ چنانچہ وہ دونوں ان کے پاس گئے اور اپنا مدعا بیان کیا ۔ حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا کہ طالب اور عقیل کو میرے پاس رہنے دو باقی دونوں کے متعلق تمھیں اختیار ہے حضرت عباسؓ نے حضرت جعفرؓ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ انتخاب نے حضرت علیؑ کو پسند کیا ۔ اس وقت سے آپ برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ۔ آنحضرت نے آپ کی پرورش بکمال شفقت مثل اولاد کے فرمائی اور سفر و حضر میں ساتھ رکھا ۔* (۱۰۲)

عرب میں اس زمانے میں کوئی درسگاہ تو تھی نہیں جہاں تعلیم حاصل کی جاتی ۔ اہل عرب شاعری اور ادب کے دلدادہ تھے ۔ بنی ہاشم تمام عرب میں افصح (بہت فصیح) البیان خود حضرت علی کے گھر میں موجود تھے ۔ جناب امیرؑ کی تمام تر ظاہری و باطنی تربیت خود آنحضرت نے کی ۔ آپ کے کمالات ظاہری و باطنی و مدارج روحانی اسی لاثانی تربیت کا نتیجہ ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا معلم ، مشفق و مربی آپ کیلئے نہ کوئی دوسرا ہو سکتا تھا اور نہ ہوا ۔ تعلیم کی کیفیت یہ تھی کہ آپ فرماتے ہیں جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات دریافت کرتا تو آپ اس کا جواب دیتے اور جب میں خاموش بیٹھا رہتا تو آپ خود مجھ سے گفتگو شروع کر دیتے ۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی تعلیم و کمالات ظاہری و باطنی کی کیا انتہا ہو سکتی ہے جس کا رسول اللہ جیسا مہربان و مربی و شفیق استاد ہو ۔ اسی تعلیم و خداداد قابلیت ، لیاقت ، ذہانت و ذکاوت کے باعث آپ مدینۃ العلم کے دروازے کہے گئے ۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ۔

خود حضرت علی اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں تم میرا مقام ، قریبی قرابت اور منزلت خصوصی جو مجھے رسول اللہ سے حاصل تھی جانتے ہو ۔ رسول اللہ نے مجھے اپنی گود میں اٹھایا ۔ میں وہ بچہ ہوں جسے رسول اللہ نے اپنے سینہ سے لگایا ۔ اپنے بستر میں میری حفاظت کرتے تھے ۔ آپ کا جسم مجھ سے مس ہوتا تھا میں آپ کا پسینہ سونگھتا تھا ۔ آپ پہلے غذا کو چباتے تھے پھر مجھے کھلاتے تھے ۔ آپ نے میری بات کو کبھی جھوٹا اور میرے کام میں کبھی دھوکا نہ پایا ۔ میں وہ شخص ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے ساتھ اس وقت ملایا جب میں نے اپنی ماں کا دودھ چھوڑا تھا ۔ میں رات دن رسول اللہ کے اچھے اطوار و محاسن اخلاق کی نشانیوں پر چلتا تھا ۔ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اس طرح کرتا تھا جس طرح دودھ سے الگ کیا ہوا بچہ اپنی ماں کے نقش قدم پر چلتا ہے ۔ میرے لئے روزانہ اخلاق کا ایک علم بلند کرتے تھے ۔ اور مجھے اس کی پیروی کا حکم فرماتے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال غار حرا میں قیام پذیر ہوتے تھے ۔ میں اور حضرت خدیجہؓ کے سوا اور کوئی نہ ہوتا ۔ میں نور وحی و نور رسالت کو دیکھتا ۔ اور نبوت کی خوشبو سونگھتا ۔* (۱۰۳)

سابق الاسلام

یہ بحث کہ پہلے کون اسلام لایا بڑی دلچسپ ہے ۔ اکثر علماء نے اس معاملہ میں بڑی بڑی قلابازیاں کھائی ہیں ۔ یہ ثابت کرنے کیلئے کہ حضرت علیؑ سے قبل بھی کوئی اسلام لے آیا تھا ۔ انہوں نے بڑے بڑے منطق گوہر پارے بکھیرے ہیں ۔ مثلاً مردوں میں خلدوں سابق الاسلام ، عورتوں میں فلاں ، بچوں میں فلاں ، بوڑھوں میں فلاں اور غلاموں میں سے فلاں وغیرہ وغیرہ ۔

جتنی حدیثیں حضرت علیؑ کے سابق الاسلام ہونے کے بارے میں ہیں وہ فی الاصل آپ کے اظہار اسلام کی سبقت کے بارے میں تصور کی جائیں گی ۔

حضرت سلمانؓ فارسی کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہونے والا اور سب سے اول ایمان

لانے والا علیؑ ابن ابی طالب ہے۔* (۱۰۴) حضرت سلمان فارسیؓ اور ابو ذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے۔ یہ اس امت کے حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے۔ یہ مومنوں کا یعسوب اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرنے والا ہے۔ یہ صدیق اکبر ہے۔* (۱۰۵)

زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علیؑ ہیں *(۱۰۶)

ابو سعیدؓ حذری و معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؑ تم میں سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے دن ان میں کوئی تم سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تم خدا پر ایمان لانے والوں میں سب سے اول ہو، خدا کے عہد کو پورا کرنے والوں میں سب سے برتر ہو، رعایا پر مہربانی کرنے والوں میں سب سے زائد برابر تقسیم کرنے والوں میں سب سے اچھے، قضایا کے فیصلے کرنے والوں میں سب سے زیادہ عالم اور قیامت کے روز خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مرتبہ والے ہو۔* (۱۰۷)

سعد بن ابی وقاصؓ، ابو سعید حذریؓ، جابر بن عبداللہؓ ام سلمہؓ اور اسماء بنت عمیسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علیؑ تم سب مسلمانوں سے پہلے ایمان لائے۔* (۱۰۸)

ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ سابق الاسلام تین ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی طرف سبقت کرنے والے یوشع بن نون، عیسیٰؑ کی طرف ماحبہ الیاسین اور میری طرف علی ابن ابی طالبؑ۔* (۱۰۹)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آیت کریمہ:۔ من یطع اللہ و لرسول فاولئک مع الذین النعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و اشہدا و اصالحین و حسن اولئیک رفیقا (یعنی جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے نعمت نازل کی یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہوں گے)

اس کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کو جنت میں بھی اسی طرح دیکھ سکتے ہیں جس طرح کہ دنیا میں دیکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ ہر نبی کیلئے ایک رفیق ہوتا ہے جو اس نبی پر امت کے لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لاتا ہے۔ پھر آنحضرت نے جناب امیرؑ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے سوال کا جواب نازل فرمایا اور تجھ کو میرا رفیق بنایا اس لئے کہ تو سب سے پہلے ایمان لایا اور تو صدیق اکبر ہے۔* (۱۱۰)

سعید ابن عمر ابن سعید ابن العاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عیاشؓ ابن ربیعہ سے پوچھا اے چچا کیا تم مجھے حضرت ابو بکرؓ و حضرت علیؑ کے حالات سے آگاہ کروگے۔ حضرت ابو بکرؓ کہن سال تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام میں بھی سبقت رکھتے تھے۔ پھر کیا بات ہے کہ لوگ جناب امیرؑ کی طرف دوڑتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا اے میرے بھتیجے اس کی وجہ یہ ہے کہ علیؑ علم و فضل میں بہت اعلیٰ تھے، نسب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ اسلام میں سابق، قرآن کے عالم، سنت میں فقیہہ، جنگ میں بہادر سخاوت میں بہت صاحب جود تھے۔

اس سلسلہ میں علامہ محمد بشیر صاحب النصاری (فاتح ٹیکسلا) کے دلائل پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔" حضور سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان جب کیا اس سے پہلے جناب علیؑ کی زندگی کو آپ ضرور دیکھئے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ایک فیصلہ ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہ لاتبدیل خلق اللہ۔ اسلام دین فطرت ہے۔ وہ فرماتا ہے ہم نے ہر انسان دین فطرت پر پیدا کیا۔ ہم نے کبھی بھی کسی کو کافر پیدا نہیں کیا۔ اگر وہ انسان کو کافر بنا کر پیدا کرے اور پیغمبروں کو بھیجے کہ جاؤ مسلمان بناؤ تو وہ یوں اپنا مقابلہ کراتا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ ہر بچہ صلاحیت اسلام لے کر پیدا ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث موجود ہے۔ کل مولود یولد علی فطرۃ اسلام یعنی جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ دین

فطرت لے کر آتا ہے و لکن البو یدیھو دانہ و ینصرانہ و یمجسانہ لیکن اس کے ماں باپ اگر یہودی ہیں تو اس کو یہودی، اگر نصاریٰ ہیں تو اس کو نصرانی اور اگر مجوسی ہیں تو اس کو مجوسی بنا لیتے ہیں ۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ فطرت میں تو پیدا ہوا تھا مسلم (اللہ کی طرف سے مسلمان تھا) مگر ماں باپ نے تربیت میں اپنا جیسا بنا لیا ۔۔۔ جب یہ مسئلہ دنیا کہ تمام بچوں پر صادر آتا ہے تو علیؑ بھی ایک بچہ ہے ۔ جیسے اور بچے پیدا ہوئے علی بھی پیدا ہوئے ۔ تو جب علیؑ پیدا ہوئے تو مسلم (اللہ نے کافر بنا کر نہیں پیدا کیا) ۔۔۔ تو اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ بچہ جو فطرت میں مسلمان ہے اس کی تربیت کس نے کی ۔ یہ کس کی گود میں پلا زندگی کس کی آغوش میں گذری ۔ تمام مسلمانوں کا فیصلہ ہے کہ علیؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پلے بڑھے ۔ تو اب علیؑ کا ایمان اور مذہب اور دین وہی ہوگا جو رسول اللہ کا تھا ۔ چونکہ تربیت صلاحیت پر غالب آکر اس کو بدل دیتی ہے یعنی جیسے کہ فطرت میں مسلمان پیدا ہوا تھا تربیت نے اس کی مجوسی، نصرانی، کافر بنا دیا ۔ حضور سرور دوجہاں جس ایمان پر تھے تربیت میں علیؑ نے وہ ایمان حضور سے حاصل کیا اور جب آپ نے اعلان نبوت کیا تو علیؑ جو پہلے ہی سے وہی ایمان رکھتے تھے ۔ جس کا اعلان اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں تو علیؑ نے بھی اس کا اظہار کر دیا جب اظہار کیا تب بھی مسلم اور جس وقت تک دین اسلام کا اعلان نہیں ہوا تھا اس وقت بھی علیؑ مسلم کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں رہے ۔ علیؑ فطرت میں بھی مسلمان اور تربیت میں بھی مسلمان کفر آیا ہی نہیں ۔ آتا کدھر سے جب کفر آیا ہی نہیں تو علیؑ کے متعلق یہ کہنا کہ کب اسلام لائے یہی غلط ہے ۔ اسلام تو وہ لائے جو پہلے کافر ہو ۔ جب ایسا ہے تو ان کا مقابلہ ایسے حضرات سے نہیں ہو سکتا جو فطرت میں مسلم پیدا ہوئے، تربیت میں کافر بنے اور اس کے بعد اسلام لائے اسی لئے حضرت علیؑ کو کرم اللہ وجہہ، کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کے چہرہ کو بلند رکھا علی کا چہرہ کبھی بتوں کے سامنے نہیں جھکا ۔* (۱۱۱)

اولیت نماز

زیدؓ بن ارقم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے جناب علیؑ نے نماز پڑھی (۱۱۲)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ مجھ پر اور علی پر سات برس فرشتے درود بھیجتے رہے اس وجہ سے کہ بجز میرے اور علیؑ کے آسمان کی طرف کسی کے لا الہ الا اللہ پر شہادت دینے کی آواز بلند نہیں ہوتی تھی ۔* (۱۱۳)

مجاہد ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت و اقیمو الصلواۃ و اتو الزکوۃ (یعنی نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور رکوع کرنے والے کے ساتھ رکوع کرو) خاص کر جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہیں دونوں حضرات نے پہلے نماز پڑھی اور رکوع کیا ۔* (۱۱۴)

ابو رافع سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ سات سال اور چند ماہ تک (قبل اعلان نبوت) قبل اس کے کہ کوئی ہمارے ساتھ پڑھتا پوشیدہ نماز پڑھتے رہے ۔* (۱۱۵)

حبہ عرفی کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو فرماتے سنا ہے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جو اسلام لایا اور جس نے پہلے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی ۔* (۱۱۶)

ابن عباسؓ اور زیدؓ بن ارقم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی نے نماز پڑھی ۔* (۱۱۷)

حوالجات حصہ اول

(۱) ارجح المطالب مولفہ مولانا عبید اللہ امرتسری - صفحہ ۲۹۳

(۲) ارجح المطالب صفحہ ۲۹۴

(۳) ارجح المطالب صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴

(۴) احیاء المیت مولفہ علامہ جلال الدین سیوطی - صفحہ ۲۴، ارجح المطالب صفحہ ۳۰۵

(۵) کوکب دری مولفہ شیخ محمد صالح کشفی صفحہ ۱۵۱، تاریخ الخلفاء مولفہ علامہ جلال الدین سیوطی صفحہ ۲۱۴

(۶) نیابیع المودۃ صفحہ ۳۲۵

(۷)(۸) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۲۵، ۲۶

۹ ارجح المطالب صفحہ ۱۰

۱۰ تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۲۶

۱۱، ۱۲، ۱۳ تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۲۶، ۲۷ نیابیع المودۃ صفحہ ۱۹۰، ارجح المطالب صفحہ ۱۲ - ۱۳

(۱۴) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۰

(۱۵) تذکرہ الخواص والائمہ صفحہ ۲۷

(۱۶) صحیح بخاری جلد اول، صفحہ ۱۴۲، تاریخ الخلفاء - صفحہ ۲۱۱

(۱۷) تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۵۳، خصائص امیر المومنین مولفہ علامہ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی - صفحہ ۲۸ تا ۳۶. ۳، ۴، ریاض النصرہ مولفہ محب طبری - باب چہارم صفحہ ۱۱ تا ۱۳

(۱۸) (۱۹) ارجح المطالب صفحہ ۱۶، ۱۷

(۲۰) ارجح المطالب صفحہ ۹

(۲۱) ۲) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۲۷

(۲۲) ریاض النضرہ - باب چہارم صفحہ ۳۷

(۲۳) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۴۱

(۲۴) ریاض النضرہ باب چہارم - صفحہ ۳۷

(۲۵) خصائص نسائی - صفحہ ۴۶

(۲۶) مودۃ القربیٰ مولفہ سید علی ہمدانی شافعی - صفحہ ۴۱، نیابیع المودۃ صفحہ ۱۴۳

(۲۷) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۴۷، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۳۷

(۲۸) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۳۷

(۲۹، ۳۰) ریاض النضرہ باب چہارم - صفحہ ۱۴، تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۲۶

صواعق محرقہ مولفہ ابن حجر مکی صفحہ ۱۲۳

(۳۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۴

(۳۲) ۳۳، ۳۴ ارجح المطالب صفحہ ۲۶، نیابیع المودۃ صفحہ ۱۲۷

(۳۵) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۲۷، القربیٰ صفحہ ۳۹

(۳۶) ارجح المطالب - صفحہ ۲۷، ۳۰

(۳۷) ارجح المطالب صفحہ ۳۱

(۳۸) مودۃ القربیٰ صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۴

(۳۹) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۱۶

(۴۰) احیاء المیت - صفحہ ۲۴

(۴۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۱۶

(۴۲) مودۃ القربیٰ صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۴

(۴۳) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۲۷، خصائص نسائی صفحہ ۵۷

(۴۴) ارجح المطالب صفحہ ۳۵

(۴۵) خصائص نسائی صفحہ ۴، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۴۷، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۲۶

(۴۶) مودۃ القربیٰ صفحہ ۴۷، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۴۔

(۴۷) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۲۷

(۴۸) ارجح المطالب صفحہ ۲۰

(۴۹) تفسیر در منشور جلد صفحہ ۲۱۰

(۵۰) اس حدیث کو ایک سو سے زیادہ صحابہ کرام نے روایت کیا ہے اور تقریباً دو سو علماء محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا۔

(۵۱) سنن ابن ماجہ۔ صفحہ ۱۸

(۵۲) مودۃ القربیٰ صفحہ ۵۹، خصائص نسائی، صفحہ ۴

(۵۳) اکناکثین سے مراد جنگ جمل کے مخالفین، القاسطین سے مراد جنگ صفین میں فوج معاویہ اور المارقین سے مراد خوارج ہیں۔ جنہیں جنگ نہروان میں شکست ہوئی

تذکرہ الخواص والائمہ صفحہ ۲۷، ستدرک حاکم، صفحہ ۱۳۹

(۵۴) ارجح المطالب صفحہ ۴۱۔ چونکہ یہ کھجوریں بولیں اس لئے انہیں صیحانی کھجور کہا جاتا ہے۔

(۵۵) مناقب اہل مردویہ بحوالہ المطالب صفحہ ۴۱

(۵۶) مواعق محرقہ ابن حجر مکی

(۵۷) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۳۶

(۵۸) مناقب مغازلی بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۴۱

(۵۹) خصائص نسائی صفحہ ۴۰

(۶۰) ارجح المطالب صفحہ ۴۱

(۶۱) مودۃ القربیٰ صفحہ ۳۴

(۶۲) جامع الصحیح ترمذی جلد اول صفحہ ۱۹۷ اور ۲۱۷، تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۴۳۷

(۶۳) سنن ابن ماجہ، صفحہ ۱۷

(۶۴) جامع الصحیح ترمذی حصہ اول صفحہ ۲۰۷

(۶۵) ارجح المطالب صفحہ ۴۳

(۶۶) نیابیع المودۃ صفحہ ۱۸۸

(۶۷) خصائص نسائی۔ صفحہ ۲۲

(۶۸) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۹

(۶۹) مودۃ القربیٰ۔ صفحہ ۵۰

(۷۰) مودۃ القربیٰ صفحہ ۳۳

(۷۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۹۸

(۷۲) تذکرۃ الخواص ولائمہ صفحہ ۲۶

(۷۳) ارجح المطالب صفحہ ۴۸

(۷۴) جامع الصغیر ترمذی صفحہ ۱۶۷، تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۶۸

(۷۵) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۴، خصائص نسائی صفحہ ۲۱، ۴۰

(۷۶)(۷۷) خصائص نسائی۔ صفحہ ۶۷

(۷۸) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۴۱

(۷۹) ارجح المطالب صفحہ ۵۱

(۸۰) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۵، تذکرہ الخواص والائمہ صفحہ ۲۶

(۸۱) ارجح المطالب۔ صفحہ ۵۰، ۵۱

(۸۲) خصائص نسائی صفحہ ۵۹، مودۃ القربیٰ صفحہ ۶۵

(۸۳، ۸۴) ارجح المطالب صفحہ ۵۲، ۵۳

(۸۵) تفسیر کبیر طبرانی بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۵۵

(۸۶) مناقب ابن مردویہ بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۵۵

(۸۷) خصائص نسائی۔ صفحہ ۶۰

(۸۸)(۸۹) ارجح المطالب صفحہ ۵۵

(۹۰) ستدرک حاکم صفحہ ۱۳۰

(۹۱) ارجح المطالب صفحہ ۵۶

(۹۲)(۹۳) احسن الانتخاب صفحہ ۴۷

(۹۴) خصائص نسائی، صفحہ ۴۶
(۹۵) ریاض النضرہ باب چہارم - صفحہ ۲۰
(۹۶) ارجح المطالب صفحہ ۶۸۲
(۹۷) کوکب دری صفحہ ۳۳۹
(۹۸) طبقات ابن سعد - حصہ سوم - صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۷
(۹۹) تاریخ الخلفاء الخلفاء صفحہ ۲۱۷
(۱۰۰) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۹۷، نیابیع المودۃ صفحہ ۱۴۳، ۳۴۵
(۱۰۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۶، مواعق محرقہ صفحہ ۱۷۵
(۱۰۲) سیرت ابن ہشام صفحہ ۱۲۳، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۹
(۱۰۳) نہج البلاغہ - مضمون خطبہ ۲۲۴
(۱۰۴) نیابیع المودۃ صفحہ ۳۲۵
(۱۰۵) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۱
(۱۰۶، ۱۰۷) طبقات ابن سعد - حصہ سوم - صفحہ ۲۰۵، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۰
(۱۰۸) ارجح المطالب - صفحہ ۱۱۰
(۱۰۹) خصائص نسائی - صفحہ ۲
(۱۱۰) نیابیع المودۃ صفحہ ۳۲۵
(۱۱۱) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۲۶، ریاض النضرہ چہارم صفحہ ۱۴
(۱۱۲) تلاش حق مولفہ علامہ محمد بشیر انصاری
(۱۱۳) طبقات ابن سعد - جلد سوم صفحہ ۲۰۵
(۱۱۴) نیابیع المودۃ صفحہ ۹۹
(۱۱۵) نیابیع المودۃ صفحہ ۹۹
(۱۱۶) خصائص نسائی - صفحہ ۱
(۱۱۷) تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۸۲، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۵

شان علیؑ میں آیات قرانی

آیات قرانی

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا ایھاالذین امنو سے خطاب کیا ہے علیؑ اس خطاب کے امیر اور شریف ہیں - خدائے تعالیٰ نے بعض اصحاب پر بعض مقامات پر عتاب کیا ہے مگر علیؑ کا ذکر خیر کے ساتھ کیا ہے -* (۱)

حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں یا ایھاالذین امنو نازل نہیں ہوا مگر صرف علیؑ کیلئے -* (۲)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب امیرؑ کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئیں * (۳)

جناب امیر سے مروی ہے کہ قرآن شریف چار حصوں میں ہے - اس کا ایک چوتھائی حصہ قصص و امثال اور چوتھی فرائض و احکام ہیں - ہماری شان میں قرآن کی بزرگ آیتیں ہیں -* (۴)

(۱) انمایرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھر کم تطھیرا

(سورہ احزاب)

ترجمہ :- اللہ نہیں چاہتا ہے مگر یہ کہ تم کو نجاست سے دور کرے اے گھر والو اور پاک کرے تم کو جو پاک کرنے کا حق ہے -

جناب ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز جناب رسالتمآب صبح کو ایک سیاہ بالوں کی گلیم منقش اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے - پس جناب حسنؑ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسمیں داخل کرلیا - پھر جناب حسینؑ آئے ان کو

بھی آپ نے داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہؑ آئیں ان کو بھی داخل کر لیا۔ اس کے بعد علیؑ آئے آپ نے ان کو بھی داخل کر لیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ۔* (۵) ام المومنین جناب ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی ۔ میں دروازہ کے قریب بیٹھی ہوئی تھی اور گھر میں جناب رسول اللہ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنینؑ تھے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چادر اڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت اور میرے مددگار ہیں ۔ ان کو نجاست سے دور کر اور پاک رکھ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہتری پر ہو ۔* (۶)

ابو سعید حذریؓ سے روایت ہے کہ آیت تطہیر پنجتن پاکؑ یعنی رسالتمآب، جناب علیؑ، جناب سیدہ اور جناب حسنینؑ کی شان میں نازل ہوئی ۔* (۷)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہے کہ آپ ہر روز نماز کے وقت جناب امیرؑ کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ اے اہلبیت اللہ نہیں چاہتا مگر یہ کہ تم سے نجاست لے جائے اور تم کو خوب پاک رکھے ۔* (۸)

(۲) فقل تعالوا ندع ابنائنا ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم فتیل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین

(سورہ آل عمران)

ترجمہ :۔ (اے محمد) کہدو جھگڑنے والوں سے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے تمھارے بیٹے، اپنی عورتیں اور تمھاری عورتیں اور اپنی جان اور تمھاری جان کو پھر دعا کریں اللہ سے کہ لعنت ڈالے جھوٹے پر۔

نوٹ:۔ نجران کے نصاریٰ سے بحث کے بعد یہ آیت مباہلہ نازل ہوئی۔

جابرؓ بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ انفسنا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علیؑ، ابنائنا سے حسن او حسینؑ اور نسائنا سے سیدہؑ مراد ہیں ۔* (۹)

سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول اللہ نے علیؑ، فاطمہ اور حسینؑ کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں ۔* (۱۰)

(۳) قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی

(سورہ شوری)

ترجمہ :۔ (اے محمد) اپنی قوم سے کہدو کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے اپنے قرابت والوں سے محبت کے علاوہ اور کوئی اجرت طلب نہیں کرتا۔

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے دریافت کیا کہ جن لوگوں کی محبت کیلئے خدا نے ہم کو حکم دیا ہے وہ کون ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ۔* (۱۱)

(۴) وقفوھم انھم مسئلون ۔ (سورہ صافات)

ترجمہ :۔ اور کھڑا کرو ان کو (یعنی ان کو روکو) کہ ان سے پوچھا جائے گا

ابو سعید حذریؓ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کا تعلق قیامت کے دن علیؑ کی ولایت سے ہے ۔* (۱۲)

واحدی کہتا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں سے حضرت علیؑ اور اہلبیت کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں سے کہدیں کہ آپ رسالت کی مزدوری صرف یہ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کے قرابت داروں سے محبت کریں ۔ (۱۳)

(۵) انما انت منذر و لکل قوم ھاد۔

(سورہ رعد)

ترجمہ :۔ اس کے سوا نہیں کہ اے محمد تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک راہ دکھانے والا ہوتا ہے۔

عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہادی ہے ۔ اور آپ نے جناب علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا اے علیؑ ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت پائیں گے ۔* (۱۴)

(٦) ولطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا۔

(سورہ دہر)

ترجمہ :۔ اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت میں فقیروں یتیموں (اور اسیروں کو

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حسنینؑ بیمار ہوگئے ۔ جناب امیرؑ، جناب سیدہؑ اور ان کی خادمہ جناب فضہؓ نے ان کی تندرستی پر تین تین روزہ رکھنے کی نذر مانی ۔ جب وہ دونوں صاحبزادے صحتیاب ہوگئے سب نے ملکر (بمعہ حسنینؑ) روزے رکھے ۔ افطار کے وقت ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا جس سے روزہ کھولتے ۔ جناب امیرؑ نے شمعون یہودی سے اس وعدہ پر جو کے تین پیمانے قرض لئے کہ اس کے کھیتوں پر مزدوری کر کے ادا کردیں گے اس میں سے ایک پیمانہ جناب سیدہؑ نے پیس کر پانچ روٹیاں روزے داروں کی تعداد کے مطابق پکائیں ، جب افطار کیلئے ان کا سامنے رکھیں ایک سائل نے آن کر صدا دی ۔ اسلام علیکم یا اہلبیت محمد ۔ میں مسلمان مساکین میں سے ایک مسکین ہوں ۔ مجھے کچھ کھلاؤ پلاؤ ۔ خدا تم کو جنت کی نعمتوں سے سیر کرے ۔ سب نے اپنا کھانا اسے بخش دیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے ۔ اور پھر دوسرے دن روزہ رکھ لیا جب افطار کیلئے روٹیاں پکائی گئیں تو عین افطار کے وقت ایک سائل نے آکر آواز دی میں یتیم ہوں ۔ سب نے اپنا کھانا آج پھر اس یتیم کو دے دیا اور پھر پانی سے افطار کر کے سو رہے اسی طرح تیسرے دن افطاری ایک قیدی کو بخش دی ۔ صبح کے وقت جناب امیرؑ حسنینؑ کا ہاتھ پکڑ کر جناب رسالتمآب کے حضور میں گئے وہ دونوں صاحبزادے مرغ کے چوزے کی طرح کانپ رہے تھے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا ان کی یہ کیا حالت ہے مجھے دیکھ کر رنج ہوتا ہے پھر آپ جناب امیرؑ

کے گھر تشریف لے گئے ۔ جناب سیدہؑ کو دیکھا کہ ان کا پیٹ کمر سے لگا ہوا ہے اور ان کی آنکھوں میں ضعف سے حلقے پڑے ہوئے ہیں ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بہت ملال ہوا اتنے میں حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور کہنے لگے ۔ یہ لیجئے یا محمد خدا تعالیٰ آپ کو اور آپ کے اہلبیت کو تہنیت دیتا ہے پھر یہ آیت کریمہ پڑھی ۔* (۱۵)

(۷) من یطع اللہ والرسول فاولیک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین الصدیقین والشھداؤ الصالحین وحسن اولیک۔

(سورہ نساء)

ترجمہ :۔ جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے ۔ وہ نبی اور صدیق، شہید اور نیک بخت ہیں ۔ ان کی رفاقت اچھی ہے ۔

ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم جنت میں بھی آپ کی زیارت سے اسی طرح مشرف ہوں جس طرح سے دنیا میں ہوتے ہیں ۔ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کے لئے ایک رفیق ہوتا ہے جو اس نبی کی امت میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا یا علیؑ (تیرے سوال کا جواب نازل ہوا اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے ۔* (۱۶)

(۸) والذی جاء بالصدق و صدق اولیک ھم المتقون۔

(سورہ ---)

ترجمہ :۔ اور وہ شخص جو سچ کے ساتھ آیا اور جس نے تصدیق کی اس کی وہی لوگ رستگار ہیں ۔

مجاہدؒ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ " وہ شخص جو سچ کے ساتھ آیا"

سے مراد جناب رسول اللہ ہیں اور "جس نے تصدیق کی اس کی" وہ جناب امیرؑ ہیں ۔* (۱۷)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ والذی جلو باصدق سے جناب رسالتمآب اور صدق بہ سے جناب امیرؑ مراد ہیں * (۱۸)

(۹) یاایھاالذین امنو اتقو اللہ وکونو امع الصادیقین

(سورہ توبہ)

ترجمہ :۔اے وہ لوگو جو کہ ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ "ہو جاو ساتھ صادقوں کے" سے مراد جناب علیؑ ہیں کیونکہ وہ صادقوں کے سردار ہیں ۔* (۱۹)

(۱۰) والذین امنو باللہ ورسول اولیک همدالصدیقون والشہداء عندربھم بھمداحدھم ونورھم

(سورہ حدید)

ترجمہ :۔اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور رسول کے ساتھ بس وہی لوگ صدیق و شہید ہیں ۔ان کے لئے رب کے پاس ان کا اجر وان کا نور ہے ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے *(۲۰)

(۱۱) من المومنین رجال صدقوا ماعاھدو اللہ علیہ فمنھم من قصی بخبہ و من ھم من ینتظر ۔

(سورہ احزاب)

ترجمہ :۔اور بعض مومنوں میں وہ مرد ہیں جنہوں نے خدا سے جو عہد کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا ۔پس ایک ان میں وہ ہے جو اپنا کام پورا

کر چکا اور ایک وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے ۔

عکرمہؓ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ ایک مرتبہ کوفہ کے منبر پر تشریف رکھتے تھے کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں ۔جناب امیرؑ نے فرمایا یہ آیت میرے اور میرے چچازاد بھائی عبیداللہ بن حارث کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔پس میرا چچازاد بھائی حمزہ اپنا کام پورا کر گئے ۔اب میں اس امت کے بدبخت کے انتظار میں ہوں پھر آپ نے اپنے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ اس کو خون سے رنگین کرے گا میرے پیارے ابوالقاسم رسول اللہ نے مجھ سے پختہ وعدہ کیا ہے ۔* (۲۱)

(۱۲) ھداخصمان اختصمو فی ربھم فاماالذین کفرو اقطعت من ذھب ولولوء ولباسھ فیھاحرید۔

(سورہ حج)

ترجمہ :۔دو مدعی اپنے رب کے بارے میں جھگڑتے ہیں جو منکر ہو ان کے واسطے کپڑوں کے بجائے آگ .... اور جو ایمان لائے اور بھلائی کرتے ہیں اللہ بیشک ان کو جنت میں ڈالے گا .... ان کی پوشاک ریشم کی ہوگی ۔

قیس بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے کہ میں سب سے اول خدا کے سامنے اپنا جھگڑا پیش کرونگا یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا ۔وہ جناب حمزہؓ، علیؑ، عبیداللہ بن حارث، عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں ۔(۲۲)

(۱۳) صحب الذین اجرحو السیات ان یجعل لھم کالدین امنو و عملو الصالحات سواء۔

(سورہ جاثیہ)

ترجمہ ۔کیا گمان کرتے ہیں برائیاں کرنے والے کہ آیا ہم ان کو مثل ان لوگوں کے کر دیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علیؑ، حمزہؓ اور عبیدہؓ بن حارث کے حق میں نازل ہوئی ۔اس آیت میں "برائیاں کرنے والے" سے مراد عتبہ، شیبہ اور ولید ہیں اور جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے" سے مراد علیؑ، حمزہؓ اور عبیدہ ہیں ۔* (۲۳)

(۱۴) افمن کان علی بینۃ من و بہ و تیلدہ شاھد منہ۔

(سورہ ہود)

ترجمہ: ۔جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل بن کر آئے اور اس کے متعلق اس کی طرف ایک گواہ آئے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ افمن کان علی بینۃ من ربہ سے آنحضرت اور شاھد سے خاص کر حضرت علیؑ مراد ہیں ۔* (۲۴)

(۱۵) فان اللہ ھو ھدلاہ و جبرئیل و صالح المومنین۔

(سورہ تحریم)

ترجمہ: ۔بے شک اللہ اپنے نبی جبرئیل اور مومنین کا رفیق ہے۔

اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ صالح المومنین علی ابن ابی طالب ہیں۔

(۱٦) و یقھان اذن و اعیل (سورہ الحاقہ)

ترجمہ: ۔اور یاد رکھے اس کو سننے والا کان۔

بریدہؓ نے جناب رسول کریم سے اور مکحول نے جناب امیر سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ یا علیؑ ہم تمہیں تعلیم کریں تاکہ تم یاد رکھو اور خدا پر تمھارا حق ہے کہ وہ تمہیں یاد کرائے پس یہ آیت نازل ہوئی ۔* (۲۵)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول اللہ نے فرمایا میں نے خدا سے عرض کی ہے کہ وہ علیؑ کو یاد رکھنے والا کان بنادے۔

جناب امیر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی کوئی بات نہیں بھولا ۔* (۲٦)

(۱۷) افمن کان مومنا کمن کان ناسقالا یستون۔

(سورہ سجدہ)

ترجمہ: ۔آیا وہ شخص کہ مومن ہے ہوسکتا ہے مثل اس کے کہ جو فاسق ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ولید جناب امیرؑ سے کہنے لگا کہ میں تم سے تیز نیزہ پھینکنے والا ہوں اور تیز زبان ہوں اور بھاری تلوار والا ہوں ۔جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا خاموش رہ تو فاسق ہے پس خدائے تعالیٰ نے جناب امیرؑ کی تصدیق کیلئے یہ آیت نازل کی ۔* (۲۷)

(۱۸) اجعلتم ستعاویۃ الحاج و عمارۃ السجد الحرام کمن امی بااللہ و الیوما لآخرو جاھدفی سبیل اللہ لا یستون عند اللہ لا بھدی القوم الضالمین۔

(سورہ توبہ)

ترجمہ: ۔کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد الحرام کی آبادی کو اس شخص کے ہمسر بنادیا جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اور جس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے ۔خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں اور خدا ظالموں کی ہدایت نہیں کرتا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ۔* (۲۸)

ایک روز جناب امیرؑ، عباسؓ، طلحہؓ اور ابی شیبہؓ باہم مفاخرت کرنے لگے، طلحہؓ نے کہا میں خانہ خدا کا متولی ہوں اور اگر میں چاہوں تو اس میں رہا کروں عباسؓ نے کہا میں زمزم کا متولی اور نگہبان ہوں ۔جناب امیرؑ نے کہا میں تو یہ جانتا ہوں کہ میں نے چھ ماہ پہلے لوگوں سے نماز پڑھی اور میں راہ خدا میں جہاد کرنے والا ہوں بس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔* (۲۹)

(۱۹) الذین یتقون امو الھم باللیل و النھار سرا و

علانیۃ اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

(سورہ بقرہ)

ترجمہ:۔ جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو، دن کو، پوشیدہ اور ظاہر، پس ان کے لئے ان کا اجر اللہ کے پاس ہے ان کو نہ ڈر ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ان کے پاس چار درھم تھے۔ ایک درھم انہوں نے رات کو خدا کی راہ میں دیا اور دوسرا دن کو تیسرا درھم پوشیدہ اور چوتھا ظاہر طور پر۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔* (۳۰)

(۲۰) سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج۔

(سورہ معارج)

ترجمہ:۔ ایک مانگنے والے نے عذاب مانگا جو کافروں کیلئے مختص ہے اور اس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں۔ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔

سلیمان بن عینیہ سے کسی نے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ یہ کس کے واسطے نازل ہوئی۔ اس نے کہا تو نے مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا۔ امام محمد باقر اور امام جعفرؑ صادق اپنے آبائے کرام سے روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کر کے من کنت مولا فعلی فرمایا اور یہ بات سب تک پہنچ گئی تو حارث بن نعمان الفہری یہ سن کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور سے عرض کرنے لگا۔ یا محمدؐ! آپ نے جس لاالہ اللہ پر گواہی دینے کیلئے حکم دیا ہم نے اس کو مان لیا۔ پھر آپ نے ہمیں زکوۃ دینے کے لئے کہا ہم نے وہ بھی آپ کا کہنا

قبول کیا۔ پھر آپ نے ہم کو حج کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے وہ بھی مان لیا۔ پھر آپ نے رمضان کے روزوں کے لئے کہا ہم نے وہ بھی قبول کر لیا۔ اسپر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپ نے اپنے ابن عم کے بازو کو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر فضیلت دی اور من کنت مولا فعلی مولاہ ارشاد فرمایا۔ آپ کا یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا نے حکم دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے جس کے سوا کوئی نہیں یہ خدا کا حکم ہے۔ حارث بن نعمان یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف لوٹ آیا کہ اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد فرماتے ہیں سچ ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا اور ہمیں دردناک عذاب میں مبتلا کر۔ وہ اونٹنی کے پاس پہونچا خدائے تعالیٰ نے اس پر ایک آسمانی پتھر پھینکا جو اس کے سر سے ہوتا ہوا نیچے سے نکل گیا۔ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (۳۱) سال سائل بعذاب واقع لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج

(۲۱) یاایھاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک۔

(سورہ مائدہ)

ترجمہ:۔ اے رسول پہونچا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے۔ تیری طرف تیرے رب سے۔

ابو سعید طبری سے روایت ہے کہ یہ آیت غدیر خم کے موقع پر نازل ہوئی (۳۲)

ابن عباس اور براء بن عارب سے روایت ہے آیت غدیر خم کے موقع پر نازل ہوئی۔ (۳۳)

(۲۲) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

(سورہ مائدہ)

ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کیا اور تم پر نعمت پوری کی

ابو سعید عذری کا بیان ہے۔ غدیر خم کے مقام پر جناب رسالتمآب نے لوگوں کو بلا کر درخت کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے علیؑ کو بلا کر ان کے دونوں

بازو پکڑ کر اٹھائے یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت علیؑ کے بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر آپ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ پھر ابھی لوگ متفق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ذی الحجہ کی اٹھارھویں تاریخ غدیر خم کے مقام پر جب آنحضرت نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اولیٰ نہیں ہوں تو لوگوں نے عرض کیا بیشک یا رسول اللہ آپ ہماری جان سے اولیٰ ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب کہنے لگے مبارک ہو اے ابن ابی طالب کہ تو میرا اور ہر مومن کا مولا بن گیا۔ بعدہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۳) ان الذین امنو و عملو الصالحات اولیک هم خیر البیریه

(سورہ بینہ)

ترجمہ:۔ بیشک جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ لوگ تمام خلقت سے بہتر ہیں۔

جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت کے حضور بیٹھے تھے کہ جناب امیرؑ تشریف لائے۔ آنحضرت نے ہم سے ارشاد فرمایا تمہارے پاس میرا بھائی آیا ہے۔ پھر آپ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اور یہ (علیؑ) اور اس کے شیعہ قیامت کے روز (اور بس یہی لوگ) جنت میں پہنچنے والے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا، تم سب سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا، خدا کے حکم پر تم میں سب سے زیادہ رعیت کے حق میں عدل کرنے والا، تم سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا ہے۔ پھر یہ آیت اتری۔(۳۴)

(۲۴) ان الذین امنو و عملو الصلحت یسجعل لهم الرحمن ودا۔

(سورہ مریم)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے رحمن ان سے محبت کرے گا۔

براء بلؓ عاذب سے منقول ہے کہ آنحضرت نے جناب علیؑ سے ارشاد فرمایا۔ علی دعا کرو اور کہوائے پروردگار اپنے پاس سے مجھے ایک عہد عطا فرما اور مومنوں کے دلوں میں میری محبت ڈال دے۔ پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (۳۵)

نقاش نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۳۶)

صفحہ ۹۰ (ویلمی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے لوگو اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تعلیم دو۔ اول یہ کہ اپنے نبی سے محبت کریں، دوم اہلبیت نبی سے محبت کریں اور سوم یہ کہ قرآن کی تلاوت کیا کریں اور حدیثیں پڑھا کریں)(۳۷)

(۲۵) من بشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ و اللہ رؤف بالغباں

(سورہ بقرہ)

ترجمہ:۔ اور بعض لوگوں میں ایک وہ ہے جو بیچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضامندی کے لئے اور اللہ اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔

جب شب ہجرت جناب امیرؑ آنحضرت کے بستر مبارک پر سو رہے تھے پروردگار نے جبرائیل اور میکائیلؑ کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور تم دونوں میں سے کسی ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے تم دونوں میں سے کوئی ہے جو اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارہ نہ کیا۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہوا تم دونوں علیؑ کی مثال ہرگز نہیں ہو سکتے۔ میں نے اس کو اپنے حبیب محمد کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کر رہا ہے۔ اور اپنی زندگی کو ان پر فدا کر رہا ہے۔ تم دونوں زمین پر جا کر اس کو اس کے دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرئیلؑ جناب امیرؑ کے

سر مبارک کی طرف اور میکائیلؑ پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات انکی حفاظت کرتے رہے اور پکارتے رہے شاباش اے ابن ابی طالب خدا اور اس کے فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں۔ پس اللہ نے آنحضرت پر یہ آیت نازل فرمائی۔(۳۸)

(۲۶) ولسوف یعطیک ربک فترضی (سورہ ضحیٰ)

ترجمہ:۔ اور عنقریب تیرا رب تجھے تبرا دیگا۔ پس (اے محمد) تو راضی ہوگا۔

ابن عباسؓ اس ایت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد راضی ہوگئے کہ ان کی اہلبیت میں سے کوئی دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔(۳۹)

(۲۷) مرج البحرین یلتقان ویخرج منھما اللولو دالمرجان

(سورہ الرحمن)

ترجمہ:۔ چلائے دو دریا ملتے ہوئے اور نکالے ان دونوں سے موتی اور مونگے۔

انسؓ سے روایت ہے کہ بحرین سے مراد جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ ہیں اور لولو مرجان سے مراد حضرت حسنینؑ ہیں۔(۴۰)

(۲۸) واجعل لی لسان صدق فی الاخیرین

(سورہ الشعراء)

ترجمہ:۔ اور بنا پچھلوں میں میرے لئے ایک سچ کی زبان۔

جناب امام صادقؑ سے روایت ہے کہ سچ کی زبان حضرت علیؑ ہیں۔ جب ان کی ولایت کو جناب ابراھیمؑ کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے دعا کی اے پروردگار ان کو میری ذریت سے بنا۔ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اور ایسا ہی کیا۔(۴۱)

(۲۹) والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنو۔

(سورہ العصر)

ترجمہ:۔ قسم ہے اترتے دن کی بیشک انسان نقصان میں ہے مگر جو

ایمان لائے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے "مگر جو ایمان لائے" سے مراد حضرت علیؑ اور سلمانؓ ہیں۔(۴۲)

(۳۰) والنجو اذاھوی ماضل مماحبکمرو ماغوی۔

(سورہ النجم)

ترجمہ:۔ قسم ہے ستارہ کی جبکہ وہ ٹوٹا۔ تمہارا صاحب نہ گمراہ ہوا اور نہ بھٹکا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں نوجوانان قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسالتمآب بھی ہم میں موجود تھے کہ ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا۔ پس آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ ستارہ جس گھر میں گرے گا میرے بعد وہی میرا وصی ہوگا۔ یہ سنکر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے۔ وہ ستارہ جناب امیرؑ کے گھر میں گرا۔ پس یہ آیت نال ہوئی۔(۴۳)

(۳۱) وھو الذی خلق من الماء بشر فجعلہ نسباو صھرا

(سورہ فرقان)

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا پھر بنایا اس کے لئے جد و سسرال کو۔

محمد بن سیرین اس آیت کی شان نزول میں کہتے ہیں کہ یہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؑ کی شان میں آئی ہے کہ وہ نسب کی وجہ سے آنحضرت کے ابن عم ہیں اور جناب فاطمہ کے شوہر ہونے کی وجہ سے حضرت ان کے لئے سسرال کا رشتہ رکھتے ہیں۔(۴۴)

(۳۲) سلا مر علی ال یاسین۔ (سورہ صافات)

ترجمہ:۔ آل یاسین پر سلام ہو۔

ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس کی معنی یہ ہیں کہ آل

محمد پر سلام ہو ۔(۴۵)

(۳۳) آخوان سر ر متقابلین (سورہ حج)

ترجمہ :۔ بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے ۔

زید بن ابی ادنی سے منقول ہے کہ آنحضرت نے جناب امیرؑ سے ارشاد فرمایا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کے دن جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے ۔ پھر آنحضرت نے یہ آیت پڑھی ۔(۴۶)

(۳۴) ھو الذی اید ک بنصرہ و بالمو منین

(سورہ انفال)

ترجمہ :۔ ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا عرش پر لکھا ہوا ہے ۔

" نہیں ہے سوا خدا کے کوئی معبود درآنحالیکہ وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ۔ محمد میرا بندہ اور رسول ہے ۔ میں نے علیؑ ابن ابی طالب کے ذریعہ اس کی تائید کی ہے ۔" (۴۷)

(۳۵) واقیمو الصلوۃ واتو الزکوۃ وارکعو مع الراکعین (سورہ بقرہ)

ترجمہ :۔ نماز قائم رکھو، زکوۃ دو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکو ۔

مجاہدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب سرور کائنات اور جناب علیؑ کے حق میں خاصکر نازل ہوئی اور انہیں دونوں صاحبوں نے سب سے پہلے نماز پڑھی ہے اور یہی دونوں پہلے .... ہیں ۔(۴۸)

(۳۶) ناماندھین نک فانا منھم منتقمون ۔

(سورہ اخزف)

ترجمہ :۔ پس اگر ہم تجھ کو لے گئے تو ہم کو ان سے بدلہ لینا ہے ۔

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت علیؑ کے

حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ ناکثین، قاسطین اور مارقین سے میرے بعد انتقام لیگا ۔(۴۹)

(۳۷) و جنات من اعناب زرع و نخیل صفوان و غیر صفوان بستے بماء واحد

(سورہ رعد)

ترجمہ :۔ اور باغ انگوروں سے لدے ہیں ۔ کھیتیاں ہیں، کھجوریں ہیں ایسی کہ ایک جڑکی اور بن ملی جڑوں کی ۔ ایک تھالی میں ایک کھجور جو سیراب ہوتی ہے پانی سے

جابر بن عبداللہؓ نے آنحضرت کو فرماتے سنا ہے کہ لوگ متفرق شجروں سے ہیں اور میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں ۔ پھر یہ آیت پڑھی ۔(۵۰)

(۳۸) یو م لا یحزی اللہ النبی الذین امنو معہ

(سورہ التحریم)

ترجمہ :۔ جس دن اللہ اپنے نبی کو اور اس کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں ذلیل نہ کرے گا ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسالتمآب فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے اول جناب ابراہیمؑ بوجہ خلیل اللہ ہونے کے جنت کے لباس میں ملبوس ہوں گے پھر جناب محمد مصطفٰے کیونکہ وہ برگزیدہ درگاہ الٰہی ہیں اس کے بعد علیؑ جو ان دونوں کے درمیان جنت میں ٹہلتے ہوں گے ۔ پھر یہ آیت پڑھی ۔(۵۱)

(۳۹) و کفی اللہ المو منین اتصال و کان اللہ قو یا عزیز

(سورہ احزاب)

ترجمہ :۔ اور آپ اٹھالی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور اللہ زورآور و زبردست ہے ۔

عبداللہ ابن مسعود اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے " .... کی اللہ نے مومنوں کی لڑائی میں علیؑ کے ساتھ اور اللہ قوی ہے اور عزت والا ہے " یہ آیت واقعہ جنگ خندق سے متعلق ہے اور شان علیؑ ظاہر کرتی ہے ۔(۵۲)

(۴۰) فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ولذکر فیھا اسمعہ
لیسبح فیھابلندو الاٰمال

(سورہ نور)

ترجمہ:۔ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے بلند کئے جانے اور ان میں اپنے نام کے ذکر کئے جانے کا حکم دیا ہے۔ صبح و شام اس میں اس کے لئے تسبیح کرتے ہیں۔

انس بن مالکؓ و ہریرہؓ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت پڑھی۔ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اس سے کون سے گھر سے مراد ہیں۔آپ نے فرمایا انبیاء کے گھر۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا علیؑ و فاطمہؑ کا گھر بھی انہیں گھروں میں ہے۔ حضرت نے فرمایا بلکہ اس سے بہتر گھروں میں ہے۔(۵۳)

(۴۱) یاایھاالذین امنو لاتحر مو الطیبات مااحلی اللہ
لکم

(سورہ مائدہ)

ترجمہ:۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ان پاک چیزوں کو مت حرام کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے حلال کی ہیں۔

قتادہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ اور ان کے بعض دوستوں سے متعلق ہے۔جناب امیر کے بعض دوستوں خصوصاً عثمان بن مظعون نے یہ ارادہ کیا تھا کہ دنیا سے کنارہ کشی کر لیں اور عورتوں کو چھوڑ کر راہب بن جائیں۔ حضرت علیؑ نے انکو ایسا کرنے سے منع کیا تھا پس یہ آیت نازل ہوئی۔(۵۴)

(۴۲) واعتصمو ابحبل اللہ جمیعاو لاتفرقو

(سورہ آل عمران)

ترجمہ:۔اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو۔

جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ آپ نے

فرمایا کہ وہ خدا کی رسی ہم ہیں یعنی اہلبیت محمد۔(۵۵)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں موجود تھا اس دوران ایک دیہاتی رسول کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ ہم نے آپ کو فرماتے سنا ہے کہ تم لوگ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو۔وہ اللہ کی رسی کیا ہے کہ ہم اس کو پکڑیں۔رسول اللہ نے اپنا ہاتھ علیؑ کے ہاتھ پر مار کر فرمایا اس شخص کے دامن کو پکڑو یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے۔(۵۶)

(۴۳) اللہ نور السموات ولارض مثل سورہ مشکوۃ
فیھامصباح (سورہ نور)

(پوری آیت درج نہیں ہے)

ترجمہ:۔اللہ آسمان و زمین کا نور ہے۔اس کے نور کی مثال ایسی ہے
جیسے چراغ دان میں چراغ۔

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ اس آیت میں مشکوۃ سے مراد آنحضرت ہیں، مرصباح سے جناب سیدہ، زجاجہ سے جناب امیرؑ اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراہیمؑ۔ لاشرقیہ سے مراد ہے کہ جناب فاطمہؑ نہ تو یہودیہ تھیں نہ نصرانیہ اور نور علی نور سے ائمہ طاہرین مراد ہیں جو کہ ایک دوسرے کے بعد ہوتے رہیں گے۔یھدی اللہ النورہ من یشاء سے مراد یہ ہے کہ اللہ ہی ہماری ولایت سے جسے چاہے ہدایت کر سکتا ہے۔ ولایت سے محبت اہلبیت مراد ہے۔(۵۷)

(۴۴) و من یقترف حسنۃ نز دلہ فیھا حسنا

(سورہ.....)

ترجمہ:۔جس نے نیکی کی ہم اس کی نیکی میں زیادتی کرتے ہیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ جس نے محمد کے آل سے محبت کی۔ (۵۸)

(۴۵) افمن ز عدناہو عداحسنافھو لاقیہ

(سورہ القصص)

ترجمہ ۔ پس جس کے ساتھ ہم نے نیکی کا وعدہ کیا ہے وہ اس کو ملے گی

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علیؑ اور جناب حمزہؓ کی شان میں آئی ہے

(۵۹)

(۳٦) افمن شرح اللہ صدرہ الاسلا فھو نور من ربہ

(سورہ زمر)

ترجمہ: ۔ پس جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ اجالے میں ہے اپنے رب سے ۔

یہ آیت جناب علیؑ اور جناب حمزہؓ کی شان میں نازل ہوئی ۔(٦٠)

(۳۷) انما و علیکم اللہ و رسولہ و الذین امنو یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ و ھم راکعون

(سورہ مائدہ)

ترجمہ: ۔ بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے ۔ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے ، نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوع کئے ہوئے ہوں ۔

عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ بلالؓ نے اذان دی اور لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے ۔ ابھی لوگ رکوع اور سجود ہی میں تھے کہ ایک سائل سوال کرنے لگا ۔ جناب امیرؑ رکوع کئے ہوئے تھے اسی حالت میں آپ نے اپنی انگوٹھی سائل کو عطا کی ۔ آنحضرت نے اسوقت یہ آیت سنائی ۔(٦١)

(۳۸) یا ایھا الذین امنو اذا ناجیتھم الرسول فقد موا بین یدی بخونکم الصدقتر ذلک خیر بکم

(سورہ مجادلہ)

ترجمہ: ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ تم رسول سے راز کی بات کرو تو کہنے سے پہلے صدقہ دیا کرو ۔

جناب امیرؑ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ لوگوں سے جا کر کہدو کہ صدقہ دیا کریں ۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کسقدر صدقہ دیا جائے فرمایا ایک دینار ۔ میں نے عرض کیا لوگوں میں اتنی طاقت نہیں ہے ۔ فرمایا نصف دینار میں نے عرض کیا کہ آسکو بھی دینے کی طاقت نہیں رکھتے ۔ فرمایا کسقدر ۔ میں نے عرض کیا صرف جو بھر سونا ۔ حضرت نے فرمایا تو بہت ڈرنے والا ہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میری وجہ سے امت پر تخفیف ہوئی ۔(٦٢)

(۳۹) ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنو اصلو اعلیہ و سلمو تسلیما

(سورہ احزاب)

ترجمہ: ۔ تحقیق نبی پر اللہ اور اس کے رسول درود پڑھتے ہیں ۔ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو درود پڑھو ، سلام بھیجو اور سلام بھیجتے رہو ۔

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ پر کسطرح درود بھیجا کریں ۔ فرمایا کہا کرو اے ہمارے پروردگار ، درود بھیج محمد و آل محمد پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا ہے ۔ ابراہیم و آل ابراہیمؑ پر ۔ بیشک تو ستودہ او بزرگ ہے اور ہمارے پروردگار برکت کر محمد و آل محمد پر جیسی کہ تو نے برکت کی ہے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر ۔(٦٣)

آنحضرت نے فرمایا میرے اوپر کٹی ہوئی اور نامکمل صلوۃ نہ بھیجو ۔ لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کٹی ہوئی صلوۃ کیا ہے ۔ فرمایا تم لوگ اللھم صل علیٰ محمد کہتے ہو اور رک جاتے ہو ۔ تمکو چاہیے کہ کہو اللھم صل علی محمد و آل محمد ۔ (٦٤)

(۵۰) و اذا القوا الذین امنو قالو امنا و اذا خلو الی شیاطینھم قالو انا معکم انما نحن مستھزؤن

(سورہ بقرہ)

ترجمہ :۔ جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔ ہم تو ہنسی کرنے والے ہیں ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی اپنے دوستوں کے ساتھ آرہا تھا۔ راستہ میں رسول اللہ کے چند اصحاب کو دیکھ کر اپنے دوستوں سے کہنے لگا دیکھو میں ان بیوقوفوں کو کسطرح ٹالتا ہوں ۔ یہ کہکر جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا ۔ شاباش اے جناب رسول کے ابن عم اور ان کے داماد اور جناب رسول کے سوا تمام بنی ہاشم کے سردار ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے عبداللہ خدا سے خوف کر ۔ منافقت نہ کر ۔ منافق مخلوق میں شریر ترین ہوتا ہے ۔ کہنے لگا اے ابوالحسن ہمارا ایمان تو ہماری طرح ہے یہ کہکر جناب امیرؑ کے پاس سے چلا گیا اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا تم نے دیکھا میں نے ان کے ساتھ کیا کیا ۔ سب نے اس کی تعریف کی اسوقت آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ (۶۵)

(۵۱) والسابقون والسابقون والیک المقربون فی جنات النعیم

(سورہ واقعہ)

ترجمہ :۔ گاڑی والے سو گاڑی والے ۔ یہی ہیں باغوں کی نعمتوں کے نزدیک

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی ۔ آپ نے فرمایا مجھے جبرئیل نے بتلایا کہ یہ علیؑ ہیں ۔ (۶۶)

(۵۲) والذین یؤذون المومنین بغیر ما الاکتسبو فقد احتملو ابھتاناو اثمامبینا

(سورہ احزاب)

ترجمہ :۔ وہ لوگ بغیر کسی قصور کے مومنوں اور مومنات کو اذیت دیتے ہیں وہ لوگ اٹھاتے ہیں گناہ اور بہتان ۔

مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ۔ چند لوگ منافقین میں سے انہیں ایذا دیا کرتے تھے اور انہیں جھٹلایا کرتے تھے (۶۷)

(۵۳) فی مقعدصدق عند علیک مقتدر

(سورہ القمر)

ترجمہ :۔ سچی بیٹھک میں اس بادشاہ کے نزدیک بیٹھے جس کا سب پر قبضہ ہے ۔

ابو دجانہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ جب تک آپ جنت میں تشریف نہیں لے جائیں گے اسوقت تک جنت دوسرے انبیاء پر حرام ہو گی ۔ اور جب تک کہ آپ کی امت اسمیں داخل نہ ہو اسوقت دوسری امتیں اس میں نہیں جائیں گی ۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے ابو دجانہؓ ۔ تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک علم نور سے بنا ہے اور یاقوت کا عمود ہے اسپر لکھا ہے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور صاحب علم قیامت کے دن امام ہے ۔ پھر آپ نے جناب امیرؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا خدا کا شکر ہے کہ جس نے تیری وجہ سے ہمیں کرامت و شرافت کا شرف بخشا ۔ پھر فرمایا ۔ خوش ہو یا علیؑ جو بندہ تجھ سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ہمارے ساتھ اٹھائے گا پھر حضرت نے یہ آیت پڑھی ۔ (۶۸)

(۵۴) وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یدلون

(سورہ اعراف)

ترجمہ :۔ ہماری خلقت سے ایک گروہ ہے جو حق کے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور اسی کی طرف پھرتا ہے ۔

زادانؓ جناب امیرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ امت عنقریب تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ۔ بہتر دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا جو میرا گروہ ہو گا ۔ (۶۹)

(۵۵) والوالارحجم وبعضھم اولی ببعض فی کتاب

اللہ المو منین و المهاجرین

(سورہ احزاب)

ترجمہ: ۔ اور بعض قرابت والے بعض سے نزدیک ہیں خدا کی کتاب میں مومنین و مہاجرین سے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ علیؑ ہیں کیونکہ وہ مومن، مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔(۷۰)

(۵۶) طوبیٰ لھم و حسن ماب

(سورہ الرعد)

ترجمہ: ۔ خوشی اور بازگشت کی اچھائیاں ان کے لئے ہیں۔

سیرینؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت طوبیٰ نامی ہے جس کی جڑ جناب امیرؑ کے گھر میں ہے اور جنت کا کوئی ایسا گھر نہیں جہاں اس کی شاخ نہ پہونچی ہو۔(۷۱)

(۵۷) وبشر الذین امنو ان لھم قدھم صدق عند ربھم

(سورہ یونس)

ترجمہ: ۔ اور بشارت ہو ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے ہیں ان کے لئے پروردگار کی بارگاہ میں بلند درجے ہیں۔

جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علیؑ کی ولایت کی نسبت نازل ہوئی۔(۷۲)

(۵۸) من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا وھم من فزع یومئذ امنون و من جاء بالسیئۃ فکبت وجوھھم فی النار

(سورہ النمل)

ترجمہ: ۔ اور جو نیکی کرے اسی میں اس کے لئے بہتری ہے اور وہ

(عذاب) کے ڈر سے امن میں ہے۔ اور جو برائی کرے گا آگ میں اوندھا گرایا جائیگا۔

جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ نیکی ہماری محبت ہے اور برائی ہم سے بغض ہے۔(۷۳)

(۵۹) و ماکان اللہ لیعذبھم و انت فیھم

(سورہ انفال)

ترجمہ: ۔ (اے رسول) جب تک آپ ان لوگوں میں موجود ہیں۔ خدا ان پر اپنا عذاب نازل نہیں کرے گا۔

اس آیت میں اہلبیت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ اہل زمین کے لئے امان ہیں جسطرح کہ آنحضرت آن کے لئے امان تھے۔ چنانچہ ان احادیث سے ایک حدیث یہ ہے کہ ستارے آسمان والوں کیلئے امان ہیں اور میرے اہلبیت میری امت کے لئے امان ہیں (۷۴)

(۶۰) و علی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم

(سورہ الاعراف)

ترجمہ: ۔ اور اعراف میں ایسے لوگ ہونگے کہ ہر شخص کو اس کی علامت سے پہچانیں گے۔

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم اعراف میں ہر شخص کو اس کی علامت سے پہچانیں گے اور اس کو ہم جنت میں داخل کریں گے۔(۷۵)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ صراط پر ایک بلند جگہ اعراف نام کی ہے اس پر عباسؓ حمزہؓ، علیؑ اور جعفرؓ ہوں گے۔ اپنے محبوبوں کو انکے گورے چہروں اور اپنے دشمنوں کو ان کے سیاہ چہروں سے پہچانیں گے۔(۷۶)

(۶۱) ولما ضرب ابن مریم مثلا ان اقومک منہ یصدون

(سورہ زخرف)

ترجمہ: ۔ جب مریم کے بیٹے کی مثال پیش کی گئی تب ہی تیری قوم

چلانے لگی۔

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ تجھ میں اور عیسیٰؑ میں یہ بات مشترک ہے کہ ایک قوم نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہو گئی اور ایک قوم نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئی پھر فرمایا کہ منافق اسلئے راضی نہیں کہ اس کے لئے عیسیٰؑ کی مثال موجود ہے ۔ پس یہ آیت نازل ہوئی ۔(۷۷)

(۶۲) ولتعرفنهم فی لحن القول۔

(سورہ محمد)

ترجمہ: ۔اور البتہ پہچان لے گا تو ان کو بات کے ڈھب سے

ابو سعید حذری سے روایت ہے کہ "پہچان لے گا تو" مراد علیؑ ہیں اور "انکو" سے مراد علیؑ سے بغض رکھنے والے ۔(۷۸)

(۶۳) ان الذین سبقت لهم منا الحسنی اولیک عنها منعدون

(سورہ انبیاء)

ترجمہ: ۔ جن کے پاس ہماری نیکی پہونچ گئی اور وہ اس سے دور رہیں گے۔

نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا میں انہیں میں سے ہوں ۔(۷۹)

(۶۴) فامامن اوتی کتابہ بیمینہ۔

(سورہ الحاقہ)

ترجمہ: ۔پس جس کو ملا اس کا لکھا ہوا دا ہنے ہاتھ میں ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا علی ابن ابی طالب ہیں ۔(۸۰)

امام واحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علیؑ و حمزہؑ کی شان میں

نازل ہوئی ہے ۔(۸۱)

(۶۵) فاسئلو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

(سورہ النحل)

ترجمہ: ۔پس پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے ہو۔

جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اہل ذکر ہم ہیں ۔ (۸۲)

(۶۶) اهدنا الصراط المستقیم (سورہ فاتحہ)

ترجمہ: ۔دکھا مجھ کو سیدھی راہ۔

مسلم بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو کہتے سنا ہے کہ صراط مستقیم سے جناب محمد اور انکی آل کا طریقہ مراد ہے ۔(۸۳)

(۶۷) و اذان من اللہ و رسولہ الناس یوم حج الاکبر ان اللہ بری من المشرکین

(سورہ توبہ)

ترجمہ: ۔اور خدا اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن تم لوگوں کو منادی کی جاتی ہے کہ خدا اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہے۔

اس آیت میں جن کا ذکر ہے وہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں جب کہ انہوں نے مکہ میں جا کر لوگوں کو بلایا اور تقریر کی ۔قصہ اس کا یوں ہے کہ آنحضرت نے پہلے حضرت ابو بکرؓ کو سورہ براءت لیکر مکہ روانہ کیا تا کہ حج کے موقع پر اہل مکہ کو جا کر سنائیں ۔مگر بعد میں جناب امیرؑ کو ان کے پیچھے روانہ کیا کہ جلد پہونچیں اور ان سے سورہ براءت لے لیں ۔چنانچہ حسب حکم جناب علی گئے اور راستہ میں حضرت ابو بکرؓ کو جا لیا اور ان سے سورہ براءت لیکر کے تشریف لے گئے اور اہل مکہ کو آنحضرت کی طرف سے سورہ براءت سنائی بعد میں ابو بکرؓ کے شکایت کرنے پر آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کا حکم تھا کہ اس سورہ کو خود پہچاؤں یا وہ آدمی پہنچائے جو میرا ہو ۔(۸۴)

(۶۸) شاقوا الرسول من بعد ما تبین لھم الھدی

(سورہ محمد)

ترجمہ: ۔ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کھل چکی راہ کی بات۔

جناب امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جو آنحضرت سے علی کی وجہ سے تنازع رکھتے تھے۔ (۸۵)

(۶۹) و یوت کل ذی فضل فضلہ۔

(سورہ ہود)

ترجمہ: ۔ اور دی جائے گی ہر ایک زیادتی کرنے والے کو اس کی زیادتی

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ اس آیت میں ذی فضل سے مراد جناب علیؑ ہیں۔ (۸۶)

(۷۰) ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا

(سورہ فاطر)

ترجمہ: ۔ پھر ورثہ میں دی ہم نے کتاب ان لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں برگزیدہ کیا۔

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ وہ لوگ ہم ہیں۔ (۸۷)

(۷۱) احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا منا وھم لا یفتنون

(سورہ عنکبوت)

ترجمہ: ۔ کیا وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیئے جائیں گے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے۔

جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسی آزمائش ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تیری محبت سے آزمائے جائیں گے اور تو ان

کے ساتھ جھگڑے کیلئے تیار ہو جا۔ (۸۸)

(۷۲) و تواصوا بالصبر۔ (سورہ العصر)

ترجمہ: ۔ اور آپس میں وصیت کرتے ہیں سہارے کی۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (۸۹)

(۷۳) و انہ لعلم للساعۃ۔ (سورہ زخرف)

ترجمہ: ۔ اور وہ نشانی ہے اس گھڑی کی۔

مقاتل بن سلیمان اور ان کے اتباع کرنے والے مفسر کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب مہدیؑ موعود کی شان میں نازل ہوئی۔ (۹۰)

(۷۴) محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل۔

(سورہ فتح)

ترجمہ: ۔ محمد خدا کے رسول ہیں اور وہ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں۔ تو دیکھے کہ وہ رکوع کرتے ہیں، سجدہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی۔ ان کی نشانی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے نشان کے طور پر یہ لکھا ہے توراۃ میں اور انجیل میں۔

امام موسیٰؑ کاظم اپنے آباؤ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ (۹۱)

(۷۵) قل کفی باللہ شھیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب

(سورہ رعد)

ترجمہ: ۔کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان اور جس کو خبر ہے کتاب کی۔

محمد بن حنیفہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں عندہ علم الکتاب سے جناب علی مراد ہیں ۔(۹۲)

(۷٦) حتی تاتیهم النبیۃ۔(سورہ النبیۃ)

ترجمہ: ۔جب تک پہونچے ان تک کھلی بات

ابن جریح اس کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد آنحضرت اور ان کی آل ہے (۹۳)

(۷۷) ان اللہ اصطفے ادم و نوحا وال ابراهیم وال عمران علی العالمین

(سورہ عمران)

ترجمہ: ۔اللہ نے پسند کیا آدم کو، نوح کو، ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان سے۔

ابی وائلؓ سے اعمش بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن مسعود سے قرآن شریف کے نسخے میں اسطرح سے لکھا دیکھا تھا " اور اللہ نے پسند کیا آدم کو، نوح کو، ابراہیم کی آل، عمران کی آل اور محمد کی آل کو سارے جہان پر (۹۴)

(۷۸) الابذکر اللہ تطمئن القلوب۔

(سورہ رعد)

ترجمہ: ۔اللہ ہی کی یاد سے دل چین پاتے ہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ وہ دل ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول اور میرے اہلبیب سے سچی محبت رکھتے ہیں ۔(۹۵)

(۷۹) ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنهم اللہ فی الدنیا والاخرۃ

(سورہ احزاب)

ترجمہ: ۔جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں اللہ نے انپر لعنت کی دنیا و آخرت میں۔

ارطاۃ بن حبیب روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو خالد واسطی اپنی داڑھی کا بال پکڑ کر بیان کرتے تھے کہ مجھ سے زید بن خالد نے اپنی داڑھی کا بال پکڑ کر نقل کیا ہے کہ مجھے سے جناب امام حسین اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر فرماتے تھے کہ آنحضرت نے اپنی ریش مبارک کے بال کو پکڑ کر فرمایا کہ علیؑ اگر کوئی شخص تجھے بال برابر بھی تکلیف دے گا اللہ اس پر اپنی پھٹکار ڈالے گا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا ۔(۹٦)

(۸۰) یاایھاالنبی حسبک اللہ ومن ---- من المومنین

(سورہ انفال)

ترجمہ: ۔اے نبی کافی ہے تجھے اللہ اور جو تیرے ساتھ ہو مومنوں سے۔

امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب علیؑ کے حق میں آئی ہے ۔(۹۷)

(۸۱) ناستوی علی سوقہ۔(سورہ الفتح)

ترجمہ: ۔پھر کھڑا ہوا اپنے نال پر

حضرت امام حسنؑ اس آیت کی شان نزول میں فرماتے ہیں کہ " پھر کھڑا ہوا اپنے نال پر " کے معنی ہیں کہ اسلام کھڑا ہوا جناب امیرؑ کی تلوار سے ۔(۹۸)

(۸۲) والشفع والوتر۔(سورہ الفجر)

ترجمہ: ۔قسم ہے جنت اور طاق کی۔

آنحضرت نے فرمایا شفع سے حسنینؑ اور وتر سے جناب علیؑ مراد ہیں ۔(۹۹)

(۸۳) ثم تسئلن یومئذ عن النعیم۔

(سورہ التکاثر)

ترجمہ: ۔پھر پوچھیں گے تم سے نعیم کی نسبت

جناب جعفر صادق نے فرمایا کہ نعیم ہم ہیں ۔(۱۰۰)

(۸۴) ام نجعل الذین امنو وعملوا صلحت

کالمفسدین فی الارض (سورہ ص)

ترجمہ: ۔ کیا ہم یہ خیال کریں کہ وہ ایمان والے جو نیکی کرتے ہیں ان کے برابر ہیں جو زمین پر خرابی ڈالتے ہیں ۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس آیت میں نیکیاں کرنے والوں سے مراد علیؑ، حمزہؓ اور عبیداللہ بن حارث ہیں اور زمین پر خرابی ڈالنے والوں سے مراد عتبہ، شیبہ اور ولید ہیں ۔ جنہوں نے بدر کے موقعے پر مقابلہ کیا تھا ۔(۱۰۱)

(۸۵) الذین امنو وعملوالصالحت طوبی لھم و حسن ماب فتلقے ادم من ربہ کلمات

(سورہ رعد)

ترجمہ: ۔ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کئے ان کے واسطے بہشت میں طوبیٰ وخوشحالی اور اچھا انجام ہے ۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ طوبیٰ ایک درخت ہے جس کی جڑ میرے گھر میں ہے اور اس کی شاخ جنت پر سایہ فگن ہوگی ۔ آپ سے جڑ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کی جڑ علیؑ کے گھر میں ہے اس کی شاخ جنت پر سایہ کر رہی ہے ۔ کل میرا اور علیؑ کا گھر ایک ہی جگہ واقع ہوگا ۔(۱۰۲)

(۸۶) وانذر عشیرتک الاقربین ۔

(سورہ شعراء)

ترجمہ: ۔ (اے رسول اللہ) اب تم اپنے رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا کرو ۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے بنو عبدالمطلب کے تمام گروہ کو ایک جگہ جمع فرمایا ۔ ان کے لئے کھانا تیار کیا گیا ۔ ان لوگوں نے پیٹ بھر کھانا کھایا مگر کھانا ویسے کا ویسے ہی بچ گیا ۔ رسول اللہ نے فرمایا اے اولاد عبدالمطلب میں تمہاری طرف خاص طور سے اور عام لوگوں کی طرف عام طور سے بھیجا گیا ہوں ۔ تم میں سے

کون ایسا ہے جو میری بیعت کرے، میرا بھائی بنے، اور جنت میں میرا ساتھی ہو ۔ حضرت علیؑ کے سوا کوئی شخص کھڑا نہ ہوا ۔ جب رسول اللہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور یہی بات تین مرتبہ فرمائی اور ہر بار حضرت علی کھڑے ہوئے جب نوبت یہاں تک پہونچی تو آنحضرت نے فرمایا کہ یہ (علیؑ) میرا بھائی، میرا وصی، اور جنت میں میرے ساتھ ہوگا ۔

(۸۷) وانی لغفار لمن تاب وامن و عمل صالحاً ثم ھدی

(سورہ طہ)

ترجمہ: ۔ ضرور میں بخشنے والا ہوں اس شخص کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے ۔ پھر ہدایت پائی ۔

احمد نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے امام حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جو مجھ سے اور ان دونوں کے باپ اور ماں سے محبت رکھتا ہو وہ قیامت میں میرے ساتھ جنت میں ہوگا ۔(۱۰۳)

(۸۸) و من یسلم وجھہ الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقی

(سورہ لقمان)

ترجمہ: ۔ جو شخص خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرے اور نیکوکار بھی ہو تو بیشک اپنے ایمان کی مضبوط رسی پکڑ لی ۔

انسؓ راوی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے آپ پہلے شخص ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کا اظہار کیا ۔ یعنی آپ ہی وہ مومن ہیں جس نے مضبوط رسی کو مضبوطی سے پکڑا ۔ خدا کی قسم علی ابن ابی طالب اسی بات پر قتل کئے گئے تھے ۔(۱۰۴)

(۸۹) یا ایھاالذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبغو اخطوات الشیطان

(سورہ بقرہ)

ترجمہ: ۔وہ لوگ جو ایمان لائے ہو تمام کے تمام سلامتی کے دروازے کے اندر داخل ہو جاؤ۔ شیطان کے نشانات کی پیروی نہ کرو۔

مسعود بن صرقہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ علم جس کو حضرت آدمؑ زمین پر لیکر اترے اور جس کی بدولت خاتم النبیاء تک تمام انبیاء کو فضیلت دی گئی تمام کا تمام آنحضرت کی اولاد میں موجود ہے۔(۱۰۵)

(۹۰) وبشر الذین امنو وعملو الصالحات ان لھم جنت تجری من کما الانھارہ

(سورہ بقرہ)

ترجمہ: ۔آپ ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیں جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے اچھے کام کئے ہیں کہ ان کے لئے جنت میں وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ، حضرت حمزہؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔(۱۰۶)

(۹۱) فتلقی ادھر من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم

(سورہ بقرہ)

ترجمہ: ۔پھر آدمؑ نے اپنے رب سے چند الفاظ سیکھے۔ پس خدا نے ان کی برکت سے ان کی (آدمؑ) توبہ قبول فرمائی۔ بیشک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ آدمؑ نے محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے واسطے سے سوال کیا تھا تو خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔(۱۰۷)

(۹۲) ام یحسدون الناس علی ماااتاھم اللہ من فضلہ فقد اتینا الی ابراھیم الکتاب ولحکمہ واتیناھم ملکا عظیماہ

(سورہ النساء)

ترجمہ: ۔کیا لوگ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جن کو اللہ نے اپنے فضل وکرم سے نوازا تو بیشک ہم نے آل ابراھیم کو کتاب وحکمت سے نوازا اور انکو بہت بڑی سلطنت بھی عطا کی۔

مغازلی مروی ہیں کہ امام محمد باقر نے فرمایا کہ خدا کی قسم اس آیت میں لوگ سے مراد ہم لوگ ہیں۔(۱۰۸)

(۹۳) یاایھاالذین امنو استجیبو للہ وللرسول اذدعا ---یحییکم واعلمو ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ وان الیہ تحشرون

(سورہ انفال)

ترجمہ: ۔اے وہ لوگ جو ایمان لاچکے ہو تم کو ہمارے رسول ایسے کام کیلئے بلائیں جو تمہاری روحانی زندگی کا باعث ہو تو تم خدا و رسول کا حکم مانو اور یقین کر لو کہ خدا انسان اور اس کے دل کے درمیان آجاتا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ تم سب کے سب اس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔

علامہ مردویہ کا بیان ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (۱۰۹)

(۹۴) واتقو فتنہ لا تصیبن الذین ظلمو امنکر خامتہ وعملو ان اللہ شدید العقاب

(سورہ انفال)

ترجمہ: ۔اے لوگو اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو خاص ان لوگوں پر پڑیگا جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا ہے۔ اور یقین کر لو کہ خدا بڑا سخت عذاب کرنے والا ہے۔

حسن نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ، حضرت عمارؓ و حضرت طلحہؓ و زبیرؓ

کے متعلق نازل ہوئی اور اس فتنہ سے خاص طور پر جنگ جمل مراد ہے۔(۲)

(۹۵) یا ایھاالذین امنوا اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و ادنی الامر منکم

(سورہ نساء)

ترجمہ:۔وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو تم رسول کی اور اس کی جو صاحب امر ہو۔

مجاہدؒ کے حوالہ سے بیان ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین کے حق میں اسوقت نازل ہوئی جب رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا۔(۱)

حسین بن صالح امام جعفرصادق سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ اولی الامر سے مراد ائمہ اہلبیت ہیں۔(۱۱۰)

حموینی اپنی مسند میں سلیم بن قیس عدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں مسجد مدینہ میں دیکھا۔مہاجرین اور انصار کا ایک گروہ آپس میں اپنے اپنے فضائل بیان کر رہا تھا اور حضرت علیؑ بالکل خاموش تھے۔ان لوگوں نے عرض کیا اے ابوالحسن آپ بھی کچھ بیان فرمایئے۔حضرت علیؑ نے فرمایا اے گروہ قریش وانصار میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ تمہیں یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے کہاں سے عطا کی۔یہ فضیلت تمہیں خود بخود حاصل ہو گئی یا کسی اور کی وجہ سے حاصل ہوئی۔انہوں نے کہا کہ یہ فضیلت ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اور حضرت محمد کی وجہ سے ہم پر احسان کیا گیا ہے۔حضرتؑ نے فرمایا تم اس کو نہیں مانتے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میں اور میرے اہلبیت ایک نور کی شکل میں بارگاہ ایزدی کے سامنے رواں دواں تھے۔یہ حضرت آدمؑ کی خلقت سے چودہ ہزار سال قبل کی بات ہے۔اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا اور اس نور کو آدم کی صلب میں ودیعت کر دیا۔آدمؑ کو زمین پر اتارا۔پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت نوحؑ کی صلب میں رکھ کر کشتی پر سوار کیا پھر اس نور کو حضرت ابراہیمؑ کی صلب میں ڈال کر آگ میں پھینکا۔لگاتار اللہ تعالیٰ نے اس نور کو اصلاب کریمہ سے ارحام مطہرہ اباء وامہات کے ذریعہ منتقل کرتا رہا ان

میں کوئی بھی غیر نکاح کی حالت میں منسلک نہیں تھا۔اصحاب واہل بدر نے یک زبان ہو کر عرض کیا ہاں ہم نے اس حدیث کو سنا تھا۔پھر حضرتؑ نے فرمایا میں تم سے اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سابق کو مسبوق پر فضیلت دی ہے۔اس امت میں اسلام لانے میں مجھ سے کسی شخص نے سبقت نہیں کی۔ان لوگوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔فرمایا میں تم سے اللہ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ جب یہ آیت والسابقون السابقون اولیک المقربون نازل ہوئی تھی تو رسول اللہ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی تو رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے اس آیت کو انبیاء اور ان کے اوصیاء کے حق میں نازل کیا ہے۔میں اللہ کے انبیاءؑ اور رسولوںؑ سے افضل ہوں اور علیؑ میرے وصی ہیں اور اوصیاء سے افضل ہیں۔لوگوں نے کہا ہاں صحیح ہے پھر فرمایا کیا تم اس بات سے واقف ہو کہ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں

(۱) یا ایھاالذین امنو واطیو اللہ واطیو الرسول واولی الامر منکم

(۲) انما ولیکم اللہ ورسول والذین امنو الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون

(۳) لم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بات کا حکم دیا کہ ولایت امر کے متعلق لوگوں کو آگاہ کریں (یعنی یہ کہ وہ کون کون حضرات ہیں) اور ان کی ولایت کی پوری پوری تشریح اس طرح کر دیں جسطرح ان لوگوں کو نماز، زکوۃ اور حج کی تفصیل سے آگاہ کیا تھا۔اس حکم کے بعد رسول نے مجھے غدیر خم کے مقام پر لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے فرمایا تھا اے لوگو! اللہ جل جلالہ نے میرے پاس ایک پیغام بھیجا ہے جس کے باعث میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے اور مجھے یہ خیال بھی دامن گیر ہے کہ لوگ اس بات پر میری تکذیب کریں گے۔لیکن میں کیا کروں۔میرے رب نے مجھے دھمکایا ہے پھر رسول اللہ

نے فرمایا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں۔ میں ان سے ان کی جان سے بھی بہتر ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول پھر رسول نے میرے ہاتھ کو پکڑے ہوئے فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں۔ اے میرے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول علیؑ کی ولایت کا ایک مقصد ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ علیؑ کی ولایت میری ولایت کے مانند ہے۔ جس کی جان سے میں افضل ہوں اس کی جان سے علیؑ افضل ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم علیکم نعمتی درضیت لکم الاسلام دنیا۔ رسول نے فرمایا کہ اللہ نے دین مکمل کر دیا اور نعمت کو تمام کر دیا اور میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر راضی ہو گیا۔ حاضرین نے دریافت کیا تھا کہ یہ آیت کیا خاص علیؑ کے حق میں نازل ہوئی تو رسول نے فرمایا ہاں۔ علی اور قیامت تک ہونے والے میرے اوصیاء کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حاضرین نے فرمایا اے رسول اللہ ان حضرات کے نام بیان کر دیجئے۔ فرمایا میرا بھائی میرا وارث اور میرا وصی علیؑ ہیں۔ اور میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔ پھر میرا بیٹا حسنؑ، پھر حسینؑ پھر حسینؑ کے نو فرزند ہونگے قرآن ان حضرات کے ساتھ ہوگا اور وہ حضرات قرآن کے ساتھ ہوں گے۔ نہ قرآن ان سے جدا ہوگا اور نہ وہ قرآن سے جدا ہوں گے۔ آخر کار میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ بعض حضرات نے کہا ہاں ہم نے یہ ساری باتیں آنحضرت سے سنی ہیں اور ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔ بعض نے کہا ہاں بیشتر حصہ ہمیں یاد ہے لیکن کل واقعہ یاد نہیں۔ پھر حضرت علی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت انمایر دالله لیذهب علکم الرجبس اهلی بیت و یطهم کم لظهیرا کے نزول کے وقت مجھے فاطمہ اور حسنینؑ کو جمع کیا تھا اور ہم پر اپنی چادر ڈال کر فرمایا تھا اے میرے اللہ یہ ہیں میرے اہلبیت ان کا گوشت میرا گوشت ہے۔ جو چیز انہیں تکلیف دیگی وہ مجھے دیگی۔ جو بات انہیں مجروح کرے گی وہ مجھے کریگی اے اللہ انہیں نجاست سے دور رکھ اور ان کو کماحقہ پاک و پاکیزہ بنا۔ ام سلمہؓ نے

عرض کیا تھا اے رسول میرے متعلق کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تم بھلائی پر ہو۔ لوگوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ جناب ام سلمہؓ نے یہ حدیث ہم سے بیان کی تھی۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا میں تم سے اللہ کی قسم دیگر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت یاایھاالذین امنو اتقو اللہ و کونو امع الصادقین نازل فرمائی تھی تو سلمانؓ نے عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول یہ آیت خاص ہے یا عام۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا جن کو حکم دیا گیا ہے وہ عام مومنین ہیں لیکن صادقین خاص لوگ ہیں۔ ان میں میرے بھائی اور ان کے بعد میرے قیامت تک ہونے والے اوصیاء مراد ہیں۔ حاضرین نے کہا ہاں ابوالحسن ایسا ہی ہے۔ اس کے بعد فرمایا میں تم سے اللہ کی قسم دیگر پوچھتا ہوں کیا تمہیں یاد ہے کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر جب رسول اللہ نے مجھے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا تو میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بناتے ہیں تو رسول اللہ نے فرمایا تھا اے علیؑ مدینہ کی حالت میری وجہ سے ٹھیک رہ سکتی ہے یا تمہاری وجہ سے اور تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر جناب علیؑ نے فرمایا میں تم سے قسمیہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب سورہ حج یاایھاالدین امنو ااکعو و اسجدو اعبدو اربکم و افعلو الخیر الی اخرا نازل ہوئی تو سلمانؓ نے عرض کیا تھا کہ اے رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جن پر آپ گواہ ہیں تو رسول اللہ نے فرمایا تھا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے چن لیا ہے۔ یہ لوگ ابراھیمؑ کی ملت سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے تیرہ آدمیوں کو مخصوص کیا ہے۔ سلمانؓ نے ان کے نام دریافت کئے تو فرمایا ایک میں ہوں اور میرے بھائی علیؑ ہیں اور میرے گیارہ فرزند ہیں۔ حاضرین نے کہا ہاں یہ درست ہے۔ بعدہ حضرت علیؑ نے فرمایا کیا تم واقف نہیں ہو کہ رسول اللہ نے اپنے خطبوں اور خاصکر آخری خطبہ میں فرمایا تھا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری اولاد جو میرے اہلبیت ہیں اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز

ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ خدا نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ یہ دونوں آپس میں ہر گز جدا نہ ہوں گے اور آخر کار میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے تمام حاضرین نے عرض کیا ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ نے یہ بات بیان فرمائی تھی۔(۱۱۱)

حوالجات حصّہ دوم

(۱) ریاض النضرۃ باب چہارم۔ صفحہ ۱۶۲
(۲)،(۳) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۶
(۴) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۹۶
(۵) صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۳، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۵۱
(۶) صحیح مسلم بحوالہ مشکواۃ شریف صفحہ ۱۰۸۳، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۰۲
(۷) صواعق محرقہ۔ صفحہ ۱۴۱، خصائص نسائی۔ صفحہ ۶
(۸) مودۃ القربیٰ۔ صفحہ ۲۶
(۹) جامع الصحیح ترمذی حصہ اول صفحہ ۲۰۷
(۱۰) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۳۰، صحیح مسلم بحوالہ مشکوۃ شریف صفحہ ۱۰۸۳
(۱۱) مودۃ القربیٰ صفحہ ۹۰، صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۷
(۱۲) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷
(۱۳) صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۷
(۱۴) مودۃ القربیٰ صفحہ ۲۵
(۱۵) نور الابصار۔ صفحہ ۱۱۲۔ ۱۱۳
(۱۶) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۴، تذکرہ الخواص والائمہ صفحہ ۲۶
(۱۷) تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۳۲۸
(۱۸) ارجح المطالب صفحہ ۶۰
(۱۹) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۴۱
(۲۰) ارجح المطالب صفحہ ۶۷
(۲۱) تذکرہ الخواص والائمہ صفحہ ۴۲

(۲۲) تذکرۃ الخواص والائمۃ صفحہ ۴۲

(۲۳) مودۃ القربیٰ صفحہ ۷۰، تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۶۸

(۲۴) روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۹۷

(۲۵) (۲۶) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۸۸

(۲۷) ریاض النضرہ جلد ۴ صفحہ ۲۰۶

(۲۸) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸

(۲۹) نور الابصار صفحہ ۷۷

(۳۰) نور الابصار۔ صفحہ ۹۴، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۵۹

(۳۱) نور الابصار۔ صفحہ ۷

(۳۲) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۸۷

(۳۳) تفسیر در المنثور۔ جلد ۲۔ صفحہ ۲۹۸

(۳۴) صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹

(۳۵) تذکرۃ الخواص والائمۃ صفحہ ۴۲

(۳۶) نور الابصار صفحہ ۱۱۲

(۳۷) صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۰

(۳۸) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۵۴، نور الابصار صفحہ ۸۶، ینابیع المودۃ۔ صفحہ ۱۴۶

(۳۹) احیاالمیت مولفہ جلال الدین سیوطی صفحہ ۵۴ تا ۵۶

(۴۰) نور الابصار صفحہ ۱۱۲، تذکرۃ الخواص والائمۃ صفحہ ۲۸۶

(۴۱) مجمع البحرین صفحہ ۱۵۱، احقاق الحق صفحہ ۱۶۶

(۴۲) تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۳۹۲

(۴۳) خصائص نسائی۔ صفحہ ۲۴، ۲۵، ریاض المنضرہ باب چہارم صفحہ ۱۱۳

(۴۴) احقاق الحق صفحہ ۱۶۰، مجمع البحرین صفحہ ۱۵۷

(۴۵) صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷

(۴۶) در منثور جلد ۳ صفحہ ۴۲۱، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۷۷

(۴۷) تفسیر در المنثور جلد ۳ صفحہ ۱۹۹، ینابیع المودۃ صفحہ ۹۵

(۴۸) تذکرۃ الخواص والائمۃ صفحہ ۳۶

(۴۹) تذکرۃ الخواص والائمۃ صفحہ ۲۷، مستدرک حاکم صفحہ ۱۳۱

(۵۰) مودۃ القربیٰ صفحہ ۲۷، ۷۰، ینابیع المودۃ صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۲ صواعق محرقہ صفحہ ۳۷

(۵۱) ارجح المطالب صفحہ ۸۴

(۵۲) ینابیع المودۃ صفحہ ۷۷

(۵۳) ارجح المطالب صفحہ ۷۶

(۵۴) تفسیر وحیدی صفحہ ۱۵۹

(۵۵) صواعق محرقہ۔ صفحہ ۱۴۹

(۵۶) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۸۶

(۵۷) تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۵۰، حقائق الحق صفحہ ۱۷۱

(۵۸) تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۶۸، ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۶۵

(۵۹) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۶۱

(۶۰) تذکرۃ الخواص والائمۃ صفحہ ۳۹، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۱۶، نور الابصار صفحہ ۷۷

(۶۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۴۱۰، خصائص نسائی صفحہ ۲۷

(۶۲) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۳۷

(۶۴) صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۴

(۶۵) غایۃ المرام صفحہ ۳۹۵

(۶۶) تفسیر معدن الجواہر جلد ۴، روح المعانی جلد ۸ صفحہ ۳۱۳

(۶۷) تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۴۳۹

(۶۸) تفسیر معدن الجواہر مولفہ ولی اللہ فرنگی علی جلد ۴

(۶۹) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۷۱

(۷۰) ارجح المطالب صفحہ ۱۸۳

(۷۱) ارجح المطالب صفحہ ۸۳

(۷۲) روائح القرآن صفحہ ۲۱۶

(۷۳) نیابیع المودة صفحہ ۱۵۵

(۷۴) صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۰

(۷۵) نیابیع المودة صفحہ ۱۶۱

(۷۶) صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۷، تفسیر وحیدی صفحہ ۲۰۳

(۷۷) ارجح المطالب صفحہ ۸۴

(۷۸) تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۶۶

(۷۹) تفسیر در منشور جلد ۴ صفحہ ۳۳۹، تفسیر کشاب جلد ۲ صفحہ ۲۷۲

(۸۰'۸۱) ارجح المطالب صفحہ ۸۵

(۸۲) نیابیع المودة صفحہ ۴۶، ۱۱۹، تفسیر در منشور جلد ۳ صفحہ ۱۱۹

(۸۳) ازالہ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۷۵، تفسیر فازن جلد ۱ صفحہ ۱۷

(۸۴) تفسیر در المنثور جلد ۳ صفحہ ۳۱۱، خصائص نسائی صفحہ ۱۵

۸۵'۸۶ ارجح المطالب صفحہ ۸۵، ۸۶

۸۷ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۶۲

(۸۸) احقاق الحق صفحہ ۱۶۵

(۸۹) ارجح المطالب صفحہ ۱۷۱ تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۳۹۲

(۹۰) تفسیر در منشور و صواعق محرقہ بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۸۶

(۹۱) مناقب ابن مردویہ بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۸۶

(۹۲) روح المعانی جلد ۴ صفحہ ۲۰۳

(۹۳) ارجح المطالب صفحہ ۸۷

(۹۴) تفسیر در منشور جلد ۲ صفحہ ۱۷، تفسیر روح المعانی جلد ۱ صفحہ ۵۶۰

(۹۵) نیابیع المودة صفحہ ۶۹

(۹۶) ازالہ الخلفاء بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۸۷

(۹۷) حقاق الحق صفحہ ۱۵۲، مجمع البحرین صفحہ ۵۶

(۹۸) روح المعانی جلد ۸ صفحہ ۱۶۸

(۹۹) ارجح المطالب صفحہ ۸۸

(۱۰۰) نیابیع المودة صفحہ ۱۷۶

(۱۰۱) ارجح المطالب صفحہ ۸۸

(۱۰۲) نیابیع المودة صفحہ ۱۵۲

(۱۰۳) صواعق محرقہ، صفحہ ۱۱۵

(۱۰۴) مودة القربیٰ صفحہ ۲۸، ۸۰

(۱۰۵) نیابیع المودة صفحہ ۱۷۰

(۱۰۶) غایة المرام - صفحہ ۴۴۲، ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۸

(۱۰۷) تفسیر در المنثور جلد اول صفحہ ۶۱

(۱۰۸) صواعق محرقہ - صفحہ ۱۵۵

(۱۰۹) روائح القرآن صفحہ ۱۹۴

(۱۱۰) تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۵۰۹

(۱۱۱) نیابیع المودة صفحہ ۱۶۸

(۷۰) ارجح المطالب صفحہ ۱۸۳

(۷۱) ارجح المطالب صفحہ ۸۳

(۷۲) روائح القرآن صفحہ ۲۱۶

(۷۳) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۵۵

(۷۴) صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۰

(۷۵) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۶۱

(۷۶) صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۷، تفسیر وحیدی صفحہ ۲۰۳

(۷۷) ارجح المطالب صفحہ ۸۴

(۷۸) تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۶۶

(۷۹) تفسیر در منثور جلد ۴ صفحہ ۳۳۹، تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۷۲

(۸۰، ۸۱) ارجح المطالب صفحہ ۸۵

(۸۲) ینابیع المودۃ صفحہ ۴۶، ۱۱۹، تفسیر در منثور جلد ۳ صفحہ ۱۱۹

(۸۳) ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۷۵، تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۱۷

(۸۴) تفسیر در المنثور جلد ۳ صفحہ ۳۱۱، خصائص نسائی صفحہ ۱۵

۸۵، ۸۶ ارجح المطالب صفحہ ۸۵، ۸۶

۸۷ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۶۲

(۸۸) احقاق الحق صفحہ ۱۶۵

(۸۹) ارجح المطالب صفحہ ۱۷۱ تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۳۹۲

(۹۰) تفسیر در منثور و صواعق محرقہ بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۸۶

(۹۱) مناقب ابن مردویہ بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۸۶

(۹۲) روح المعانی جلد ۴ صفحہ ۲۰۳

(۹۳) ارجح المطالب صفحہ ۸۷

(۹۴) تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۱۷، تفسیر روح المعانی جلد ۱ صفحہ ۵۶۰

(۹۵) ینابیع المودۃ صفحہ ۷۹

(۹۶) ازالۃ الخلفاء بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۸۷

(۹۷) حقاق الحق صفحہ ۱۵۲، مجمع البحرین صفحہ ۵۶

(۹۸) روح المعانی جلد ۸ صفحہ ۱۶۸

(۹۹) ارجح المطالب صفحہ ۸۸

(۱۰۰) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۷۶

(۱۰۱) ارجح المطالب صفحہ ۸۸

(۱۰۲) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۵۲

(۱۰۳) صواعق محرقہ، صفحہ ۱۱۵

(۱۰۴) مودۃ القربیٰ صفحہ ۲۸، ۸۰

(۱۰۵) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۷۰

(۱۰۶) غایۃ المرام ۔ صفحہ ۴۴۲، ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۸

(۱۰۷) تفسیر در المنثور جلد اول صفحہ ۶۱

(۱۰۸) صواعق محرقہ ۔ صفحہ ۱۵۵

(۱۰۹) روائح القرآن صفحہ ۱۹۴

(۱۱۰) تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۵۰۹

(۱۱۱) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۷۸

حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ بن خطاب، عثمانؓ، علیؓ ابن ابی طالب، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عباسؓ، عبداللہؓ بن عباس، عبداللہؓ بن مسعود، عمارؓ بن یاسر، ابو ذر غفاریؓ، سلمانؓ فارسی، سعد بن زرارہؓ، خزیمہ بن ثابتؓ، ابو ایوب انصاریؓ، حذیفہ بن ایمان، عبداللہ بن عمرؓ، براء بن عاذب، سمرہ بن جندبؓ، سلمہ بن الاکوعؓ، زید بن ثابتؓ، عدی بن حاتمؓ، بریدہؓ، زید بن ارقمؓ، خدیفہ بن اسیدؓ، عمرؓ بن حمق، زیدؓ بن حارث، حسان بن ثابتؓ، اسامہ بن زیدؓ، انس بن مالکؓ، ابو ہریرہؓ، جناب فاطمہؓ بنت رسول، جناب عائشہؓ، جناب ام سلمہؓ، ام ہانی بنت ابو طالب، فاطمہ بنت حمزہؓ، اسماءؓ بنت عمیس وغیرہ وغیرہ

جن کتب ہائے تاریخ، سیر و احادیث میں اس حدیث کا ذکر ہے ان کی تعداد دو سو سے بھی زیادہ ہے۔ طوالت کے باعث ان کے نام نظر انداز کئے جاتے ہیں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ جبکہ اس حدیث کو ہر طبقہ کے محدثین نے بیان کیا ہے بخاری، مسلم، واقدی اور ابو داؤد میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) انا مدینۃ العلم و علی بابھا

ترجمہ:۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

ان چند محدثین و علمائے اعلام کے اسماء گرامی جنہوں نے اپنے مؤلفات میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

تیسری صدی ہجری:۔ امام ابو بکر عبدالرزاق، ابو زکریا یحییٰ، ابو محمد سعید، امام احمد بن حنبل، عباد ابن یعقوب، ابو عیسیٰ محمد، ابو علی حسین، البزاد وغیرہ

چوتھی صدی ہجری:۔ ابو جعفر محمد بن جریر طبری، واسطی بغدادی، محمد ابن یعقوب، ابو الحسن محمد، سلیمان بن احمد طبرانی، ابو بکر محمد، ابو محمد ابو الشیخ، ابو اللیث، ابو الحسن بغدادی، ابو القاسم طالقانی، ابو الحسن ابن شاذان وغیرہ وغیرہ

پانچویں صدی ہجری:۔ حاکم، ابن مردویہ۔ ابو نعیم، ابو الحسن عطار، ابو الحسن بصری، ابو بکر بیہقی، ابن لبشران، خطیب بغدادی، ابن البر، ابن المغازلی، ابو المظفر

منصور سمعانی وغیرہ وغیرہ

چھٹی صدی ہجری:۔ اخطب خوارزمی، ابو شبی ع شرویہ، حکیم سنائی، ابو متصور شرویہ، عبدالکریم سمعانی، ابن عساکر، خاقانی وغیرہ وغیرہ

ساتویں صدی ہجری:۔ ابن اثیر، فریدالدین عطار، محی الدین اندلسی، محب الدین بغدادی، سبط ابن الجوزی، ابو عبداللہ گنجی، جلال الدین رومی، محب طبری وغیرہ وغیرہ

آٹھویں صدی ہجری:۔ نظام الدین اولیاء، جمال الدین ابو الحجاج یوسف، صلاح الدین دمشقی، علی بن شہاب الدین ہمدانی، سید علی ہمدانی وغیرہ وغیرہ

نویں صدی ہجری:۔ دمیری، مجدالدین فیروز آبادی، امام الدین ہجروی، یوسف واسطی، شمس الدین جزری، شہاب الدین دولت آبادی، عسقلانی، نور الدین صباح، عبدالرحمن بن محمد بسطامی، شمس الدین نور بخشی وغیرہ وغیرہ

دسویں صدی ہجری:۔ شمس الدین محمد سخاوی، ملا حسین واعظ کاشفی، ابو بکر جلال الدین سیوطی، نور الدین سمہودی، فضل ابن روز بیان، جلال الدین دوانی، محمد بن یوسف شامی، احمد بن حجر مکی، ابراہیم یمنی، محمد طاہر قتیؔ، مخدوم جرجانی، شیخ عبد روس، جمال الدین شیرازی وغیرہ وغیرہ

گیارہویں صدی ہجری:۔ ملا علی قادری، عبدالرؤف منادی، مقری اندلسی، محمود شیخانی، عبدالحق محدث دہلوی، سید محمد بخاری، عبدالرحمن چشتی، ابن علی علوی، علی بن احمد عزیزی وغیرہ وغیرہ

بارھویں صدی ہجری:۔ اسمعیل کردی، زرقانی، سالم بصری محمد کردی، مرزا محمد بدخشانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، قمرالدین اورنگ آبادی، محمد بن اسمعیل یمانی شیخ سلیمان جمل وغیرہ وغیرہ

تیرھویں صدی ہجری:۔ ملا مبین فرنگی محلی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ عبدالعزیز

محدث دہلوی، سید صدر الدین احمد، قاضی محمد ابن علی شوکائی، مرزا حسن علی محدث
مولانا ولی اللہ فرنگی محلی، شہاب الدین، محمود آلو بسی زداہ، سلیمان قندوری، سلامت
اللہ بدایونی، شاہ تقی علی قلندر، مولوی حسن الزمان، مولوی ابو الحسن علوی کاکوری، علی
ابن سلیمان محربی، عبد الغنی آفندی، شاہ علی انور قلندر کاکوروی، مولوی عبید اللہ بسمل
امرتسری، شاہ معین الدین ندوی، حکیم مظہر الحق قنوجی، حافظ عبد الرحمن وغیرہ وغیرہ۔

(۴) من اصاد ان ینظر الی ادم فی علمہ والی نوح فی فھمہ والی ابراھیم فی حلمہ والی یحیی بن ذکریا فی زھدۃ والی موسی بن عمران فی بطشہ قلنظر الی علی ابن ابی طالب۔

ترجمہ: ۔جو شخص آدمؑ کا علم، نوحؑ کا فہم، ابراہیمؑ کا حلم، یحییٰ بن زکریا کا زہد اور موسیٰؑ بن عمران کا طیش دیکھنا چاہے اس کو علیؑ ابن ابی طالب کی طرف دیکھنا چاہیے۔

(حدیث تمثیل)

ان چند حضرات کے اسماء گرامی جنہوں نے اس حدیث کی تصدیق کی اور اس کو روایت کیا:۔

ابو بکر عبد الرزاق ابن ہمام، امام احمد بن حنبل، ابو حاتم رازی، ابو محمد عاصی، ابن
الموئد اخطب خوارزمی، ابو بکر بن مردویہ، ابو منصور شیرویہ، ابو نعیم احمد، احمد بن
حسین بہیقی، ابو الحسن بن علی المغازلی، ابو شجاع شیرویہ، ابو الفتح بن علی، ابو الخیر رضی
الدین احمد، ملا اردبیلی، نور الدین ابو حامد، محمد بن یوسف گنجی شافعی، سید علی بن
شہاب ہمدانی، شیخ محمد صالح کشفی، شیخ محمد سلیمان بلخی، مولوی عبید اللہ امرتسری وغیرہ
وغیرہ۔

(۵) آنحضرت نے فرمایا میں (اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں) انبیاء کے مساوی علیؑ کو کیا۔ذیل میں ہم انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں آیات پیش کر رہے ہیں۔

	حضرت علی علیہ السلام کیلئے
(۱) حضرت آدمؑ: ان اللہ اصطفی ادم ترجمہ: اللہ نے برگزیدہ کیا آدمؑ کو	ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادہنا۔ ترجمہ: اور پھر وارث کیا ہم نے اس کتاب کا ان کو جس کو برگزیدہ کیا ہم نے اپنے بندوں سے
(۲) حضرت نوحؑ: انہ کان عبدالشکورا۔ ترجمہ: تھا وہ بندہ شکر گزار	اناھدینہ السبیل اماشاکرا واماکوزا۔ ترجمہ: ہم نے سیدھا راستہ کی ہدایت کی بعض ان میں شکر گزار ہیں اور بعض نافرمان
(۳) حضرت سلیمانؑ: واتیناہ ملکاعظیما۔ ترجمہ: اور دیا ہم نے بہت بڑا ملک	ان راایت ثم رایت نعماو ملکاکبیرا۔ ترجمہ: جبکہ دیکھا تم نے پھر دیکھا تم نے بہت اور بہت بڑے ملک کو
(۴) حضرت ابراہیمؑ: وابراھیم الذی وفی۔ ترجمہ: اور ابراہیم وہ ہے جس کو پورا کیا	وفون یا النذر ویخافون یوماکان شرہ مستطیرا۔ ترجمہ: پورا کرتے ہیں منت کو اور ڈرتے ہیں جس دن سے جس کا شر پھیلنے والا ہے۔
(۵) حضرت اسمعیل: فلمااسلماوتلہ للجبین۔ ترجمہ: جبکہ مطیع ہوئے پچھاڑا اس کو ماتھے پر	ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ ترجمہ: بعض ان میں وہ شخص ہے جو بیچتا ہے اپنے نفس کو اللہ کی رضا کے لئے
(۶) حضرت ایوبؑ: اناوجدناہ صابر انعمہ	

العبد انہ اواب۔

ترجمہ: پایا ہم نے اس کو صابر اچھا بندہ رجوع کرنے والا

وجزاھم بما صبروا جنۃ وحریرا۔

ترجمہ: اور بدلہ دیا اس کو اس کے صبر کا بہشت اور ریشمی کپڑوں سے

(۷) حضرت موسیٰؑ:

انہ کان رسولاً نبیا۔

ترجمہ: بیشک وہی تھا رسول اور نبی

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا

ترجمہ: نیک کام والے پئیں گے پیالہ جس میں کافور ہوگا

(۸) حضرت داؤد:

اناجعلناک خلیفۃ فی الارض

ترجمہ: ہم نے گردانا تم کو خلیفہ زمین کا کہ ان کے قبل خلیفہ کیا تھا ہم نے

ولیستخلف فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم

ترجمہ: اور خلیفہ کریں گے ان کو زمین پر جیسا

(۹) حضرت ادریسؑ

ورفعناہ مکاناعلیا

ترجمہ: اور بلند کیا ہم نے ان کو مکان بلند سے

وسندس خضر و استبرق وحلوا اساور من فضۃ وسقٰہم ربھم شراباً طھورا

ترجمہ: لائی وسبزہ وچمکدار اور پہنائیں گے کنگن چاندی کے اور پلائی جائے گی ان کو شراب طہور

(۱۰) حضرت عیسیٰؑ:

او صانی بالصلواۃ والزکواۃ

ترجمہ: وصیت کے ساتھ صلواۃ اور زکواۃ کے

والذین یقیمون الصلواۃ ویوتون الزکواۃ وھم راکعون

ترجمہ: اور وہ لوگ ہیں جو قائم کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکواۃ اور وہی رکوع کرتے ہیں

(۱۱) حضرت محمد مصطفےٰ صلی

اللہ علیہ وسلم:

انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر

ترجمہ: دی ہم نے تجھ کو کوثر۔ پس نماز پڑھ اور اپنے پروردگار کی قربانی کر

عینا لیشرب بھا عباداللہ یفجرونھا تفجیرا

ترجمہ: چشمہ ہے کہ پیتے ہیں اس میں خدا کے بندے اور چیرے جاتے ہیں اس کو اچھی طرح

(٦) وانا و علی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی

ترجمہ: میں اور علیؑ ایک شجر سے ہیں جبکہ دوسرے لوگ مختلف اشجار سے ہیں۔

(حدیث شجرہ)

اس حدیث کے راوی حسب ذیل اصحاب ہیں:

صحابہ کرام: ۔ حضرت علیؑ، ابن عباسؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابو امام باہی

محدثین و علماء: ۔ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، ابن المغازلی، شیرویہ، اخطب خوارزمی، زرندی، شہاب الدین، شمس الدین نوربخشی، بیبذی، سیوطی، علی متقی، وصابی، منادی، معتمد خان، صدر عالم، نظام الدین دہلوی، محمد مبین، فرنگی محلی، سلیمان بلخی، عبداللہ بسمل امرتسری

جن کتب احادیث وسیر میں اس کا ذکر ہے ان میں چند یہ ہیں۔

مناقب ابن المغازلی، مناقب مردویہ، فردوسی الاخبار، مناقب، اخطب خوارزمی، مفاتیح الاعجاز، قول جلی فی فضائل علی، کنزالعمال، کنزالحقائق، مفتاح السخا، وسیلۃ النجات، ینابیع المودۃ، ارجح المطالب

(۷) اناو علی من نور واحد

ترجمہ: میں اور علی ایک نور سے ہیں۔ (حدیث نور)

اسماء صحابہ کرام جن سے یہ روایت ہوئی۔

حضرت علیؑ، امام حسینؑ، سلمان فارسیؓ، ابوذر غفاریؓ، جابر بن عبداللہؓ، عبداللہ بن

عباسؓ، ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ۔

اسماء محدثین وعلماء وکبار جنہوں نے اپنی کتب میں اس کو روایت کیا۔

امام احمد بن حنبل، ابو حاتم رازی، عبداللہ بن حنبل، احمد بن ابن مرویہ، علامہ عبدالبر خطیب بغدادی، ابن المغازلی، ابو شجاع مشرویہ، ابو منصور شرویہ، اخطب خوارزمی، ابن عساکر، نورالدین صالحانی، ابوالفتح مطرزی، قروینی، ابن صباغ اندلسی، یوسف گنجی، محب طبری، ابراہیم حمدینی، سعید محمد گیسو دراز، ابن حجر مکی، شہاب الدین ہمدانی شہاب الدین دولت آبادی، ابن حجر عسقلانی، احمد حسین شافعی، ابراہیم یمنی، جمال الدین نیشاپوری، محمود واعظ ہروی، محمد صدر عالم، شیخ محمد صالح کشفی، محمد سلیمان بلخی، شیخ فرید الدین نیشاپوری، عبیداللہ بسمل۔

(۸) انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ما ان تمسکتم بھالن تفلو ایعدی و لاتفرقو۔

ترجمہ: میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ کلام مجید اور میری عترت (اہلبیت) اگر تم ان سے تمسک کرو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے

(حدیث ثقلین)

اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے دسویں سال بمقام غدیر خم جبکہ حج الوداع سے فارغ ہو کر مدینۂ طیبہ واپس آرہے تھے ارشاد فرمایا:۔

اس حدیث کے متعلق بخاری نے تاریخ صغیر میں امام احمد کی روایت پر بحث کی ہے۔ سبط ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا۔ ابن تیمیہ نے بھی اس کے متعلق لکھا ہے۔ امام مسلم، ترمذی، نسائی، امام احمد، حاکم، طبرانی، طبری، ابوالعلیٰ ابن راہویہ، بزار، ابن عقدہ اور ابن المدینی نے مختلف طریق سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

زید بنؓ ارقم سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت بمقام غدیر خم جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقعہ ہے ہم لوگوں کو خطبہ سنانے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و

ثنا کی وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا اے لوگوں میں انسان ہوں اور قریب ہے کہ میرے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ موت آوے اور میں موت قبول کرلوں۔ میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ پہلی چیز کتاب اللہ جس میں ہدایت و نور ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھامے رہو اور اسے مضبوطی سے پکڑو۔ دوسری چیز میرے اہلبیت ہیں۔ میں تم کو اہلبیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ اس جملہ کو دوبارہ فرمایا۔* (۲)

ترمذی شریف میں اس طرح ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں تم لوگوں میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ جب تک تم ان کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہوگے۔ ایک ان میں سے دوسری بڑی ہے اور وہ کتاب اللہ یعنی قرآن شریف ہے جو بمنزلہ ایک رسی ہے کہ آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور دوسری میری عرت یعنی اہلبیت۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں میں دیکھوں گا کہ میرے بعد تم انکے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔* (۳)

خصائص انسائی میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے پلٹے اور غدیر خم میں اترے تو منبر رکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ منبر رکھا گیا۔ آنحضرت اس پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں بلایا گیا ہوں اور عنقریب جانے والا ہوں میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ایک ان میں دوسرے سے بڑی ہے۔ کتاب اللہ اور دوسرے میرے اہلبیت پس میں دیکھوں گا کہ تم میرے بعد ان سے کیسا سلوک کرتے ہو۔ وہ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہونگے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر آئیں۔* (۴)

زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عترت (اہلبیت) دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے جبتک کہ میرے پاس نہ آجائیں۔* (۵)

ابو سعیدؓ حذری سے رویت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤں گا اور اس کو میں قبول کرلوں گا۔ میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اگر تم نے ان سے تمسک کیا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ جو بمنزلہ ایک رسی کے ہے جو آسمان سے اتری ہے۔ دوسری میرے اہلبیت ہیں۔ مجھے

خدانے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر وارد نہ ہوں ۔ میں دیکھوں گا کہ تم کس طرح ان دونوں سے معاملہ کرتے ہو ۔* (۶)

آنحضرت نے فرمایا کہ میں تم میں اپنے دو قائم مقام چھوڑتا ہوں ۔ ایک کتاب اللہ جو مابین زمین و آسمان ایک دراز رسی ہے ۔ دوسرے میرے اہلبیت ۔ یہ دونوں جب تک حوض کوثر پر وارد نہ ہوں لیں گے ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے ۔* (۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں ۔ اگر تم نے ان دونوں کے ساتھ تمسک کیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ۔ ایک کتاب اللہ اور دوسرے میرے قرابت دار (اہلبیت) اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک کہ حوض کوثر پر وارد نہ ہوں ۔* (۸)

ابو ذر غفاریؓ کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نے آنحضرت کو فرماتے سنا ہے کہ میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ۔ قرآن مجید اور اہلبیت ۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے تا وقتیکہ حوض کوثر پر وارد نہ ہوں میں دیکھوں گا کہ تم ان دونوں سے میرے بعد کیا برتاؤ کرتے ہو ۔* (۹)

ابو رافع مولیٰ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے لوٹ کر غدیر خم پر اترے تو لوگوں کو دوپہر کے وقت خطبہ سنانے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں ۔ ایک ثقل اکبر اور دوسرا ثقل اصغر ۔ ثقل اکبر کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمھارے ہاتھ میں ۔ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ۔ ثقل اصغر میرے اہلبیت ہیں ۔ اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے تا وقتیکہ حوض کوثر پر وارد نہ ہوں ۔* (۱۰)

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت بمقام غدیر خم فرمانے لگے کہ میں اپنے بعد تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ۔ کتاب اللہ اور اپنی عترت یعنی اہلبیت ۔ یہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے تا وقتیکہ حوض کوثر پر وارد نہ ہوں ۔* (۱۱)

(۹) مثل اهلبيتي فيكم كسفينة نوح من ركبها نجي و من تخلف عنها فقد غرق

ترجمہ: میرے اہلبیت کی مثال حضرت نوحؑ کی کشتی جیسی ہے ۔ جو شخص اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی جو علیحدہ ہوا ڈوب گیا

(حدیث سفینہ)

جیش ابن المعتمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر غفاریؓ کو خانہ کعبہ کے دروازہ کی چوکھٹ پکڑے ہوئے دیکھا ۔ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ اہلبیت کی مثال نوح کی کشتی کی سی ہے جو شخص اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات پائی اور جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہو گیا ۔* (۱۲)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے اہلبیت کی مثال نوح کی کشتی جیسی ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پائی ۔ جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہو گیا ۔* (۱۳)

سلمہ ابن الاکوعؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تم میں میرے اہلبیت کی مثال سفینہ نوح جیسی ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پائی* (۱۴)

(۱۰) اهلبيتي امان لامتي

ترجمہ: میرے اہلبیت میری امت کیلئے باعث امن ہیں ۔ (حدیث امان

سلمہ ابن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستارے اہل آسمان کیلئے اور میرے اہلبیت میری امت کیلئے باعث امن ہیں ۔* (۱۴)

انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نجوم اہل آسمان کیلئے امان ہیں اور میرے اہلبیت اہل زمین کیلئے امان ہیں جب میرے اہلبیت ہلاک ہو جائیں گے تو اہل زمین کو وہ نشانات پیش آئیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی ظالمین و جابرین سامنے آئیں گے ۔* (۱۶)

جناب امیرؑ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا نجوم آسمان کیلئے باعث امن

ہیں ۔ جب نجوم جاتے رہیں گے تو آسمان والے بھی جاتے رہیں گے ۔ میرے اہلبیت زمین والوں کیلئے باعث امن ہیں ۔ جب میرے اہلبیت جاتے رہیں گے تو زمین والے بھی جاتے رہیں گے ۔* (۱۷)

(۱۱) الحمدللہ الذی جعل فینا الحکمۃ اھل بیتی

ترجمہ: خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیت کو حکمت عطا فرمائی (حدیث حکمت)

حمیر ابن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت کی خدمت میں جناب امیرؑ کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا تو آنحضرت نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیت کو حکمت عطا کی ۔* (۱۸)

(۱۲) حدیث مفتاح:۔

اہلبیت کا مفاتیح رحمت، مقام رسالت و معدن حلم ہونا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہلبیت رحمت کی کنجیاں، رسالت کا مقام اور حلم کی کان ہیں ۔* (۱۹)

در صورت پیوند جہاں بود علیؑ بود
تا نقش زمیں بود زمان بود علیؑ بود
ہم اول وھم آخرد ہم ظاہر و باطن
ہم عابد و ہم معبد معبود علیؑ بود
ہم آدمؑ و ہم شیثؑ ہم ادریسؑ و ہم ایوبؑ
ہم یونسؑ و ہم یوسفؑ وہم ہودؑ علیؑ بود
کہ دن ولایت کہ پس از موسیٰؑ عمراں
واللہ علیؑ بود علیؑ بود علیؑ بود
عیسیٰؑ بوجود آمدہ فی الحال سخن گفت
آں نطق و فصاحت کہ بدو بود علیؑ بود

موسیٰؑ بہ عصاء ید بیضا وَ نبوت
در معربہ فرعون کہ بخود علیؑ بود
آں لحمک لحمی بشنو تا کہ بدانی
آں یار کہ اَو نفس نبی بود علیؑ بود
آں شاہ سرافراز کہ اندر شب معراج
با احمد مختار یکے بود علیؑ بود
جبرئیل کہ آمد زپس خالق بے چوں
در پیش محمد شدو مقصود علیؑ بود
ایں کفر نہ باشد سخن کفر نہ ایں است
تا ہست علیؑ باشد و تابود علیؑ بود
چنداں کہ نظر کردم و دیدم بہ حقیقت
ازہر دوجہاں مقصد و مقصود علیؑ بود

شمس تبریز علیہ الرحمۃ

عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خدا سے اس بات کو چاہا کہ میرے اہلبیت میں سے کسی کو آگ میں نہ ڈالے ۔ خدا نے میری دعا قبول کی ۔* (۲۰)

(۱۹) حدیث منفعت:۔ اہلبیت کی محبت کا نفع رساں ہونا

نافعؓ نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی توکل کرنا چاہے، عذاب قبر سے نجات چاہے، علم و حکمت حاصل کرنا چاہے، بے حساب جنت میں داخلے چاہے اسے چاہیئے کہ میرے اہلبیت کو دوست رکھے کیونکہ ان کی دوستی دنیا اور آخرت میں نفع بخش ہے ۔* (۲۱)

(۲۰) حدیث اطاعت:۔ اہلبیت کی اطاعت کا فرض ہونا

خالد بن معدانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو چاہے کہ رحمت خدا صبح شام اس کے حال میں شامل رہے اسے اس بارے میں بالکل شبہہ نہیں ہونا چاہئے کہ میری ذریت طاہرہ سب ذریتوں سے افضل ہے اور میرا وصی تمام اوصیاء سے بہتر اور برتر ہے ۔* (۲۲)

(۲۱) حدیث مرتبت:۔ اہلبیت کا مرتبہ

ابو وائلؓ کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو شمار کرتے تھے تو کہتے تھے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ ایک شخص نے پوچھا اے عبدالرحمن علیؓ کس طرف ہیں ۔ ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ علیؓ اہلبیت اطہار میں سے ہیں اور آنحضرت کے ساتھ ان کے درجہ میں ہیں ۔ ان کے ساتھ کسی اور شخص کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اللہ تعلیٰ قران میں فرماتا ہے الذین امنو و اعتبعتھم ذریتھم بالیمان الحضابھم ذریاتھم یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم انکی اولاد کو ان سے ملحق کریں گے ۔ پس علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں انکے ساتھ ہیں ۔* (۲۳)

احمد بن محمد کردی بغدادی سے بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ میں نے اپنے باپ سے صحابہؓ کی تفصیل پوچھی اس نے جواب دیا ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ ۔ اتنا کہکر وہ خاموش ہوگیا عبداللہ نے کہا اے پدر علی ابن ابی طالبؓ کدھر ہیں ۔ اس نے جواب دیا کہ علیؓ اہلبیت میں سے ہیں ۔ یہ لوگ (حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) ان کے ساتھ قیاس نہیں کئے جاسکتے یعنی اصحاب ثلاثہ مرتبہ میں علیؓ کے برابر نہیں ہوسکتے ۔* (۲۴)

رسول اللہ کی وفات کے بعد سات دن بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مطہر پر اتفاقاً ایک ساتھ حاضر ہوئے حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا آگے بڑھو ۔ ابو بکرؓ نے کہا میں ایسے شخص سے آگے کیسے جاسکتا ہوں جس کے بارے میں رسول اللہ نے کہا ہو کے علی کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو میرے رب کو مجھ سے ہے ۔* (۲۵)

(۲۲) حدیث محبت:۔ اہلبیت سے محبت کا ضروری ہونا

مطلب ابن ربیعہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ کسی مرد مسلمان کے قلب میں ایمان داخل نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کی خوشنودی کے لئے مجھو اور میرے قرابت داروں کو دوست نہ رکھے ۔

کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک کہ میں اس کے نفس سے زیادہ اس کو دوست نہ ہوں اور میری اولاد اس کی اولاد سے زیادہ دوست نہ ہو اور میرے اہلبیت ان کے اہلبیت سے زیادہ اس کو دوست نہ ہوں ۔

کسی مومن کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اہلبیت کو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیلئے دوست نہیں رکھتا

تم میں سب سے زیادہ پل صراط پر مستحکم رہنے والا وہ شخص ہے جو میرے اہلبیت کو دوست رکھے ۔

حضرت عمرؓ خطاب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر تم لوگ علی ابن ابی طالبؓ کی محبت پر اجماع کرلیتے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا *(۲۶)

(۲۳) حدیث مودت:۔ اہلبیت کی دوستی سے نعمتیں حاصل کرنا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تم اللہ کو دوست رکھو ۔ اس

نے تم کو نعمت دی اور اس کی محبت ساتھ مجھو بھی دوست رکھو اور میری وجہ سے میرے اہلبیت کو بھی دوست رکھو۔* (۲۷)

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ میری طرح زندہ رہے اور میری طرح جنت عدن میں رہے وہ علیؑ کو دوست رکھے اور اس کے دوست کو دوست رکھے اور میرے اہلبیت کی اقتداء کرے کیونکہ وہ میری اولاد ہیں اور میری ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ میری فہم ان کو دی گئی ہے۔ افسوس ہے میری امت کے ان لوگوں پر جو ان کے فضل کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کے مراتب کو کم کرتے ہیں۔ ایسے لوگ میری شفاعت نہیں حاصل کر سکیں گے۔* (۲۸)

(۲۴) حدیث معاہدہ:۔ اہلبیت کی مخالفت کا باعث عذاب اور موافقت کا باعث ثواب

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ، جناب فاطمہؑ اور جناب حسنینؑ کو دیکھ کر فرمایا میں اس شخص سے لڑنے والا ہوں جو ان سے لڑے اور اس سے صلح کرنے والا ہوں ان سے صلح کرے۔* (۲۹)

حضرت ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت کو ایک خیمہ نصب کراتے دیکھا۔ وہ اس وقت عربی کمان پر تکیہ کئے ہوئے تھے اور خیمہ میں جناب امیرؑ، جناب فاطمہؑ اور حضرات حسنینؑ تشریف فرما تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اہل اسلام! میں اس خیمہ والوں سے صلح کرنے والوں سے صلح کرونگا اور جنگ کرنے والوں سے جنگ کرونگا۔ میں اسے دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے۔ ان کو وہی دوست رکھے گا جو نیک بخت ہوگا اور جو بد بخت ہوگا وہ دشمنی رکھے گا۔* (۳۰)

علقمہؓ اور اسودؓ کا بیان ہے کہ ہم ابو ایوب انصاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا اے ابو ایوبؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اللہ نے آپ کو فضیلت کی دولت سے مالامال کیا۔ ہمیں اپنے خروج کی وجہ بتلایئے۔ آپ نے حضرت علیؑ کا ساتھ دیکر لاالہ الااللہ پڑھنے والوں سے جنگ کی تھی۔* (۳۱) ابو ایوبؓ نے کہا

میں تم دونوں سے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ساتھ اس گھر میں رسول اللہ موجود تھے جس گھر میں تم دونوں اس وقت تشریف فرما ہو۔ حضرت علیؑ رسول اللہ کی دائیں جانب، میں بائیں جانب اور انسؓ رسول اللہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ گھر میں ہمارے سوا کوئی اور موجود نہ تھا کہ اتنے میں دق الباب ہوا۔ رسول اللہ نے انسؓ سے فرمایا عمارؓ کیلئے دروازہ کھول دو۔ عمارؓ نے داخل ہو کر رسول اللہ کو سلام کیا۔ رسول اللہ نے جواب دیا اور خوش آمدید کہا۔ آنحضرت نے فرمایا اے عمارؓ! عنقریب میرے بعد میری امت میں ناگفتہ بہ امور صادر ہونگے۔ آخر کار ان امور کی وجہ سے لوگوں میں تلوار چلے گی۔ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں گے۔ اے عمارؓ جب تم یہ حالات دیکھو تو میرے بائیں جانب بیٹھنے والے اصلع یعنی علیؑ کا ساتھ دینا۔ تمام لوگ ایک وادی میں چل رہے ہوں گے صرف علیؑ اکیلے وادی میں چل رہے ہوں گے۔ اے عمارؓ تم لوگوں کو چھوڑ دینا اور علی کی وادی میں چل پڑنا۔ علیؑ تم کو ہدایت سے الگ نہیں کرے گا اور نہ ہی تمہیں ہلاکت میں ڈالے گا۔ اے عمارؓ علیؑ کی اطاعت میری اطاعت اور میری اطاعت اللہ جل شانہ کی اطاعت ہے۔* (۳۲)

(۲۵) حدیث در بارہ مبغضین اہلبیت

ابو سعید حذریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو اہلبیت سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے۔* (۳۳)

ابو سعید حذریؓ ہی سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص میرے اہلبیت سے دشمنی رکھے گا خدا اس کو دوزخ میں سرنگوں کرے گا۔* (۳۴)

حضرت ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تم میرے اہلبیت کے ساتھ نیکی کرو ورنہ میں کل ان کیلئے جھگڑا کرونگا اور جس سے میں جھگڑوں گا اس سے خدا جھگڑے گا۔ جس سے خدا جھگڑے گا وہ آگ میں داخل ہوگا۔* (۳۵)

جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے ہم لوگوں سے خطبہ میں فرمایا اے لوگو!

جس نے میرے اہلبیت کو ناخوش کیا اللہ اس کو قیامت کے دن یہودی اٹھائے گا۔* (۳۶)

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا علیؑ سے منافق محبت نہیں کرتے اور مومن بغض نہیں رکھتے۔* (۳۷)

ترمذی میں ہے کہ لوگ منافقین کو علیؑ کی عداوت کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔* (۳۸)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی مابین رکن و مقام روزہ رکھے اور نمازیں پڑھتا رہے لیکن اہلبیت سے بغض لیکر اللہ کے سامنے جائے تو وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔* (۳۹)

عبداللہ بجلیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ کافر مرے گا اور جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔* (۴۰)

(۲۹) حدیث طیر:۔ پرندے کے گوشت کا واقعہ

انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ رکھا تھا۔ آپ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ تو میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تجھ کو اپنی مخلوق میں بہت پیارا ہو کہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے۔ اس دعا کے بعد آپ کی خدمت میں حضرت علیؑ حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ پرندے کا گوشت کھایا۔* (۴۱)

(۳۰) حدیث سرگوشی:۔ آنحضرت کا سرگوشی میں باتیں کرنا

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے جنگ طائف کے دن حضرت علیؑ کو بلا کر ان سے طویل سرگوشی کی۔ پس لوگوں نے کہا ان کو سرگوشی اپنے چچازاد بھائی سے بہت طویل ہو گئی ہے یہ بات حضرت تک پہنچی تو آپ نے فرمایا میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے کی۔* (۴۲)

(۳۱) محبت علیؑ جہنم سے بچنے کا پروانہ

رسول اللہ نے فرمایا کہ علی کی محبت جہنم سے بچنے کی سند ہے علیؑ کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔* (۴۳)

(۳۲) محبت علیؑ سرنامہ ایمان ہے

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے ہے۔* (۴۴)

(۳۳) علیؑ سے جنگ کرنے والا ظالم

حاکم اور بیہقی نے ابو الاسودؒ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ جمل میں زبیرؓ کو حضرت علیؓ کے خلاف میدان جنگ میں اترتے دیکھا۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا "اے زبیرؓ میں تم سے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ تم مجھ سے جنگ کروگے اور ظالم ہوگے" زبیرؓ نے کہاں ہاں میں نے رسول سے یہ سنا تھا مگر میں بھول گیا تھا۔ اب یاد آیا اس لئے آپ سے جنگ نہ کروں گا۔ یہ کہ کر زبیرؓ پلٹ گئے۔* (۴۵)

خصائص جو علاوہ اہلبیت دوسروں میں نہیں

(۱) صدقے وزکواۃ حرام ہونا:۔

اہل بیت اور ان کی اولاد پر صدقے وزکواۃ حرام ہے۔ امام نوری شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت اور ان کی اولاد پر زکواۃ حرام ہے۔ یہ حکم آنحضرت کے وجود کی برکت سے تمام بنی ہاشم پر عام ہے۔ امام مالک کا تو قول ہے کہ صدقہ نافلہ بھی آنحضرت اور ان کے اہل بیت پر حرام ہے کیونکہ یہ لوگ اہل تطہیرت ہیں۔ صدقہ آدمیوں کا میل ہے جس کا دینا اہلبیت کو درست نہیں۔ صدقہ دلالت کرتا ہے کہ دینے والے کی

عزت اور لینے والے کی ذلت پر بجائے اس کے اہلبیت کے لئے مال غنیمت میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ مقرر ہے۔یہی حکم نذر یعنی منت اور کفارہ کا بھی ہے۔ کشف الغمہ میں حضرت ابن عباس کا قول منقول ہے کہ آنحضرت اکثر صدقہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ آدمیوں کا میل ہے جو محمد و آل محمد کے لئے حلال نہیں۔یہی تحریم کا حکم آنحضرت اور اہلبیت کے موالی یعنی غلاموں کیلئے بھی ہے۔ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابو رفع غلامؓ نے آنحضرت سے آکر کہا کہ فلاں غلام جو صدقہ وصول کرنے پر مقرر ہے وہ مجھکو بلاتا ہے تاکہ میں اس کا مددگار مقرر ہو جاؤں اور وہ اس میں سے مجھکو کچھ دے۔ آنحضرت نے فرمایا صدقہ ہم پر حلال نہیں اور قوم کا غلام بھی اس میں شامل ہے۔

(۲) اہلبیت کا نسباً اشرف الناس اور حسباً افضل الخلق ہونا:۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت نے ان کو اپنے ساتھ مختص کر لیا جیسا کہ احادیث سابقہ سے ثابت ہو چکا ائمہ اہلبیت نے اس کی تصریح کی ہے کہ نکاح میں کوئی مخلوق اہلبیت کا کفو نہیں ہو سکتا یہ بھی آنحضرت کے خصائص میں ہے کہ نکاح کیلئے انکی اولاد کا کفو کوئی مخلوق نہیں ہو سکتا۔

(۳) اہلبیت کے سبب اور نسب کے سوا تمام سبب و نسب قیامت میں منقطع ہو جائیں گے۔

(۴) اہلبیت کیلئے اشرف کا لفظ استعمال ہونا:۔

اہلبیت کیلئے شروع زمانہ سے اشرف کا لفظ بولا جانے لگا۔ابتداء میں یہ لفظ بنی ہاشم کیلئے عام تھا پھر لفظ شرف حضرات حسنینؑ کی اولاد کیلئے مخصوص ہو گیا۔ دیگر مقامات پر علاوہ حجاز کے حضرات امام حسنؑ کی اولاد کیلئے لفظ شریف اور امام حسینؑ کی اولاد کیلئے سعید کا لفظ مخصوص ہو گیا۔یہ اصطلاح دونوں سے فرق بتانے کیلئے وضع کی گئی کہ کون حسنی ہے اور کون حسینی۔ ان اشراف کیلئے ملوک مصر نے سبز عمامہ مخصوص کر دیا تھا تاکہ شریف اور غیر شریف میں فرق ہو سکے۔

(۵) نقباء انہیں لوگوں میں مخصوص طور پر ہوتے ہیں:۔

نقابت سے مراد صیانت یعنی محافظت ہے امام ماوردی لکھتے ہیں کہ یہ نقباء اشراف گذشتہ زمانہ میں ہوا کرتے تھے۔

(۶) ان پر دوزخ حرام ہے:۔

اہلبیت کی ذریت سے اگر کوئی شخص مہتم بہ فسق ہوتا تو اس کی تعظیم و بزرگی برقرار رہتی اور اس کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جاتا کہ اس کے گناہ سب غیر مغضوب ہیں اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں سے درگزر کرنے والا ہے اور بتوفیق الٰہی ان کی توبہ قبل موت قبول ہونے والی ہے حدیث میں ہے کہ فاطمہؑ کی ذریت پر اللہ نے دوزخ حرام کر دی ہے۔یہ اکرام و تعظیم بوجوہ ان کی طہارت اور اعلیٰ نسبی کے ہے یہ دونوں خصوصیتیں صالح و طالح میں پائی جاتی ہیں۔ان میں سے کسی ایک کا فسق ان کو خاندان نبوت سے خارج نہیں کرتا یہ ادب و تعظیم خاندان نبوت کا کیا جاتا ہے۔

(۷) قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتصال:۔

اہلبیت اور ان کی ذریت کے اسباب کا اتصال قیامت میں آنحضرت کے ساتھ ہوگا۔اس اتصال سے وہ نفع حاصل کریں گے اور یہ جو کلام مجید میں ہے کہ آج کے روز کسی کے انساب باقی نہ رہیں گے۔یہ اوروں کیلئے ہے۔آنحضرت کے اہلبیت اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(۸) زمین والوں کیلئے امن:۔

اہلبیت کا وجود زمین والوں کیلئے امان کہا گیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ستارے آسمان والوں کیلئے امان ہیں اور میرے اہلبیت زمین والوں کیلئے امان ہیں۔

(۹) یہی حضرات پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۱۰) جناب فاطمہؑ کی اولاد آنحضرت کی اولاد:۔

جناب فاطمہؑ کی اولاد آنحضرت کی اولاد کہی جاتی ہے آنحضرت کا ارشاد ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے ہر نبی کی خدمت اس کے صلب سے ظاہر کی اور میری ذریت کو علی ابن ابی طالبؑ کی صلب سے ظاہر کیا یہ خصوصیت صرف جناب فاطمہؑ کی اولاد کیلئے ہے۔ (صواعق محرقہ)

(۱۱) طاہر ہونا:۔

اہلبیت کے سوا اور کسی مرد یا عورت کو جنابت یا حیض کی حالت میں مسجد نبوی میں آنا جانا جائز نہیں اس سلسلہ میں بیہقی کی حدیث بروایت ام سلمہؓ مرقوم ہو چکی ہے۔

(۱۲) امامت دوازدہ امام میں منحصر ہے:۔

اہلبیت میں دوازدہ امام میں امامت منحصر ہے جیسا کہ جابر ابن سمرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ امر رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفہ ہوں گے جو سب قریش سے ہوں گے اور مدد کرینگے حجازی اور مسلم نے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے۔ مسلم کی ایک روایت بھی ہے کہ یہ امر نہیں گذرے گا جب تک کہ اس میں بارہ خلیفہ نہیں گذریں گے اسی کی ایک اور روایت ہے کہ اسلام ہمیشہ عزیز و بلند رہے گا جبتک کہ بارہ خلیفہ رہیں گے۔ البزار کی روایت میں بھی یہی ہے کہ ہمیشہ میری امت کا نام قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفہ رہیں گے۔ المعجم کبیر طبرانی و مسند عبداللہ ابن مسعود میں مسروق سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ابن مسعود کیا آپ لوگوں کو نبی کریم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے ابن مسعود کہنے لگے کہ ہاں مثل بنی اسرائیل کے نقبا کی تعداد کے۔ اخطب خوارزم، مناقب میں اور سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ میں حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت کی خدمت میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ۔ حضرت امام حسینؑ آنحضرت کے زانو پر بیٹھے ہیں اور حضرت ان کی آنکھوں اور منھ کو چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے۔ تو امام ہے اور امام کا بیٹا ہے۔ تو حجت ہے اور حجت کا بیٹا ہے۔ اور تو نو حجتوں کا باپ ہے۔ نواں ان کا قائم آل محمد یعنی مہدی ہے۔

حوالجات حصہ سوئم

(۱) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۲

(۲) صحیح مسلم۔ باب المناقب

(۳) جامع الصحیح ترمذی۔ باب المناقب صفحہ ۲۱۴ تا ۲۲۴

(۴) خصائص نسائی۔ صفحہ ۴۴، ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ تا ۲۴۷

(۵) (۶) مودۃ القربیٰ صفحہ ۲۹

(۷) (۸) اصواعق محرقہ صفحہ ۱۱۲۱

(۹) ترمذی باب المناقب صفحہ ۲۱۴ تا ۲۲۴

(۱۰) ینابیع المودۃ صفحہ ۳۰۸

(۱۱) صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۴

(۱۲) (۱۳) مودۃ القربیٰ صفحہ ۹۳

(۱۴) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۵۱ اور ۲۹۳

(۱۵) ینابیع المودۃ صفحہ ۳۰۲

(۱۶) ینابیع المودۃ صفحہ ۳۰۲ اور ۳۰۹

(۱۷) احیاء المیت، صفحہ ۴۶

(۱۸) ریاض النضرہ باب چہارم، صفحہ ۱۳۹، صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۹

(۱۹) مودۃ القربیٰ، صفحہ ۳۴۰

(۲۰) مودۃ القربیٰ، صفحہ ۷۷ اور ۹۸

(۲۱) ریاض النضرہ باب چہارم، صفحہ ۱۰

(۲۲) (۲۳) مودۃ القربیٰ، صفحہ ۵۸

(۲۴) ریاض النضرہ باب چہارم، صفحہ ۳۸

(۲۵)(۲۶)(۲۷) احیاء المیت صفحہ ۳۷۔ ۴۰، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۴۷
مودۃ القربیٰ صفحہ ۳۳، ۵۲، ینابیع المودۃ صفحہ ۸۰ تا ۸۲، ۱۴۰، ۱۹۰

(۲۸) مودۃ القربیٰ صفحہ ۹۰

(۲۹) جامع الصحیح ترمذی - باب المناقب صفحہ ۷۱

(۳۰) ریاض النضرہ - باب چہارم، صفحہ ۱۰۳

(۳۱) یہ جنگ جمل کی طرف اشارہ ہے۔

(۳۲) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۹۹، مودۃ القربیٰ صفحہ ۵۶

(۳۳) مودۃ القربیٰ صفحہ ۳۶، ینابیع المودۃ صفحہ ۳۱۰، تذکرہ الخواص والائمہ صفحہ ۵۵

(۳۴) احیاء المیت صفحہ ۴۲

(۳۵) ینابیع المودۃ صفحہ ۳۱۰

(۳۶) احیاء المیت صفحہ ۴۱۲

(۳۷) مشکوۃ شریف صفحہ ۱۰۷۸

(۳۸) جامع ترمذی حصہ اول صفحہ ۷۱، تذکرہ الخواص والائمہ صفحہ ۵۵، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۱، مودۃ القربیٰ صفحہ ۳۷، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۴۷

(۳۹) ینابیع المودۃ صفحہ ۳۱۰

(۴۰) مودۃ القربیٰ صفحہ ۱۰۰

(۴۱) جامع الصحیح ترمذی ۴۱۱، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۴، تذکرہ الخواص والائمہ صفحہ ۶۷، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۹، مودۃ القربیٰ صفحہ ۳۷

(۴۲) تذکرہ الخواص والائمہ صفحہ ۷۰، مشکوۃ شریف صفحہ ۱۰۷۸، مودۃ القربیٰ صفحہ ۲۰، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۴۰

(۴۳) مودۃ القربیٰ صفحہ ۵۳

(۴۴) مواعق محرقہ صفحہ ۱۲۳، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۳۴

(۴۵) صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۷

فضائل مرتضوی

سبط ابن الجوزی تذکرۃ خواص الاء میں لکھتے ہیں کہ مجاہد کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا سبحان اللہ جناب امیرؑ کے فضائل کسقدر زائد ہیں میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہوں گے۔ ابن عباسؓ نے کہا تین ہزار تو کیا تیس ہزار ہونگے۔ پھر کہنے لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی ہو جائیں اور انسان لکھنے والے اور اجناء حساب کرنے والے ہوں تو بھی علیؑ کے فضائل کو شمار نہ کر سکیں۔ * (۱)

معاویہ ابن ابی سفیانؓ نے خرارؓ ابن الازر اسدی سے حضرت علیؑ کے اوصاف بیان کرنے کی فرمائش کی خرار کہنے لگے اے امیر مجھے معاف رکھیں۔ معاویہ کہنے لگے کہ تمہیں ان کے اوصاف ضرور بیان کرنے ہوں گے۔ خرارؓ نے کہا آپ مجھے مجبور کرتے ہیں تو سنئیے۔ واللہ وہ نہایت قوی اور بلند حوصلہ تھے۔ فیصلہ کی بات کہتے عادلانہ فیصلے کرتے۔ علم کا دریا ان کے دل میں موجزن تھا۔ حکمت کا دریا ان کی زبان سے جوش زن ہوتا۔ وہ دنیا کی روشنیوں سے گریز کرتے۔ اندھیری رات کی وحشت سے مانوس ہوتے نہایت رونے والے اور بہت غور و فکر کرنے والے تھے حقیر لباس اور موٹا اناج پسند تھا ہم میں بالکل ہماری طرف ہی رہتے جب ہم سوال کرتے تو جواب دیتے جب انتظار کی درخواست کرتے تو انتظار کرتے باوجودیکہ وہ ہم کو اپنے قریب کر لیتے اور خود بھی ہم سے قریب ہو جاتے لیکن خدا کی قسم ہے ان کی ہیبت سے گفتگو نہ کر سکتے۔ وہ اہل دین کی عزت کرتے غریبوں کو اپنا مقرب بناتے قوی کو اس کے باطل میں حرص کرنے کا موقع نہ دیتے ان کے انصاف سے ضعیف ناامید نہ ہوتا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ان کو بعض معرکوں میں دیکھا کہ رات گذر چکی ہے ستارے ڈوب چکے ہیں اور وہ اپنی ریش مبارک پکڑے ہوئے اسطرح مضطرب ہیں جس طرح سانپ کا ڈسا ہوا مضطرب ہو۔ غمگین آدمی کی طرح روتے اور کہتے اے دنیا! مجھکو فریب نہ دے۔ دوسرے کو دے تو مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہے میں نے تجھ کو تین طلاقیں دی ہیں جن سے رجعت نہیں

ہو سکتی ۔ تیری عمر اور حلم اور تیرا مقصد حقیر ہے ۔ افسوس زاد راہ کم اور سفر دور دراز درپیش ہے ۔ اور راستہ وحشت خیز ہے معاویہ یہ سن کر رونے لگے اور کہنے لگے خدا ابوالحسنؑ پر رحم کرے ۔ بخدا وہ ایسے ہی تھے ۔ اے ضرارؓ ان کے انتقال سے تم کو کیا رنج ہوا ۔ ضرارؓ کہنے لگے جیسے کسی عورت کی گود میں اس کا بچہ ذبح کیا جائے ۔ * (۲)

باب اول

فضائل کی قسمیں

فضائل تین قسم کے ہوا کرتے ہیں :۔

(۱) خلاق حسنہ :۔

ان کا تعلق انسان کے نفس ناطقہ سے ہوتا ہے اور یہی اس کو درجہ بہیمیت سے نکال کر مرتبہ ملکوتیت پر فائز کرتے ہیں ۔

(۲) داخلی فضائل :۔

ان سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم سے ہوتا ہے جیسے حسن وخوبصورتی ، جسم کا معتدل ہونا ، قوت بدن وغیرہ وغیرہ ۔

(۳) خارجی :۔

ان سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے ساتھ قدرتی ہوتا ہے جیسے حسب ونسب کا کھرا پن ، قرابت کا اعلیٰ ہونا وغیرہ انہیں تین طریق پر حضرت علیؑ کے فضائل کو دیکھنا ہوگا ۔ چنانچہ ان کو الگ الگ اپنی اپنی جگہوں پر بیان کیا جاتا ہے ۔

علوم مرتضوی

حضرت علیؑ کو علم میں حضرت آدمؑ سے مشابہت حاصل ہے ۔ حضرت آدمؑ کے بارے میں جناب باری نے ارشاد فرمایا و علم ان صر الا سماء کلھا فلنیات بھذا الباب حضرت علی کے بارے میں آنحضرت نے ارشاد فرمایا انا مدینۃ العلم و

علی بابھا ممن ار ادالعلم فلیات بھذا الباب یعنی میں شہر علم ہوں اور علیؑ باب العلم ہیں جو شخص علم حاصل کرنا چاہے وہ اس دروازے سے داخل ہو ۔ گویا آنحضرت نے حصول علم کے لئے جناب علی مرتضیٰ کے توسط کو لازمی قرار دیا ہے ۔ * (۳)

ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے کہا خدا کی قسم علیؑ ہدایت کا علم ، کائنات کی کان ، عقل کا بلند پہاڑ ، دانائی کی قرارگاہ ، سخاوت کا سرچشمہ ، علم کا آخری مقام تاریکی میں روشن منور ، حجت عظمیٰ کی طرف بلانے والے اور مضبوط رسی پکڑنے والے ہیں ۔ * (۴)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دس میں نو حصے علم کے حضرت علیؑ کو عطا ہوئے ۔ خدا کی قسم وہ دسویں حصہ میں بھی شریک ہیں ۔ * (۵)

سلمان فارسیؓ نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا میرے بعد میری امت میں سب سے زیادہ علم والے حضرت علیؑ ہیں ۔ * (۶)

عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا اے لوگو قبل اس کے کہ تم مجھے کھو بیٹھو ، جو پوچھنا چاہتے ہو ابھی سے پوچھ لو کیونکہ میرے بعد کوئی نہ ملے گا جس سے تم سوال کر سکو ۔ * (۷)

علم قران

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی نہ صرف پورا کلام مجید حفظ کر لیا تھا بلکہ اس کی ایک ایک آیت کے معنی اور شان نزول سے بھی واقف تھے ۔ آپ کو معلوم تھا کہ کون سی آیت مدنی تھی کون سی مکی ۔ کون صبح نازل ہوئی کون سی دوپہر کون سی شام کون سی حجر میں کون سی سفر میں ۔ کون سی غزوہ میں کون سی صلح کے وقت ۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قران پاک حفظ کیا اور آنحضرت کے حضور پیش کیا ۔ * (۸)

طبقات ابن سعد و تاریخ عساکر میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جس کے متعلق میں نہ جانتا ہوں کہ یہ کہاں اور کیوں

اور کس کے حق میں نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے مجھے عقل کامل ولسان ناطق عطا فرمائی۔* (۹)

ابو طفیل عامر ابن واثلہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کے حضور میں حاضر ہوا۔ وہ فرمارہے تھے کہ مجھ سے دریافت کرو خدا کی قسم تم لوگ بات مجھ سے دریافت کروگے میں تم کو اس سے مطلع کرونگا۔ مجھ سے کتاب کے بارے میں پوچھو۔ بخدا کوئی ایسی آیت نہیں ہے جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو کہ یہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں زمین ہموار میں یا پہاڑ پر۔* (۱۰)

عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ کلام مجید سات حرفوں پر نازل ہوا اور کوئی حرف ایسا نہیں ہے جس کے لئے ظاہر و باطن نہ ہو۔ اس کا ظاہر و باطن در حقیقت حضرت علیؑ کے پاس ہے۔* (۱۱)

حضرت علیؑ کو کلام مجید سے اجتہاد اور مسائل کے استنباط میں مہارت حاصل تھی چنانچہ تحکم کے مسئلہ میں جب خوارج نے آپ پر اعتراض کیا کہ فیصلہ کا حق سوا خدا اور کسی کو نہیں ان الحکم الا للہ تو آپ نے تمام حفاظ اور واقف کاران قران پاک کو جمع کیا اور فرمایا کہ ذوج وزوجہ میں جب اختلاف رائے ہوجائے تو حکم بنانے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے ان خفتھم شتاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ حکما من اھلھا۔ چنانچہ امت محمدیہ میں جب اختلاف رائے ہوجائے تو حکم بنانا جائز نہ ہو۔ اس کے کیا معنیٰ؟ کیا تمام امت محمدیہ کی حیثیت ایک مرد و ایک عورت سے بھی خدا کی نگاہ میں کم ہے؟* (۱۲)

بروایت ابو عمر عثمان مرقوم ہے کہ جناب علیؑ نے سب سے پہلے سورہ خلق لکھی پھر سورہ مدثر پھر مزمل پھر تبت یدا پھر تکویر پھر اسی طرح تمام مکی صورتیں پہلے تھیں اس کے بعد مدنی صورتیں تھیں۔* (۱۳)

علم توریت وزبور وانجیل

حضرت علیؑ مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے مسند بچھائی جائے اور میں اس

پر بیٹھوں تو اہل توراۃ کیلئے ان کی توراۃ سے، اہل زبور کیلئے ان کی زبور سے، اہل انجیل کیلئے ان کی انجیل سے اور اہل قران کیلئے ان کے قران سے حکم دے سکتا ہوں۔* (۱۴)

اخبغ ابن نباتہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک یہودی نے آکر پوچھا کہ ہمارا رب کب سے تھا۔ لوگ اسے مارنے کیلئے اٹھے۔ آپ نے روکا پھر اس سے فرمانے لگے جو کچھ میں کہوں اسے یاد رکھنا اور اپنی توریت میں جاکر دیکھ لینا۔ آپ نے فرمایا تو کہتا ہے کہ ہمارا رب کب سے تھا۔ تو کیا تیرے خیال میں وہ نہیں تھا پھر ہوگیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا۔ بلا کیف و بلا کسی ثبوت کے ثابت تھا اور بعد سے بعد تک رہے گا۔ ہمیشہ بلا کیف و بلا غایت اور بلا انتہا رہے گا اس کی طرف غایات کا انقطاع اس کے علاوہ ہوجاتا ہے۔ وہی ہر غایت کی غایت ہے۔ یہ سن کر وہ یہودی رونے لگا اور کہنے لگا واللہ اے امیرالمومنین توریت میں حرف بحرف اسی طرح ہے۔ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔* (۱۵)

علم تفسیر

سعید ابن جبیرؓ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم کو علی سے کوئی بات معلوم ہوجاتی ہے تو پھر اور کسی سے دریافت نہیں کرتے۔ ایک رات ہم لوگوں سے حضرت علی نقطہ باء بسم اللہ الرحمن الرحیم کی شرح فرمانے لگے تو صبح ہوگئی۔* (۱۶)

درالمنظم میں ہے کہ تمام اسرار کتب سماویہ قرآن میں ہیں۔ اور جو کچھ قرآن میں ہے وہ سورہ فاتحہ میں ہے اور جو کچھ سورہ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ باء بسم اللہ میں ہے۔ اور جو کچھ باء بسم اللہ میں ہے وہ نقطہ باء میں ہے اور حضرت علی کا قول ہے

"میں وہ نقطہ ہوں جو باء کے نیچے ہے۔ ایک نقطہ ہے ناواقفوں نے اس کو بڑھادیا اور الف یکتائی ہے جس کو راسخین نے پہچانا۔ غیبی اسرار مجھ سے پوچھو۔ میں انبیاء و

مرسلین کے علوم کا وارث ہوں اور میں قرآن ناطق ہوں ۔* (۱۷)

اللہ تعالیٰ کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے ۔ دلو ن قرانا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتی (سورہ رعد) (ترجمہ: اور اگرچہ کوئی قرآن ہوتا کہ چلائے جاتے اس کے ساتھ پہار یا کاٹی جاتی اس کے ساتھ زمین یا بلوائے جاتے اس کے ساتھ مردے)۔

علم قراءت

تمام ارباب اس پر متفق ہیں کہ حضرت علیؑ نے آنحضرت کے عہد مبارک میں تمام کلام مجید حفظ کر کے آنحضرت کو سنایا ۔ تمام آئمہ قراءت مثلاً ابو عمر بن العلاء، عاصم ابن ابی ہجود وغیرہ ابو عبدالرحمن قاری کے شاگرد تھے جو خود حضرت علیؑ کے شاگرد تھے اور انہیں سے سند لیتے تھے ۔

کمال الدین محمد ابن طلحہ لکھتے ہیں کہ علم قراءت میں عاصم ابن ابی ہجود امام مانے جاتے ہیں جن سے دنیا میں قرأت بہت پھیلی ۔ یہ خود ابو عبدالرحمن سلمی کے شاگرد تھے ۔ جبکہ ابو عبدالرحمن حضرت علیؑ کے شاگرد تھے ۔ اس طرح عاصم آنجناب کے شاگرد در شاگرد ٹھہرے ۔(۱۸)

شیخ القراء ابو عبدالرحمن سلمی کا قول ہے کہ میں نے حضرت علیؑ سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا ۔(۱۹)

علم حدیث

جناب امیر المومنین نے تقریباً تیس سال آغوش نبوی میں تعلیم پائی اور عمر کا بیشتر حصہ رفاقت نبوی میں بسر کیا ۔ اس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ احکام و فرائض ارشادات نبوی کا ان سے زیادہ واقف کار کوئی نہیں ہو سکتا ۔ آنحضرت کی وفات کے بعد تقریباً تیس سال تک مسند ارشاد و ہدایت پر جلوہ گر رہے ۔ یعنی خلفائے سابقین کے وقت میں بھی یہ خدمت آپ کے سپرد رہی ۔ اور ان کے بعد جب خود مسند خلافت ظاہری پر معمور ہوئے تب بھی یہ فیض جاری رہا ۔ اس لئے تمام خلفاء میں احادیث کی

روایت کا حق آپ کو سب سے زیادہ ہے اور اس لئے خلفاء سابقین کے مقابلے میں آپ کی روایتوں کی تعداد زیادہ ہے ۔ تاہم اس بنا پر کہ احادیث کی روایت میں آپ دیگر خلفاء و اکابر صحابہ کی طرح محتاط اور متشدد تھے ۔ عام کثیر الروایت صحابہ کے مقابلہ میں آپ کی روایتیں ضرور بہت کم ہیں ۔(۲۰)

شیخ جمال الدین عزی تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں کہ محمد ابن موسیٰ الجرشی نے بیان کیا کہ ہم سے ثمامہ بن عبیدی نے کہا ۔۔۔۔۔ کہ ہم نے عطیہ ابن محارب سے نقل کیا کہ یونس ابن عبید کہتے تھے کہ میں نے حسن بصریؒ سے کہا اے ابو سعید تم ہمیشہ یہی کہتے ہو کہ "آنحضرت فرماتے تھے" حالانکہ تم نے آنحضرت کو نہیں دیکھا ہے ۔ حسن بصری نے کہا تو نے مجھ سے اس وقت ایسی بات پوچھی جو اب تک کسی نے نہیں پوچھی ۔ اگر تیری قدر و منزلت میرے نزدیک نہ ہوتی تو میں ہرگز تجھ سے بیان نہ کرتا ۔ تو دیکھتا ہے کہ میں کس زمانہ میں ہوں (یہ حجاج کی آمارت کا زمانہ تھا) تو جو مجھ سے قال رسول اللہ سنتا ہے اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ میں نے اس حدیث کو حضرت علیؑ سے سنا ہے ۔ چونکہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ حضرت علیؑ کا ذکر نہیں کر سکتا اس لئے قال رسول اللہ کہتا ہوں ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حضرت علیؑ کی تمام احادیث پر ایک اجمالی نظر ڈال کر یہ لکھا ہے کہ آنحضرت کے حلیہ اقدس، نماز و مناجات و نوافل کے متعلق سب سے زیادہ روایتیں حضرت علیؑ ہی سے مروی ہیں ۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر وقت رفاقت نبوی میں رہتے تھے اور ان کو عبادتوں سے خاص شغف تھا ۔(۲۱)

علم فقہ و اجتہاد

حضرت علیؑ کو فقہ اور اجتہاد میں بھی کامل قدرت حاصل تھی ۔ ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ جن پر فقہ اہلسنت کا دارومدار ہے ان کے سلسلے حضرت علیؑ پر منتہی ہوتے ہیں ۔

امام ابو حنیفہ نے علم فقہ حضرت امام محمد باقر اور ان کے فرزند امام جعفر صادقؑ

سے حاصل کیا۔ خود امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ میں دو سال امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا۔

امام مالک خود ربیعہ وائی کے شاگرد تھے جن کے استاد عکرمہ مولیٰ تھے۔ عکرمہ مولیٰ کے استاد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ تھے اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ حضرت علیؑ کے شاگرد تھے۔ اس لئے امام مالکؒ کا سلسلہ بھی حضرت علیؑ تک پہونچتا ہے۔

امام شافعیؒ کے فقہ میں دو سلسلے ہیں۔ ایک سلسلہ سے تو وہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں شمار ہوئے جن کی منتہی حضرت علیؑ پر ختم ہوتی ہے۔ دوسرا سلسلہ امام مالک کے واسطہ سے ہے جن کی انتہا بھی حضرت علیؑ ہیں۔

امام احمد بن حنبل خود امام شافعی کے شاگرد تھے جن کا سلسلہ استادی حضرت علیؑ پر ختم ہوتا ہے۔

ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ ہم صحابہ کا قول تھا کہ تمام مدینہ والوں میں صحیح فیصلہ کرنے والے علیؑ ہیں۔ (۲۲)

حضرت علیؑ کا اگرچہ بیشتر حصہ مدینہ میں گذرا لیکن آپ کا زمانہ خلافت ظاہری کوفہ میں گذرا اور احکامات و مقدمات کے فیصلوں کا موقعہ زیادہ تر وہیں پیش آیا۔ اس لئے مسائل واجتہادات کی اشاعت زیادہ تر عراق میں ہوئی۔ (۲۳)

فقہ اور اجتہاد کیلئے کتاب و سنت کے علم کے ساتھ سرعت فہم، دقیقہ سنجی، انتقال ذہنی اور کثرت معلومات کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت علیؑ کو یہ دولت خداداد بدرجہ اتم حاصل تھی۔ مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ پیش آتا تھا مگر حضرت علیؑ اس کی تہ کو بہ آسانی پہونچ جاتے اور صحیح جواب دیتے تھے۔ فقہی مسائل میں وسعت نظری کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جو بات آپ نہیں جانتے تھے اس کو آنحضرت سے دریافت کر لیتے تھے۔

علم فرائض

حضرت عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں میں حضرت

علیؑ سب سے زیادہ علم فرائض کے جاننے والے تھے۔ (۲۴)

مغیرہؓ بن شعبہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں حضرت علیؑ سے زیادہ قوی قول کا کوئی شخص نہیں تھا۔ (۲۵)

علم ہیئت وریاضی

ایک مرتبہ لوگوں میں حضرت علیؑ کے سامنے احرام مصری کی تاریخ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ کوئی صحیح بات بیان نہ کر پایا۔ حضرت علیؑ نے دریافت کیا کہ کیا انپر کوئی تصویر بنی ہوئی ہے۔ ایک نے عرض کیا کہ ہاں ان پر ایک چیل کی تصویر ہے جس کے پنجے میں بھی خرچنگ دبا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ احرام اسوقت تعمیر ہوئے جبکہ نسر طائر برج سرطان میں تھا۔ نسر دو ہزار سال میں ایک برج کو طے کرتا ہے آجکل وہ برج جدی میں ہے اس حساب سے احرام کی تعمیر کو بارہ ہزار سال ہوئے۔ (۲۶)

علم کلام

تفسیر وحدیث کے بعد علم کلام کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ کیونکہ اس میں توحید، نبوت اور معاد سے بحث ہوتی ہے اور قضا و قدر کے اسرار بیان کئے جاتے ہیں۔ اس کے نکات جسقدر حضرت علیؑ کے خطبات میں موجود ہیں کسی اور کے کلام میں نہیں ملتے۔ امام فخرالدین رازی اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں کہ متکلمین کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت علیؑ پر منتہی ہوتے ہیں۔

پہلا فرقہ معتزلہ کا ہے جس کے بانی واصل بن عطا تھے انہوں نے اس علم کی تعلیم ہاشم بن عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ سے پائی۔ اور ابو الہاشم نے اپنے والد عبداللہ سے اور انہوں نے اپنے والد محمد بن حنفیہ سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت علیؑ سے حاصل کی۔

دوسرا فرقہ اشعریہ کہلاتا ہے۔ یہ امام ابو الحسن علی بن ابی بشر اشعری کی طرف منسوب ہے۔ امام ابو الحسن خود ابو علی جبائی کے شاگرد تھے۔ جو مشائخ فرقہ معتزلہ سے تھے۔ لہذا یہ بھی معتزلہ کی طرف منسوب ہوتا ہوا حضرت علیؑ کی طرف منتہی ہوتا ہے۔

تیسرا فرقہ زیدیہ کا ہے جو دراصل امامیہ کی شاخ ہے اور امامیہ کا انتساب حضرت علیؑ کی طرف ظاہر ہے۔

چوتھا فرقہ خوارج کا ہے جو حضرت علیؑ کے سخت دشمن تھے لیکن تاریخ بتلاتی ہے کہ خوارج کے اکابروہی لوگ تھے جو ابتداً حضرت علیؑ ہی سے تعلیم پاتے رہے۔(۲۷) ذیل میں جناب علیؑ مرتضیٰ کے ایک خطبہ کا ترجمہ توحید کے بیان میں نقل کیا جاتا ہے۔(۲۸)

"حمد و سپاس کا سزاوار وہ ہے کہ قوت نطق و کلام رکھنے والی تمام ہستیاں اس کی مدح وثنا سے عاجزو درماندہ ہیں۔ جس کی نعمتوں کو شمار کرنے والے گننے سے قاصر ہیں اور جس کا حق نعمت کوشش کرنے والے ادا نہیں کر سکتے۔ وہ خدا کہ جس کی حقیقت بلند ہمتوں کے ادراک سے ماورا ہے۔ جس تک فکر کی گہرائیاں پہنچنے سے قاصر ہیں۔ جس کے صفات کی کوئی حد نہیں، نہ کوئی ایسی نعمت ہے جو صفات خداوندی بیان کر سکے، نہ کوئی ایسا وقت جس کا شمار ممکن ہو نہ کوئی ایسی مدت دراز جو منتہی ہو۔ اس نے خلائق کو اپنی قدرت سے اور اختیار سے پیدا کیا اور ہواؤں کو اپنی رحمت اور مہربانی سے پھیلایا اور متحرک ولرزاں زمین کو سنگ ہائے بزرگ (پہاڑوں) سے میخوب کیا اور مستحکم واستوار فرمایا۔

دین کی پہلی بنیاد خدا کی معرفت ہے۔ اور معرفت کا کمال اس کی تصدیق ہے اور کمال تصدیق توحید ہے۔ اور کمال توحید اس کو ہر چیز سے برتر ماننا ہے اور کمال اخلاص صفات کی ذات سے نفی ہے۔ کیونکہ ہر صفت غیر موصوف ہے اور ہر موصوف غیر صفت ہے۔ جس نے اس کی توصیف میں ذات کو صفت سے ملایا اس نے گویا ذات الٰہی میں دوئی پیدا کی۔ اور جس نے دوئی پیدا کی اس نے گویا اس کی ذات میں تقسیم مانی اور جس نے ذات الٰہی میں تقسیم مانی وہ نادان

ہے۔ اور جس نے نادانی کی اس نے خدا کی طرف اشارہ کیا اور جس نے اشارہ کیا اس نے اسے محدود کر دیا۔ اور جس نے پوچھا کہ خدا کس چیز میں ہے اس نے گویا اسے کسی چیز کے ضمن میں قرار دیا اور جس نے سوال کیا کہ وہ کس چیز پر ہے تو اس نے دوسرے مقام کو اس سے خالی تسلیم کر لیا۔

خداوند تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہے مگر حادث اور نوپید نہیں۔ وہ موجود ہے مگر اس کی ہستی عدم و نیستی کے بعد نہیں وہ ہر چیز کے ساتھ ہے لیکن بطور ہمسر نہیں۔ وہ ہر چیز سے الگ ہے لیکن اس سے کنارہ کش نہیں وہ ہر چیز کا فاعل ہے لیکن اس کا فعل حرکات وآلات کا نتیجہ نہیں۔ وہ بصیر ہے جب اس کی مخلوق نہ تھی وہ منفرد ہے کیونکہ اس کا کوئی ایسا ساتھی نہیں جس سے وہ اپنا جی بہلائے اور جس کے نہ ہونے سے اسے الجھن ہو۔ اس نے دنیا کو پیدا کیا اور پہلے پہل بنایا۔ بغیر اس کے کہ فکر و کلام میں لاتا یا تجربہ سے فائدہ اٹھاتا اور نہ اپنے نفس میں کوئی حرکت پیدا کی نہ پہلے سے کوئی اہتمام کیا کہ جس کے لئے بے چین رہا ہو۔ وہ چیزوں کو ٹھیک وقت پر عدم و نیستی سے وجود کی طرف لایا اور گوناگوں چیزوں میں موافقت اور سازگاری پیدا کی اور ہر چیز کو اسکی طبیعت اور مزاج عطا کیا اور طبائع کے لئے شکل و صورت معین کی۔ وہ ان کی ابتداء اور آغاز سے پہلے ان سے واقف تھا اس کا علم ان کے حدود اور انتہا کو محیط تھا ان کی حالت اور پوشیدہ کیفیت سے آگاہ تھا۔

پھر خدائے بزرگ و برتر نے زمین و آسمان کے درمیان اور فضاء اطراف میں اور گوشوں میں شگاف اور آسمان سے ملی ہوئی ہوا پیدا کی۔ اس میں تلاطم پانی جاری کیا جس کی موجیں بڑھ بڑھ کر بلند ہو رہی تھیں۔ اس پانی کو باد تند کی پیٹھ پر سوار کیا جو ہر چیز کو متزلزل

کئے دیتی ہے ۔ ہوا کو حکم دیا کہ وہ پانی کو گرنے سے روکے اور اسے پانی کے زور پر مسلط کر دیا اور اسی ہوا نے پانی کی حد بندی کر دی ۔ ہوا کا دامن دور تک پھیلا دیا ۔ اور پانی اس کے اوپر اچھل رہا تھا ۔ پھر خدا نے ایک ایسی ہوا چلائی جو خشک تھی اور اسے پانی کے ساتھ ساتھ کر دیا ۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی ۔ خدا نے ہوا کو حکم دیا کہ اس پانی کو حرکت دیتی رہے اور موجوں کو ابھار کر اوپر کی طرف پھینک دے ۔ ہوا نے اس پانی کو اسطرح متھا جیسے مشک میں دودھ متھا جاتا ہے اور فضاء میں بڑی تیزی سے دوڑ گئی ۔ یہ پانی کے نچلے حصہ کو اوپر کی طرف پلٹانے لگی اور ساکن کو متحرک سے ملانے لگی ۔ یہاں تک کہ پانی کی چوٹی بلند ہو گئی اور تہ بہ تہ پانی پر پھین اٹھ آیا ۔ پھر اس پانی کو شگاف دی ہوئی اور کشادہ فضاء میں بلند کیا جس سے سات آسمان بنائے ۔ آسمان زیریں کو ایک جمی ہوئی اور رکی ہوئی موج قرار دیا اور آسمان بالا کو ایک محفوظ چھت اور بنائے مرفوع بنا دیا ۔ آسمان کو بغیر کسی ستون کے روکے اور بغیر میخ کے اپنی جگہ پر قائم رکھا ۔ پھر خدائے بزرگ و برتر نے اس آسمان کو چمکتے ہوئے ستاروں اور دمکتے ہوئے تاروں سے مزین کیا اور اس میں چراغ نور افشاں یعنی خورشید و ماہ درخشاں کو رواں دواں کیا ۔ یہ ساری چیزیں گھومتے ہوئے آسمان رواں دواں چھت اور فلک متحرک میں تھیں ۔

پھر خدا نے بلند آسمانوں کے بیچ میں شگاف دیا اور ان خلاؤں کو فرشتوں کی مختلف قسموں سے پر کر دیا ۔ کچھ حالت سجدہ میں ہیں ، رکوع نہیں کرتے اور کچھ مصرف رکوع ہیں اور کھڑے نہیں ہوتے ان میں ایک گروہ صف بستہ کھڑا ہے جو اپنی جگہ سے ہلتا تک نہیں کچھ وہ فرشتے ہیں جو کہ تسبیح خوانی میں مصروف ہیں مگر ذرا نہیں تھکتے ۔ نہ ان پر آنکھوں کی نیند چھاتی ہے نہ عقلوں کی بھول کا غلبہ ہوتا ہے ۔ نہ بدنوں کی سستی طاری ہوتی ہے ۔ نہ بھول چوک کی غفلت کا اثر طاری ہوتا ہے ان ہی فرشتوں میں ایک وہ ہیں ۔ جو خداوند کی وحی کے امین ہیں ۔ اس کے پیغمبروں اور رسولوں کے پاس پیغامبر بن کر اور احکام و فرامین الہی لیکر آتے جاتے ہیں اور ان ہی میں ایک قسم ان فرشتوں کی بھی ہے جو اس کے بندوں کے نگہبان ہیں اور ان کی جنتوں کے دربان ہیں ۔ ان میں بعض ایسے فرشتے ہیں کہ جن کے قدم زمین کے طبقات زیریں میں گڑے ہوئے اور گردنیں بلند و بالا آسمان سے نکلی ہوئی اور ان کے اجسام اطراف عالم سے نکلے ہوئے ہیں اور عرش الہی کے پایہ سے ان کے کاندھے ملے ہوئے ہیں اور ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہیں اور عرش کے نیچے اپنے پروں سے لپٹے ہوئے ہیں ان کے اور دوسرے ملائکہ کے درمیان حجاب ہائے عزت و پردہ ہائے قدرت پڑے ہوئے ہیں ۔ یہ فرشتے اپنے رب کا تصور صورت کشی سے نہیں کرتے نہ اوصاف خلائق کو اس کے اوپر جاری کرتے ہیں ۔ نہ اسے کسی مکان میں محدود کرتے ہیں اور نہ امثال و نظائر سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں"

علم الجفر والجامعہ

شیخ عبدالرحمن بسطامی رسالہ درۃ المعارف میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام الاولیاء علیٰ مرتضیٰ علم اسرار و حروف میں آنحضرت کے وارث ہیں ۔ چنانچہ اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ میں شہر علم ہوں اور علیٰ باب مدینۃ العلم ہیں ۔ (۲۹)

شیخ محی الدین اندلسی اپنی کتاب میں صحیفات جعفریہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیٰ نے آنحضرت سے علم الحروف کو بطریق وراثت حاصل کیا اور علم الاولین والاخرین کے وارث ہوئے ۔ میں نہیں جانتا کہ اور بھی کسی نے ایسے علوم جمع کئے ۔ آپ ان سب میں اعلم ہیں ۔ آپ نے جفر جامعہ کو اسرار حروف میں تصنیف فرمایا جس

میں وہ امور موجود ہیں جو اولین میں جاری ہو چکے اور آخرین میں جاری ہونگے ۔ اس میں اسم اعظم، تاج آدم عصائے سلیمان حجاب آصف علیہما السلام ہے ۔ حضرت علیؑ کی اولاد کی وساطت سے امام آخرین تک یہ اسرار پہونچے ۔ جفر مراد در حقیقت تکسیر ہے ۔ حضرت آدمؑ کے وقت سے لیکر آج تک سوائے حضرت علی اور ان کے کسی نے ان کی طرف توجہ نہ کی ۔ یہ سب آپ حضرت کے علم کی برکت سے تھا۔

علامہ کاتب چلپی لکھتے ہیں کہ ایک گروہ کا قول ہے کہ حضرت علیؑ نے جفر کی ایک جلد میں اٹھائیس حروف کو بطریق بسط اعظم وضع فرمایا تھا ۔ اس سے بطریق مخصوص و شرائط معینہ اسرار لوح اور قضا و قدر معلوم ہو سکتے تھے اور یہ ایسا علم ہے جو صرف اہلبیت ہی کو ورثہ میں ملا اس لئے روضۃ الشہدا میں مرقوم ہے کہ نہروان کی راہ میں آپ لشکر لیکر ایک گرجا سے گذرے ۔ ایک بوڑھا نصرانی دیر کے اوپر تھا اس نے چیخ کر اپنے پاس بلا کر کہا کہ کہاں جاتے ہو ۔ آپ نے فرمایا کہ دشمن دین سے لڑنے ۔ بوڑھا کہنے لگا اس وقت نہ جاؤ کیونکہ مسلمانوں کا ستارہ پستی میں ہے ۔ چند روز توقف کے بعد جانا ۔ جناب علیؑ نے اس سے پوچھا تو علم آسمانی کا دعویٰ کرتا ہے ذرا فلاں ستارہ کی حرکت کا حال بتا ۔ وہ جواب نہ دے سکا اور کہا کہ میں نے تو اس ستارے کا نام ہی آج سنا ہے ۔ پھر دوسرا سوال کیا وہ بھی نہ بتلا سکا پھر کہا اچھا زمین کے حالات دریافت کرتا ہوں ۔ بتا کہ جہاں تو اسوقت کھڑا ہے تیرے قدم کے نیچے کیا چیز دفن ہے ۔ بولا نہیں معلوم ۔ آپ نے فرمایا تیرے قدم کے نیچے ایک برتن دفن ہے جو دیناروں سے بھرا ہوا ہے اور اس کے سکے کا نقش ایسا ہے ۔ بوڑھے نے کہا آپ کو کیسے معلوم ۔ کہا اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور لطف سے ۔ پھر وہ جگہ کھودی گئی اور وہ برتن دیناروں سے بھرا ہوا ملا ۔ آپ نے فرمایا تو یہ وقت منحوس بتلاتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس جنگ میں دشمن کے دس سے کم آدمی باقی بچیں گے اور لشکر اسلام کے دس سے کم قتل ہوں گے ۔ چنانچہ بعد جنگ شمار کئے گئے تو ایسا ہی نکلا ۔ (۳۰)

علم نحو

ابو الاسود سے مروی ہے کہ ایک روز میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ گردن جھکائے ہوئے متفکر بیٹھے ہیں ۔ میں نے پوچھا آپ کیا غور فرما رہے ہیں ۔ فرمایا کہ میں نے تمہارے شہر میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے سنا ہے ۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ کوئی ایسی کتاب لکھوں جس میں عربی زبان کے قاعدے ہوں ۔ میں نے کہا اگر آپ ایسا کریں تو بہت بہتر ہوگا ۔ پھر کئی دن بعد جب حاضر خدمت ہوا تو آپ نے مجھ کو ایک کاغذ دیا اس میں بعد بسم اللہ لکھا ہوا تھا کہ کلمہ کی تین قسم ہے :۔ اسم، فعل، حرف ۔ اسم وہ ہے جو اپنے مسمی سے خبر دے، فعل وہ ہے جو مسمی کی حرکت سے خبر دے ۔ حرف وہ ہے جو ایسے معنی سے خبر دے جو نہ اسم ہو اور نہ فعل ۔ پھر فرمایا کہ اسکا تتبع کرو اور جو کچھ مناسب ہو اس میں بڑھاؤ اور اس امر کو بھی سمجھ لو کہ یہ ساری اشیاء تین قسم پر ہیں ایک ظاہر ایک مضمر اور ایک ایسی شے جو ظاہر ہے اور نہ مضمر ۔ علماء کی فضیلت اس شے کے دریافت کرنے میں معلوم ہوتی ہے ۔ ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں نے اس قاعدہ سے بہت سی باتیں نکال کر جمع کیں ۔ اور حضرت علیؑ کو سنائیں ۔ جس میں حرف ناصبہ بھی بیان تھا ۔ ان میں سے ان اور ان اور لیت ولعل اور کان کا میں ذکر کیا ۔ لکن کا ذکر میں نے نہیں کیا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ان کو کیوں چھوڑ دیا میں نے عرض کیا کہ میں اس کو حروف ناصبہ میں نہیں سمجھتا تھا ۔ فرمایا یہ بھی انہیں میں سے ہے ۔ اس کو بھی بڑھا دو (۳۱)

علم تصوف

خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت جنیدؒ کا ارشاد ہے کہ ہمارے پیشرو اس امر میں کہ جس میں اشارہ کیا گیا ہے اس شے کی طرف کہ جو قلوب میں آکر متضمن ہوتی ہے اور جس سے (بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس حقائق کی طرف ایما فرمایا وہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں ۔ اگر حضرت امیر المومنین غزوات سے فارغ ہوتے تو آپ سے ہمارے لئے اس علم یعنی حقائق و تصوف کے متعلق وہ باتیں منقول ہوتیں کہ جس کے دل متحمل نہیں ہو سکتے ۔

شرح تصرف میں ہے کہ حضرت علیؑ بہ اتفاق امت کل عرفا کے سردار ہیں۔
جنیدؒ بغدادی کا قول ہے کہ ہمارے پیر علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ یعنی علم طریقت اور اس کے معاملات میں ہمارے پیر و امام علیؑ مرتضیٰ ہیں۔(۳۲)
شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ خلافت سے قبل حضرت علیؑ کو اس میں بحد انہماک تھا مگر خلافت کے بعد ان کی مصروفیات نے ان کو اس فن کی تفصیلات بیان کرنے کی فرصت نہ دی۔ سلاسل طریقت حضرات مثلاً قادریہ، قلندریہ، چشتیہ، قشیریہ، ہرویہ، غزالیہ، شطاریہ، رفاعیہ، بحریہ، سہروردیہ، فردوسیہ، مداریہ، شاذلیہ، نقشبندیہ، وغیرہ سب ہی حضرت علیؑ کی ذات پر منتہی ہوتے ہیں۔(۳۳)
امام فخرالدین رازی اپنی کتاب اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں کہ تمام صوفیہ کے نسب و فرق حضرت علیؑ پر ختم ہوتے ہیں۔(۳۴)

علم کتابت

حسن خط میں حضرت علیؑ مہارت رکھتے تھے۔ خود آپکا قول ہے کہ تم پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کو خوشخطی سکھاؤ کیونکہ وہ رزق کی کنجی ہے۔ اپنی اولاد کو کتابت سکھا کیونکہ کتابت میں بادشاہوں کی ہمت اور توجہ تمہاری طرف ہوگی۔(۳۵)
اس زمانہ میں عرب میں خط کوئی کا رواج تھا۔ حضرت علیؑ اس میں بڑے مشاق تھے۔ آنحضرت کے عہود و مصالحت کی کتابت انہیں سے متعلق تھی۔ اس کے علاوہ فرامین ووحی و قرآن وغیرہ جو کچھ آنحضرت کو لکھوانا ہوتا آپ سے لکھواتے۔ بقول علامہ ابن عبدالبر عہود و صلح کے کاتب مخصوص طور پر آپ ہی ہوتے تھے۔(۳۶)
زر بن جیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اتنے میں ایک تیسرا آدمی آگیا۔ ان دونوں نے اسے شرکت طعام کیلئے کہا۔ وہ بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ وہ تینوں جب آٹھوں روٹیا کھا چکے وہ تیسرا اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں کو آٹھ درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانے کا جو میں نے تمہارے کھانے میں سے کھایا۔ پس وہ دونوں باہم

جھگڑنے لگے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہییں اور تجھے تین، تین روٹیوں والے نے کہا میں نصف لونگا۔ تصفیہ کے لئے دونوں جناب امیر کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب امیر نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرا ساتھی جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے حالانکہ اس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں، وہ کہنے لگا کہ جب تک کہ میرا حق مجھے نہ معلوم ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں۔ تیرا دوست صلح کی رو سے جو کچھ تجھے دیتا ہے اس پر تو کہتا ہے کہ میرا حق جب تک نہ معلوم ہو جائے میں نہیں لونگا۔ فی الاصل تیرا حق ایک درہم ہے۔ اس نے کہا یا امیرالمومنین مجھ سے اس کی وجہ بیان فرمایئے تاکہ میں قبول کروں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کیا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں ہوئیں اور تم تین آدمی کھانے والے تھے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھانے والا تھا اور کون کم۔ اس لئے یہی خیال کیا جاتا ہے کہ تم تینوں نے برابر کھایا۔ پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں۔ جبکہ تیری تین روٹیوں کی نو تہائیاں تھیں اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں جس میں سے اس نے آٹھ کھائیں۔ باقی اس کی سات اس درہم دینے والے نے کھالیں۔ اور تیری نو تہائیوں میں سے درہم دینے والے نے صرف ایک تہائی کھائی۔ پس تیرے ایک ٹکڑہ روٹی کے عوض ایک درہم ہے اور اسکے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں وہ کہنے لگا یا علیؑ اب میں ایک درہم ہی لینے پر راضی ہوں۔(۳۷)
ایک عورت جناب امیرؑ کے پاس آئی۔ آپ اسوقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں ڈالا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیرالمومنین! میرا بھائی چھ سو دینا چھوڑ کر مرا ہے۔ مگر لوگوں نے مجھے صرف ایک دینا دیا ہے۔ میں آپ سے انصاف چاہتی ہوں۔ حضرت نے بلاتامل جواب دیا۔ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہوں گی۔ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا دو ثلث یعنی چار سو دینار ان کیلئے ہوئے پھر فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی جس کی سدس یعنی سو دینار ہوئے اور زوجہ بھی ہو گی جس کو ثمن یعنی پچھتر دینار ملے پھر حضرت نے پوچھا تیرے بارہ بھائی ہیں عورت نے

تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ دو سو دینار بھائیوں کو ملے ۔ پس ایک دینار تیرا حق ہے ۔ تو اپنا حق پا چکی ہے ماں لوٹ جا ۔ (۳۸)

ایک یہودی نے جناب علیؑ سے سوال کیا (جبکہ وہ گھوڑے پر سوار ہو رہے تھے) کہ کون سا ایسا عدد ہے جس کی نو کسور ہوں ۔ اس کا نصف ہو، ثلث ہو، ربع ہو، خمس ہو، سدس ہو، سبع ہو، ثمن ہو، نواں اور دسواں حصہ ہو ۔ حضرت علیؑ نے فوراً جواب دیا کہ ہفتہ کے دنوں کو سال کے دنوں کے ساتھ ضرب دو اور جو چیز حاصل ہو وہی اس کا جواب ہے ۔ (۳۹)

حوالہ جات حصہ چہارم باب اول

(۱) نیابیع المودۃ صفحہ ۱۸۹، ۱۹۰، مودۃ القربیٰ صفحہ ۴۶

(۲) نیابیع المودۃ صفحہ ۱۲۰، المودۃ القربیٰ صفحہ ۱۰۲

(۳) ارجح المطالب صفحہ ۱۱۱، مطالب السئوال صفحہ ۹۳

(۴) استیعاب جلد ۲ صفحہ ۲۷۵

(۵) نیابیع المودۃ صفحہ ۶۹۰، یہ جملے آپ نے اس وقت فرمائے تھے جب جنگ صفین میں اہل شام نے نیزوں پر قرآن بلند کئے ۔

(۶) جامع الصحیح ترمذی جلد ا صفحہ ۱۹۷

(۷) نیابیع المودۃ ۔ صفحہ ۳۳۷، ۳۳۷

(۸) مودۃ القربیٰ صفحہ ۴۶ ۔ ۱۶۲ اور ۶۳

(۹) مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۳۵۲

(۱۰) استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷۶، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۲

(۱۱) نیابیع المودۃ صفحہ ۷۰، سات اصل یہ ہیں محکم، متشابہ، نص ظاہرہ، مجمل، مادل، ناسخ اور منسوخ

(۱۲) مسند امام احمد بن حنبل جلد ا صفحہ ۸۶، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۶

(۱۳) ارجح المطالب صفحہ ۱۱۰

(۱۴) نیابیع المودۃ صفحہ ۷۱

(۱۵) نیابیع المودۃ صفحہ ۷۳، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۲ مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۳۵۲

(۱۶) مطالب السئول صفحه ۹۸

(۱۷) استیعاب جلد ۲ صفحه ۴۷۵

(۱۸) نفائس المنن صفحه ۵۸ - ۵۹

(۱۹) المستحسن فی شرح فخر الحسن صفحه ۹۶

(۲۰) ازالہ الخفاء صفحه ۲۷۵

(۲۱) مستدرک حاکم جلد ۳ صفحه ۱۳۵، ریاض النضرہ باب چہارم صفحه ۱۱۸

(۲۲) نفائس المنن صفحه ۶۸

(۲۳)(۲۴) ریاض النضرہ باب چہارم صفحه ۱۱۸، طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحه ۴۵۵، ۴۵۶، تاریخ الخلفاء صفحه ۲۱۵

(۲۵) ارجح المطالب صفحه ۱۳۲

(۲۶) نہج البلاغ صفحه ۹۷

(۲۷) ینابیع المودة باب ۶۷، صفحه ۳۹۸

(۲۸) ینابیع المودة باب ۶۹ صفحه ۴۱۲

(۲۹) الظنون جلد اول صفحه ۳۹۵

(۳۰) ------- صفحه ۳۱۸

(۳۱) وسیلہ النجاة صفحه ۱۴۲، تاریخ الخلفاء صفحه ۲۳۷

(۳۲) شمس التوارج جلد ۵ صفحه ۷۹۲

(۳۳) کشف المحجوب صفحه ۱۳۴

(۳۴) ازالہ الخفا صفحه ۲۷۴

(۳۵) ارجح المطالب صفحه ۱۳۳

(۳۵) ارجح المطالب صفحه ۱۳۲

(۳۶) استیعاب جلد ۱ صفحه ۲۶

(۳۷) ارجح المطالب صفحه ۱۷۶، ریاض النضرہ باب چہارم صفحه ۱۳۶، تاریخ الخلفاء صفحه ۲۲۷، ازالہ الخفا جلد ۳ صفحه ۳۲۱

(۳۸) ارجح المطالب صفحه ۱۷۷

(۳۹) ینابیع المودة صفحه ۱۲۲

باب دوم

خصائص

خصائص مرتضوی

فصاحت و بلاغت

جس طرح آنحضرت خاتم انبیاء مبعوث ہوئے اسی طرح حضرت علیؑ خاتم الفصیحا پیدا ہوئے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو نبوت سے اور علیؑ کو شجاعت و فصاحت سے ممتاز فرمایا۔

مروی ہے کہ جب محقن آپ کے پاس سے معاویہ ابن ابی سفیان کے پاس چلا گیا اور خوشامد سے کہنے لگا کہ میں تیرے پاس ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو کہ بات کرنے سے عاجز ہے۔ تو معاویہ افسوس سے کہنے لگا تو ایسے شخص کو بات کرنے سے عاجز کہتا ہے جبکہ خدا کی قسم قریش میں فصاحت میں ان سے زیادہ بامحاورہ بولنے والا کوئی نہیں ہے۔(۱)

حضرت علی کے فصیح ہونے کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آپ کو آنحضرت نے مثل ہارونؑ فرمایا، ہارونؑ کی فصاحت پر نص قرآنی ناطق ہے

ایک جماعت فصحا حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر تھی کہنے لگی کہ کوئی کلام ایسا نہیں ہو سکتا جس میں حرف "الف" نہ آئے۔ حضرت علیؑ نے اسی وقت بلا غور و فکر ایک نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ دینا شروع کیا جس میں ایک جگہ بھی حرف "الف" نہیں تھا۔ اس خطبہ میں تقریباً "آٹھ سو الفاظ ہیں" خطبہ نہایت مدلل اور توحید کی توصیف میں ہے۔(۲)

تقریر و خطابت

حضرت علیؑ کو تقریر و خطابت میں خداداد ملکہ حاصل تھا۔ مشکل سے مشکل مسئلوں پر بڑے بڑے مجمعوں میں تقریر فرماتے تھے۔ تقریر بھی مدلل و موثر ہوتی تھیں۔ ۳۹ھ میں جب معاویہ نے مدافعت کے بجائے جارحانہ عمل اختیار کیا تو جمعہ کے روز اپنی جماعت کو ابھارنے کے لئے جو خطبہ دیا تھا اس سے زور و تقریر اور حسن خطابت کا کافی اندازہ ہو جاتا ہے۔

"حمد و ثناء کے بعد جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے کہ جس نے اس کو چھوڑا خدا اس کو ذلت کا لباس پہناتا ہے اور رسوائی کو شامل حال کرتا ہے۔ اور ذلت کا مزہ چکھاتا ہے اور دشمنوں کی دست درازی میں گرفتار ہوتا ہے۔ میں نے تم کو شب و روز اعلانیہ اور پوشیدہ ان لوگوں سے لڑنے کی دعوت دی اور میں نے کہا کہ اس سے پہلے کہ وہ تم پر حملہ کریں تم ان پر حملہ کر دو۔ جس قوم پر اس کے گھر میں آکر حملہ کیا جائے ذلیل و رسوا ہوتی ہے۔ اور اس کا دشمن اس پر جری ہو جاتا ہے۔ دیکھو کہ عامری نے انبار میں آکر ابن حسان بکری کو قتل کیا اور مجھے یہ خبر ہوئی کہ وہ مسلمان اور ذمی عورتوں کے گھروں میں گھسے اور ان کے پاؤں سے ان کے پازیب اور ان کے گلے سے ان کے ہار اتارے ایک قوم باطل پر اجتماع اور تمہارا اور حق سے برگشتہ ہونا کسقدر تعجب خیز ہے جو دلوں کو مردہ کرتا ہے اور غم و رنج کو بڑھاتا ہے۔ تمہارے لئے دوری و ہلاکت ہو۔ تم نشانہ بن گئے اور تم پر تیر برسایا جاتا ہے۔ لیکن تم خود تیر نہیں چلا سکتے۔ تم پر غارتگری کی جاتی ہے لیکن تم خود غارتگری نہیں کرتے۔ خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے اور تم پسند کرتے ہو۔ جب تم سے کہتا ہوں کہ موسم سرما میں فوج کشی کرو تو تم کہتے ہو کہ اسقدر سردی اور پالے میں کسطرح لڑ سکتے ہیں۔ اگر کہتا ہوں کہ موسم گرما میں چلو تو کہتے ہو کہ گرمی کی شدت کم ہو جائے تب۔ حالانکہ یہ سب موت سے بھاگنے کا حیلہ ہے

پس جب تم گرمی اور سردی سے بھاگتے ہو تو خدا کی قسم تلوار سے اور بھی بھاگو گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس سے نہیں بھاگتے بلکہ تلوار سے جان چراتے ہو۔ تم مرد نہیں بلکہ مرد کی تصویر ہو اور اے بچوں اور عورتوں جیسی عقل رکھنے والوں خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ خدا تمہاری جماعت سے مجھے نکال لے جائے اور دعوت دیگر اپنی رحمت نصیب کرے۔ میری تمنا ہے کہ تم سے جان پہچان نہ ہوئی ہوتی۔ خدا کی قسم تم نے میرا سینہ غیض و غضب سے بھر دیا ہے۔ تم نے مجھے تلخیوں کے گھونٹ پلائے ہیں اور عصیان و نافرمانی کر کے میری رائے برباد کی۔* (۳)

بے شمار خطبات جو آپ نے معرکوں اور مجلس علماء و منبر کوفہ پر دیئے کتاب نہج البلاغ میں محفوظ ہیں۔

شاعری:۔

عرب میں شاعری بہتر صنف سمجھی جاتی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب شاعری کے بہت دلدادہ تھے۔ اسلام میں بھی شاعری پسند کی جاتی رہی۔ زبان نبوت سے حضرت حسان بن ثابتؓ شاعر کے متعلق ارشاد تو مشہور ہی ہے۔

حضرت علیؑ کی شاعری بھی کتب احادیث و سیر و تاریخ میں موجود ہے۔ احادیث میں اکثر جزیہ اشعار موجود ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ معرکہ خیبر میں آپ نے یہ شعر پڑھا تھا۔

میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا
میں مثل جنگلی شیر کے مہیب ہوں * (۴)

شیخ علی متقی بروایت ابن عساکر لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے معاویہ کا فخر سن کر یہ اشعار سنائے۔* (۵)

محمد صلعم میرے بھائی اور میرے خسر ہیں
اور سید الشہدا حمزہ میرے چچا ہیں

اور جعفر طیارؓ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ
اڑتے ہیں وہ میرے بھائی ہیں
آنحضرت کی بیٹی فاطمہؑ میری بیوی ہیں
ان کا گوشت میرے گوشت و خون سے ملایا گیا ہے
اور آنحضرت کے دونوں نواسے انہیں بیوی سے میرے
بیٹے ہیں تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مرا سہیم و شریک ہو
میں نے تم سے اسلام لانے میں ایسی حالت میں سبقت کی
میں کمسن تھا قریب بلوغ نہیں پہنچا تھا

کتب سیر مثلاً مطالب اسئول، تذکرہ الخواص للامتہ، مناقب اخطب خوارزم، وسیلہ النجات وغیرہ میں کثرت سے آپ کے اشعار موجود ہیں، چند اشعار حسب ذیل ہیں * (۶)

جب دل نا امیدی سے بھر جاتے ہیں
اور کشادہ سینے اس سے تنگ ہوجاتے ہیں
اور نہیں دکھائی دیتی کوئی وجہ ضرر کی انکشاف کی
کوئی عقلمند اپنے حلیہ سے بے نیاز نہیں ہوتا
آتی ہے اس کو ناامیدی پر تیری طرف سے مدد
آتا ہے ایک قبول کرنے والا ہاتھ لطف قبول کرنے والا اور دعا
اور تمام حوادث جب اپنی حد کو پہونچتے ہیں
نزدیک ہوتی ہے اس کے ہاتھ فرحت قریب ہونیوالی
اگر اعمال صالح کریں پھر فردوس تو بندوں کا گھر ہی ہے
اور اگر لغزش بھی ہوجائے تو بھی اللہ بخشنے والا ہے

حضرت عقیل نے بذریعہ خط آپ کا حال دریافت کیا تو یہ شعر آپ نے لکھ بھیجا

اگر تم میرا حال دریافت کرتے ہو تو میں مصائب
زمانہ پر تحمل اور مضبوط ہوں
مجھ پر یہ سخت وقت گزرتا ہے کہ دین کی تکلیف
میرے چہرے سے ظاہر ہو جسے دیکھ کر میرا دشمن خوش اور دوست غمگین ہو

حاضر جوابی:۔

حضرت علیؑ حاضر جوابی میں بھی منفرد تھے۔ایک ہی مضمون مختلف طریقوں سے ادا کرنے میں خداداد مہارت ولیاقت رکھتے تھے۔یہ قصہ مشہور ہے۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؑ اور چند صحابہ کرام کھجوریں نوش فرما رہے تھے۔آنحضرت خوش طبعی کے طور پر خرمہ نوش فرما کر گٹھلیاں حضرت علیؑ کے سامنے رکھتے جاتے۔صحابہ بھی آپ کے تتبع میں ایسا ہی کرتے۔جب کھجوریں ختم ہو گئیں تو آنحضرت فرمانے لگے سب سے زیادہ کس نے کھائیں۔صحابہ نے عرض کیا جس کے سامنے سب سے زیادہ گٹھلیاں ہیں وہی سب سے زائد کھانے والا ہے۔حضرت علیؑ نے برجستہ فرمایا نہیں بلکہ جو کھجوروں کو معہ گٹھلیوں کے کھا گیا وہ سب سے زیادہ کھانے والا ہے۔*(۷)

ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ اگر کسی آدمی کو ایک مکان کے اندر داخل کر کے اس کے دروازے چاروں طرف سے بند کر دئے جائیں تو رزق معہود اس کو کس طرح پہونچے گا۔آپ نے فرمایا کہ جس طرح سے اس کی موت آئے گی۔*(۸)

ایک شخص نے دریافت کیا کہ مغرب اور مشرق کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ آپ نے فرمایا بقدر آفتاب کے ایک یوم کی رفتار کے۔*(۹)

محمد بن قیس سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند یہودی حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے آپ لوگوں نے اپنے نبی کے بعد پچیس سال بھی صبر نہ کیا۔آپس میں لڑنے لگے۔آپ نے فرمایا صبر در حقیقت بہتر ہے لیکن تمہارے قدم ابھی دریا سے باہر نکل کر خشک بھی نہیں ہوئے کہ تم نے کہنا شروع کیا اے موسیٰ جیسے مصر والوں

کے خدا تھے ویسا ہی خدا ہم کو بنا دو۔*(۱۰)

علامہ جار اللہ زمخشری اربعین میں لکھتے ہیں کہ مروی ہے کہ خوارج نے جب حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابھا سنی تو ان میں سے دس لکھے پڑھے شخص حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے علیؑ ہم سب تم سے ایک سوال کریں گے۔ اگر تم نے ہم سب کو علیحدہ علیحدہ جواب دیدیا تب ہم سمجھیں گے کہ تم باب مدینۂ علم رسول ہو۔آپ نے فرمایا اچھا پوچھو "انہوں نے پوچھا علم بہتر ہے یا مال" آپ نے نمبر وار جواب دینا شروع کیا:۔

دوسرے سے:۔ علم اسلئے بہتر ہے کہ وہ تمہارا نگہبان ہے۔مال کی نگہبانی تم کو کرنی پڑتی ہے۔

تیسرے سے:۔ علم اس لئے بہتر ہے کہ مالدار کے دشمن بہت ہوتے ہیں۔علم کو سب دوست رکھتے ہیں۔

چوتھے سے:۔ علم اسلئے بہتر ہے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے

پانچویں سے:۔ علم اسلئے بہتر ہے کہ صاحب مال اکثر بخیل ہوتا ہے اور صاحب علم ہمیشہ کریم کہلاتا ہے

چھٹے سے:۔ علم اسلئے بہتر ہے کہ مال کیلئے چور ڈاکو ہزار آفتیں ہیں۔علم سب سے بے خوف ہے۔

ساتویں سے:۔ علم اسلئے بہتر ہے کہ مالداروں سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا صاحب علم سے نہیں۔

آٹھویں سے:۔ علم اسلئے بہتر ہے کہ مال عرصہ تک رکھنے سے کہنہ و فرسودہ ہو جاتا ہے علم کو امتداد زمانہ سے نقصان نہیں ہوتا۔

نویں سے:۔ علم اسلئے بہتر ہے کہ اس سے قلب نور حاصل کرتا ہے۔مال سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

دسویں سے:۔ علم اسلئے بہتر ہے کہ کثرت مال سے فرعون وغیرہ نے خدائی کا دعویٰ

کیا اور صاحب علم یعنیؑ آنحضرت نے فرمایا" ہم نے تیری عبادت جیسی
چاہیے تھی نہیں کی"

پھر حضرت علیؑ نے خوارج سے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر موت کے وقت تک تم مجھ سے یہی سوال کئے جاؤ گے تب بھی میں برابر جواب دیتا رہوں گا اور ہرگز ایک بات مکرر نہ کہوں گا۔ یہ سن کر ان لوگوں نے توبہ کی اور اپنی مخالفت سے باز آئے۔* (۱۱)

تعبیر رویا:۔

حضرت علیؑ کو خواب کی تعبیر کا بھی خاص علم تھا جو آپ کی اولاد میں بھی متوارث رہا۔ امام جعفر صادقؑ کی شہرت تعبیر محتاج بیان نہیں۔

عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آدمی خواب دیکھتا ہے۔ بعض خواب سچا ہوتا ہے اور بعض جھوٹا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی مرد یا عورت ایسی نہیں کہ جو سوئے اور اس کی روح عرش کی طرف پرواز نہ کرتی ہو۔ جو عرش کے نیچے بیدار نہیں ہوتا ہے اس کا خواب سچا ہوتا ہے اور جو بیدار ہوتا ہے اس کا خواب جھوٹا ہوتا ہے۔* (۱۲)

فراست:۔

آپ کی فراست کی یہ کیفیت تھی کہ صورت دیکھکر فوراً سمجھ جاتے کہ آئندہ اس پر کیا گذرنے والا ہے۔ ذرا سی بات اور اشارہ سے سمجھتے جو دوسرا باوجود شرح و بسط نہ سمجھ پاتا۔

ابن عساکرؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اہل کوفہ سے فرمایا کہ عنقریب تم میں سے سات نہایت برگزیدہ اشخاص قتل کئے جائیں گے جو مثال اخدود ہونگے (اصحاب اخدود کا واقعہ قرآن مجید میں آیا ہے) ان میں حجر بن عدیؓ صحابی اور دیگر اصحاب ہونگے۔ اور یہ سب اہل کوفہ سے ہونگے۔ چنانچہ ان کو معاویہ نے بعد شہادت حضرت علیؑ قتل کیا حجر بن عدی کی شہادت کی خبر سے حضرت علیؑ نے بہ نور فراست مطلع فرمایا تھا۔* (۱۳)

حافظہ:۔

عبداللہؓ بن امام حسنؑ سے منقول ہے اور مکحولؒ خود حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیہ کریمہ و تعیھا اذن داعیہ (یاد رکھیں گے اس کو یاد رکھنے والے کان) نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ میں نے تیرے لئے خدا سے دعا کی ہے کہ تیرے کان ایسے ہو جائیں۔ خدا نے دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ اس کے بعد سے میں نے ایسی کوئی بات آنحضرت سے نہیں سنی جو مجھکو یاد نہ ہو۔ اس وقت سے میں کبھی بات کو نہیں بھولا۔* (۱۴)

سرعت فہم:۔

سعیدؓ بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تیرا حال کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق سے کراہت کرتا ہوں اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور جس کو میں نے نہیں دیکھا اس پر ایمان لاتا ہوں اور جو چیز پیدا نہیں ہوئی ہے اس کا اقرار کرتا ہوں حضرت عمرؓ نے یہ سن کر حضرت علیؑ کو بلوایا اور ان کو اس کا یہ قول سنایا۔ آپ نے فرمایا یہ سچ کہتا ہے کہ فتنہ کو دوست رکھتا ہے فتنہ مال و اولاد ہے اور کلام مجید میں ہے انما اموالکم و اولادکم فتنہ (ترجمہ:۔ حقیقتاً تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے) حق کو مکروہ جانتا ہے اس سے مراد موت ہے۔ کلام مجید میں ہے و جاء ت سکرۃ الموت بالحق (ترجمہ:۔ آئی موت کی بیہوشی حق کے ساتھ) یہود و نصاریٰ کی جو تصدیق کرتا ہے تو کلام مجید میں ہے و قالت الیھود لیست النصاری علی شئی و قالت النصاری لیست الیھود علی شئی (یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی بات پر نہیں۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کسی بات پر نہیں)۔ نہ دیکھنے والی شے پر ایمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا پر ایمان لایا ہے۔ نہ پیدا کی ہوئی چیز پر اقرار کرنے سے یہ مطلب ہے کہ قیامت کا اقرار کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر کہنے لگے میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں ایسی مشکل سے جو آن پڑے اور جس کے دفع کرنے کیلئے ابوالحسن موجود نہ ہوں۔* (۱۵)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اس کے دس روز بعد ایک اعرابی ہاتھ میں تازیانہ لئے ہوئے اور منہ پر نقاب ڈالے مسجد میں حاضر ہوا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا جو کوئی تم سے فوت ہوا ہے اس کا حق تعالیٰ اس کا عوض تم کو عطا فرمائے۔ پھر پوچھا کہ تمہارے پیغمبر کا وصی کون ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علی کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے حضرت علیؑ کی طرف منہ کر کے کہا اے جوان تم پر میرا سلام ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تجھ پر بھی میرا سلام ہو اے مفر اور اے صاحب بئیر (یعنی کنویں والے) حضرت ابو بکرؓ و دیگر اصحاب یہ سن کر حیران رہ گئے۔ اعرابی بولا اے جوان! تو نے میرا نام کس طرح جانا اور مجھ کو صاحب بئیر کیوں کہا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا مجھ کو میرے بھائی محمد مصطفیٰ نے خبر دی ہے اور تیرا تمام حال مجھ سے بیان فرمایا ہے۔ اگر تو چاہے تو میں تجھ سے بیان کروں۔ مفر نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے۔ فرمایا علی ابن ابی طالب اور ارشاد فرمایا تو عرب کا رہنے والا ہے۔ تیرا نام مفر ہے اور تیرے باپ کا نام وارم ہے۔ تیری عمر تین سو ساٹھ برس کی ہو چکی ہے۔ ابتدا میں جب تو سو برس کا ہوا تو اپنی قوم کو ڈرایا اور سید کائنات کے ظہور رسالت کی بشارت دی اور کہا کہ تہامہ (زمین مکہ) سے ایک شخص ظاہر ہو گا جس کے رخسار چاند سے زیادہ نورانی اور اس کا کلام شہد سے زیادہ شیریں ہو گا۔ جو کوئی اس سے تمسک کرے گا وہ دارین سے نجات پائے گا۔ وہ یتیموں اور مسکینوں کا باپ ہو گا اور صاحب شمشیر ہو گا۔ معاذ گوش یعنی گدھے پر سوار ہو گا اپنی جوتی میں پیوند لگائے گا شراب اور زنا کو حرام کریگا اور قتل کرنے اور سود کھانے سے منع کریگا۔ خاتم انبیاء اور سید اولیاء ہو گا۔ اس کی امت پانچ وقت نماز پڑھا کریگی اور ماہ رمضان روزوں میں گزارہ کرے گی۔ بیت اللہ کا حج کیا کرے گی۔ اے میری قوم! تم اس پر ایمان لاؤ۔ جب تو نے ان لوگوں کو اس امر کی طرف رہنمائی کی تو وہ تجھ سے مقابلہ پر آ گئے اور تجھ کو ایک گہرے کنویں میں ڈال دیا اور مطمئین ہو گئے چنانچہ تو اب تک اس کنویں میں محبوس تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو حق تعالیٰ نے تیری قوم کو سیلاب سے ہلاک کیا اور تجھ کو اس قید سے نجات دی۔ بعد ازاں عالم غیب سے تیرے کان میں آواز پہنچی کہ اے مفر محمد

مصطفیٰ کا انتقال ہو چکا ہے اور تو ان کے اصحاب میں سے ہے۔ مدینہ میں جا کر ان کی قبر کی زیارت کر جب مفر نے یہ باتیں سنیں تو رونے لگا اور عرض کی یا علیؑ آپ نے اس قصہ کو کیونکر معلوم کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا مجھ کو سید کائنات نے خبر دی تھی کہ مفر میرے انتقال کے بعد یہاں آئے گا۔ جب تم اس سے ملو میرا سلام کہنا۔ جب مفر نے سلام کی خوشخبری سنی تو آگے بڑھ کر جناب امیرؑ کے سر کا بوسہ لیا اور بیٹھ گیا حضرت علیؑ نے فرمایا اے مفر اپنے چہرے سے برقعہ اٹھا دے جب اس نے برقعہ اٹھایا تو ایک ایسا نور اس کی پیشانی سے نکلا کہ تمام مسجد روشن ہو گئی۔ بعد ازاں اس نے عرض کیا میرے چند سوال ہیں جن کے جواب سے نبی یا اس کے وصی کے سوا اور کوئی واقف نہیں۔ جناب امیر نے فرمایا سوال کر۔

سوال: وہ نر کون ہے جو ماں اور باپ نہیں رکھتا؟

جواب: وہ حضرت آدمؑ ہیں۔

سوال: وہ مادہ کون سی ہے جو ماں باپ نہیں رکھتی؟

جواب: حضرت حوا۔

سوال: وہ نر کون سا ہے جو بن باپ کے پیدا ہوا؟ جواب: حضرت عیسیٰ۔

سوال: وہ رسول کون سا ہے جو نہ تو قوم جن سے ہے، نہ بنی آدم سے، نہ ملائکہ سے، نہ چوپاؤں سے، اور نہ درندوں سے؟

جواب: فراب یعنی کوا۔ جس کو حق تعالیٰ نے قابیل کی تعلیم کیلئے بھیجا تھا چنانچہ ارشاد ہے "پس اللہ نے ایک کوئے کو مبعوث کیا جو زمین کو کھودتا تھا"

سوال: وہ قبر کون سی ہے جس نے اپنے صاحب کو اپنے ساتھ سیر کرائی؟

جواب: وہ مچھلی تھی جس نے حضرت یونسؑ کو تین روز اپنے پیٹ میں رکھا اور سمندر کے اطراف وجوانب کی سیر کرائی۔

سوال: وہ حیوان کون ہے جس نے اپنے اصحاب کو ڈرایا؟

جواب: وہ چیونٹی تھی جو اپنی قوم کے ساتھ رزق کی تلاش میں نکلی تھی اور چیونٹیاں اس ستون پر چڑھ رہی تھیں جو حضرت سلیمانؑ کے سر پر تھا اس چیونٹی نے کہا ہوشیار و خبردار

ہو کہ حضرت سلیمانؑ کے سر پر چیونٹی نہ گرے اور پیغمبرؑ کو تم سے ایذا نہ پہونچے۔

سوال: وہ جسم کون سا ہے جس نے کھایا مگر پیا نہیں؟

جواب: وہ حضرت موسیٰؑ کا عصا تھا جو جادو گروں کے جادو کو نگل گیا اور اس کی شان میں یہ آیت آئی۔ "ان کی تمام باطل صنعتوں کو نگل گیا"

سوال: وہ زمین کون سی ہے جس پر ابتدائے آفرینش سے صرف ایک مرتبہ سورج چمکا اور پھر کبھی نہ چمکے گا؟

جواب: دریائے نیل تھا جس کو حق تعالیٰ نے قوم عیسیٰؑ کیلئے شگافتہ کیا اور اس کی تہہ کو ظاہر کیا اور سورج اس پر چمکا چنانچہ اس کی تہہ سے گرد اٹھی اور اس کے گزر جانے کے بعد پانی پھر مل گیا اور پہلی حالت پر آگیا۔

سوال: وہ جماد کون سا ہے جس نے زندہ چیز جنی؟

جواب: وہ جماد جس سے حیوان پیدا ہوا ایک پتھر تھا جس سے ناقہ صالح نکلا۔

سوال: وہ عورت کون سی ہے جس سے تین ساعت میں بچہ پیدا ہوا؟

جواب: جناب مریمؑ۔ جو ایک ساعت میں حاملہ ہوئیں، دوسری ساعت میں دردزہ میں مبتلا ہوئیں اور تیسرے ساعت میں حضرت عیسیٰؑ کو جنا۔

سوال: وہ دو ساکن کون سے ہیں جو کبھی حرکت نہ کریں گے؟

جواب: زمین و آسمان

سوال: وہ دو متحرک کون سے ہیں جو کبھی ساکت نہ ہونگے؟

جواب: سورج و چاند

سوال: وہ دو دوست کون سے ہیں جو کبھی دشمن نہ ہونگے؟

جواب: جسم و جان

سوال: وہ دو دشمن کون سے ہیں جو کبھی دوست نہ ہونگے؟

جواب: موت اور زندگی

سوال: شے کیا ہے؟

جواب: شے مومن ہے

سوال: لاشے کیا ہے؟

جواب: لاشے کافر ہے

سوال: سب چیزوں سے خوبصورت کونسی چیز ہے؟

جواب: بنی آدم کی صورت

سوال: سب سے بدصورت کون سی چیز ہے؟

جواب: بدن بے سر

سوال: رحم میں کون چیز سب سے پہلے وابستہ ہوتی ہے اور بنتی ہے؟

جواب: انگشت شہادت

سوال: وہ کون سی چیز ہے جو قبر میں سب سے آخر میں گرتی ہے؟

جواب: ریڑھ کی ہڈی جو کمر کے آخر میں ہے

حضرت ابو بکر کے زمانہ خلافت میں قیصر روم سے ایک خط آیا جس میں سورہ فاتحہ سے متعلق چار سوال تھے جن کے جواب حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی نہ دے سکا۔*

سوال: اھدنا الصراط المستقیم کے متعلق اگر تمہارا دین حق پر ہے اور جس کو قبول کرنے سے انسان صراط مستقیم پر پہونچ سکتا ہے تو اس کا طلب کرنا لاحاصل ہے اس شبہہ کو دور کرو؟

جواب: اس کے معنی ہیں کہ جو راہ راست ہم کو تو نے عطا فرمائی ہم کو دنیا میں ہماری زندگی کے زمانہ میں اس پر ثابت اور قائم رکھ اور جب ہم اس دنیا سے کوچ کریں تو اثبات واستقامت کی برکت سے جنت کی طرف ہماری رہبری کر۔

ایک دوسری آیت ان ھذا صراطی مستقیم فالتبعوہ (ترجمہ: یہ میرا راستہ مستقیم اور سیدھا ہے پس تم اس کی پیروی کرو) ای پر دلیل ہے۔ اس میں راستہ کی استقامت اور سیدھا ہونا فرمایا ہے۔ پھر اس کی پیروی کی طرف رہبری فرماتا ہے۔

سوال: مغضوب علیھم کون مراد ہے؟

جواب: اس سے قوم یہود مراد ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے بارے میں دوسرے مقام پر وباء و بغضب مل اللہ (ترجمہ: اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوئے) فرماتا ہے۔

سوال: ضآلین سے کون سا فرقہ مراد ہے؟

جواب: اس سے نصاریٰ مراد ہیں کیونکہ اس کی شان میں آیہ و ضلو عن سوآء السبیل (ترجمہ: اور وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہوگئے) نازل ہوئی ہے۔ اور جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلبیت کے طریق سے منحرف ہوا اس حکم میں داخل ہوا۔

سوال: قرآن میں وہ کون سی سورت ہے جس میں دوزخ کے دروازوں کے شمار کے موافق سات آیتیں ہیں لیکن سات حروف تہجی اس میں نہیں ہیں۔ ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ جو کوئی اس سورت کو پڑھے دوزخ کے ساتوں دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں؟

جواب: یہ سورۃ فاتحہ ہے جس کو سبع المثانی بھی کہتے ہیں اور وہ سات حروف تہجی جو اس میں نہیں ہیں وہ ثا، جیم، زا، شین، طا، خا، اور فا ہیں۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں یہود کے چند علما نے حاضر ہو کر عرض کی یا امیرالمومنین ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے چند سوال کریں۔ اگر جواب پائیں تو نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں۔ سوال دریافت کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے ایک ساعت غور کیا پھر فرمانے لگے مجھے معاف رکھو کیونکہ مجھے معلوم نہیں۔ ہاں تم کو ایک ایسے شخص کے پاس لے چلتا ہوں جو خدا رسول کے احکامات کا سب سے بڑا عالم اور اس امت میں سب سے افضل ہے۔ یہودیوں کو لے کر آپ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور صورت حال بیان کی۔ جناب امیرؑ نے سوالات کے جواب دیئے جو حسب ذیل ہیں۔

(چند سوالات پہلے آچکے ہیں صرف نئے سوالات درج ہیں)۔

سوال: وہ پانچ تن کون ہیں جن کی پیدائش رحم کے بغیر ہوئی؟

جواب: آدمؑ، حوا، عصائے موسیٰؑ، ناقہ صالحؑ، گوسفند ابراہیمؑ۔

سوال: فرمایئے ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، گیارہ، بارہ، کیا ہیں؟

جواب: ایک سے مراد خدائے جل جلالہ جس کا کوئی شریک نہیں، دو سے آدمؑ و حوا ہیں، تین سے موالید ثلاثہ یعنی جمادات نباتات اور حیوانات، چار سے چاروں آسمانی کتابیں یعنی توریت، زبور، انجیل و قران، پانچ سے پانچ وقتی نماز ہے، چھ سے وہ چھ دن ہیں جس میں دنیا بنی، سات ....، آٹھ .... نو وہ آیات ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ بھیجی گئیں۔ ("ہم نے موسیٰؑ کو نو آیات نبیات کے ساتھ فرعون کی طرف بھیجا" قرآن) دس سے عشرہ مراد ہے۔ خدا نے حضرت موسیٰؑ سے وعدہ کیا تھا کہ تیس روز کوہ طور پر رہو گے اس معیاد کو دس روز سے بڑھا کر کامل کیا کہ چالیس روز ہوگئے ("ہم نے موسیٰؑ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور ایک عشرہ کے ساتھ بڑھا کر شامل کیا" ۔قرآن)۔ گیارہ سے حضرت یوسفؑ کے گیارہ بھائی ہیں۔ ("میں نے گیارہ ستارے خواب میں دیکھے" ۔قرآن) اور بارہ اس سے مراد وہ بارہ چشمے ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے عصا سے ظاہر ہوئے۔ ("ہم نے موسیٰؑ سے کہا اپنا عصا پتھر پر مارے پس اس سے بارہ چشمے جاری ہوگئے" ۔قرآن)

جب یہودیوں نے حضرت علیؑ کی یہ باتیں سنیں تو بولے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور محمد اس کے رسول اور علی رسول کا جانشین اور وصی ہے جس طرح کہ ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کا وصی تھا۔ سب مسلمان ہوگئے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک یہودی عالم نے آکر کہا کہ تم میں کتاب خدا اور سنت مصطفیٰ کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔ اس عالم نے کہا اے خلیفہ جب کہ تو خود اقرار کرتا ہے کہ وہ عالم ہے تو پھر لوگوں سے تو کیوں بعیت لیتا ہے۔ خلیفہ نے کہا وہ اس کام کی طرف التفات نہیں کرتے۔ یہودی نے حضرت علیؑ سے دریافت کیا کیا یہ سچ ہے۔ آپ نے فرمایا تو جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھ تا کہ میں جواب دوں۔ وہ بولا میں تم سے تین اور تین اور ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا تو سات کیوں نہیں کہتا بولا۔ اول تین سوال کرونگا۔ اگر تم نے جواب دے دیا تو پھر دوسرے سوال کرونگا۔ جواب دینے کی صورت میں دین

اسلام قبول کر لونگا۔

سوال (۱): خون کا وہ قطرہ جو اول ہی اول زمین پر ٹپکا ہے کون سا ہے؟

جواب: تمھارے عقیدے میں وہ ہابیل کا خون ہے جس کو قابیل نے قتل کیا۔ دراصل ...... ہے۔ جبکہ وہ حوا کے پیٹ سے خون کا قطرہ ہے جو شیث کے وجود سے پہلے زمین پر گرا۔

سوال (۲): وہ چشمہ کون ہے جو اول زمین پر جاری ہوا؟

جواب: تمہارے عقیدے کے مطابق پہلا چشمہ بیت المقدس میں تھا۔ یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ وہ چشمہ حیات ہے جس کو حضرت خضرؑ نے ذوالقرنین کے زمانے میں پایا اور مچھلی اس میں گر کر زندہ ہو گئی اور موسیٰؑ یوشیع بن نون اسپر پہونچے۔

سوال: وہ درخت کون سا ہے جو اول زمین پر پیدا ہوا؟

جواب: تم لوگ کہتے ہو کہ پہلا درخت زیتون کا تھا جو نوحؑ نے کشتی کے واسطے لگایا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ عجوہ (کھجور کی ایک قسم) ہے جس کو حضرت آدمؑ بہشت سے اپنے ساتھ لائے اور درخت کی تمام اقسام اس سے پیدا ہوئیں۔

یہ سن کر وہ یہودی کہنے لگا اس خالق کی قسم جو دن ورات پیدا کرنے والا ہے کہ میرے باپ ہارونؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی زبانی اسی طرح لکھا ہے۔ اب باقی تین سوالوں کے جواب فرمایئے:

سوال: سید امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد کتنے امام ہیں؟

جواب: بارہ امام عادل ہیں اور ان کو کسی ظالم کا ظلم نقصان نہیں دیتا اور کسی مخالف کی مخالفت سے تنگدل نہیں ہوتے۔

سوال: وہ کون سی بہشت میں رہیں گے؟

جواب: سید کائنات بہشت عدن میں ہوں گے اور یہ بارہ امام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونگے۔

سوال: وہ پہلا پتھر کون سا ہے جو آسمان سے زمین پر گرا؟

جواب: تمھارے علم میں بیت المقدس کا پتھر ہے۔ یہ درست نہیں ہے بلکہ وہ حجر اسود

ہے جو بیت الحرم میں ہے جس کو جبرائیلؑ آسمان سے لائے۔

یہودی نے کہا خدا کی قسم میں نے بھی ہارونؑ میں یہی دیکھا ہے۔ اب آخری سوال

سوال آخرہ: خاتم انبیاء محمد مصطفیٰؐ کے وصی کی عمر کتنی ہے اور وہ مارا جائے گا یا اپنی موت سے مریگا؟

جواب: پیغمبر آخرالزماں کا وصی میں ہوں۔ میری عمر ۶۳ سال کی ہوگی اور تلوار کے زخم سے شہید ہونگا۔ میرا قاتل ناقہ صالح کے پے کرنے والے سے بدتر ہوگا۔

یہودی زار زار رونے لگا۔ اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے قابل نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے رسول ہیں اور تو رسول خدا کا وصی ہے۔

اصابت رائے:۔

حضرت علیؑ رائے اور تدابیر میں بہت بہتر تھے۔ اپنی رائے میں بہت سخت اور تدبیر میں اصح تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم معاویہ مجھ سے زائد مدبر نہیں مگر وہ بیوفائی اور فجور کرتا ہے۔ اگر میں بیوفائی کو مکروہ جانوں تو میں لوگوں میں سب سے بڑا مدبر ہوں۔ ہر بیوفائی سبب فجور ہے اور ہر فجور سبب کرنے پر بیوفا کیلئے ایک نشان ہوگا جس سے وہ قیامت میں پہچانا جائے گا۔ خدا کی قسم کسی دھوکے سے نہ میں کسی غفلت میں پڑا اور نہ کسی سختی سے میں نے چشم پوشی کی۔ آپ نے فرمایا کہ امام ہدایت اور امام ضلالت اور ولی نبی اور عدو نبی برابر نہیں ہوتا وہ چند اہم واقعات جہاں انکی رائے طلب کی گئی اور اس کے صحیح نتائج نکلے۔

واقعہ افک میں آنحضرت نے آپ سے مشورہ کیا۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت عائشہؓ والے معاملہ میں بریدہ کنیز سے پوچھئے۔ اس نے حضرت عائشہؓ کے فضائل بیان کئے۔

غزوہ طائف میں آنحضرت نے آپ سے اتنی دیر تک سرگوشی کی کہ لوگوں کو اس پر رشک ہونے لگا (اور بعض کو حسد بھی)

مقدمات کے فیصلہ میں بڑی اصابت رائے کی ضرورت ہوتی ہے اسی لئے
آنحضرت نے آپ کو سب سے پہلے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔
جنگ عراق میں جب لوگوں نے حضرت عمرؓ کو خود جانے کا مشورہ دیا تو آپ
نے اس سے اختلاف کیا جسکی افادیت بعد میں معلوم ہوئی۔
فتح قادسیہ کے بعد حضرت علیؑ ہی کی رائے پر حضرت عمرؓ نے نوشیراوں کا سامان
تقسیم کیا۔ تقسیم نہ کرنے کی صورت میں فوج میں بدامنی کا خدشہ تھا۔
فتح بیت المقدس پر حضرت علیؑ کی رائے پر حضرت عمرؓ خود تشریف لے گئے۔
جس کے اچھے اثرات منضبط ہوئے۔
۲۱ھ میں جنگ عراق و عجم کے موقعہ پر جب حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کے خود
جانے کا مشورہ دیا تو حضرت علیؑ نے اختلاف کیا۔ حضرت عمرؓ نے آپ کی رائے کو پسند
کیا اور نہیں گئے۔
حضرت عمرؓ، حضرت علیؑ کی رائے کو سب سے بہتر جانتے تھے۔ ان کا معقولہ تھا
لو لا علی لھلک عمر (اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا)۔
جنگ نہاوند میں جب ایرانیوں کی کثرت نے حضرت عمرؓ کو بحد پریشان کیا تو
انہوں نے مسجد نبوی میں تمام صحابہ کو جمع کر کے رائے طلب کی۔ جہاں اور لوگوں
نے مشورہ دیا وہاں حضرت عثمانؓ نے مشورہ دیا کہ شام و یمن وغیرہ سے فوجیں جمع کی
جائیں اور آپ خود سپہ سالار ہو کر میدان جنگ میں تشریف لے جائیں۔ ابتک حضرت
علیؑ خاموش تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کی رائے دریافت کی آپ نے فرمایا کہ شام سے
اگر فوجیں ہٹیں تو مفتوحہ مقامات پر دشمنوں کا تسلط ہو جائے گا اور اگر آپ نے مدینہ
چھوڑا تو ہر طرف قیامت برپا ہو جائے گا۔ اس لئے میری رائے ہے کہ آپ یہاں سے نہ
ہٹیں اور شام و یمن وغیرہ میں فرمان بھیج دئے جائیں کہ جہاں جہاں جسقدر فوجیں ہوں
ایک ایک ثلث ادھر روانہ کر دی جائیں۔ حضرت عمرؓ نے اس رائے کو پسند کیا۔
ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے جنگ روم میں خود جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؑ نے ان کو
منع کیا کہ آپ بذات خود جنگ میں شریک نہ ہوں اگر آپ شہید ہو جائیں گے تو کسر
شان اسلام ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے آپ کے فرمانے کے مطابق عمل کیا۔

حوالہ جات حصہ چہارم باب دوم

(۱) ارجح المطالب صفحہ ۱۳۵
(۲) مطالب السئول صفحہ ۲۰۵
(۳) نہج البلاغہ صفحہ ۱۷۲
(۴) صحیح مسلم باب غرہ ذی قرہ ولمرہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۲
(۵) کوکب دری صفحہ ۵۰۴، المرتضیٰ صفحہ ۱۰۴
(۶) (۷) المرتضیٰ صفحہ ۱۰۴
(۸) تذکرہ الخواص والائمہ صحفہ ۲۰۱
(۹) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۰۲
(۱۰) کوکب دری صفحہ ۳۱۳، المرتضیٰ صفحہ ۱۰۴
(۱۱) مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۳۹۷
(۱۲) کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۸
(۱۳) ارجح المطالب صفحہ ۲۰۴
(۱۴) نور الابصار صفحہ ۱۸
(۱۵) کوکب دری صفحہ ۳۱۳، ۳۱۷

باب سوئم — اخلاق حمیدہ

حسن خلق:۔

حضرت علیؓ نہایت خندہ پیشانی تھے ۔ کبھی کسی بات پر چیں بجبیں نہ ہوتے ۔ ہروقت متبسم رہتے تھے ۔ معاویہؓ نے اس پر بھی ایک مرتبہ نکتہ چینی کرتے ہوئے قیسؓ بن سعد بن عبادہ سے کہا خدا ابو الحسنؓ پر رحم کرے وہ نہایت کشادہ رو، ہنسنے والے اور خوش طبع تھے ۔ قیس کہنے لگے ہاں آنحضرت بھی مزاح کرتے اور صحابہ ہنستے تھے ۔* (۱)

حضرت علیؓ کا خلق، خندہ روئی، طلاقت لسانی، اور تبسم ضرب المثل ہے ۔ صعصعہ بن صوبان اور دیگر اصحاب کا قول ہے کہ آپ ہم میں بہت نرم دل اور متواضع تھے ۔ ہم لوگوں کے قلوب میں ان کی اسقدر ہیبت تھی جیسے قیدی کو اس وقت ہوتی ہے جب کوئی تلوار لئے اس کے سر پر کھڑا ہو ۔* (۲)

مخلوق سے شفقت:۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "اے ایمان والو جب تم رسول کو مشورہ کیلئے بلاؤ تو مشورہ لینے سے پہلے صدقہ دو" تو آنحضرت نے مجھکو حکم دیا کہ تم جاکر لوگوں میں صدقہ دینے کا حکم کرو ۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ کس قدر صدقہ کا حکم دوں ۔ آنحضرت نے فرمایا ایک دینار ۔ میں نے عرض کیا لوگوں کو اس قدر ادا کرنے کی طاقت نہیں ۔ آنحضرت نے فرمایا اچھا نصف دینار میں نے پھر عرض کیا کہ ان میں اتنی بھی طاقت نہیں ۔ آنحضرت نے فرمایا اچھا جو کے برابر میں نے عرض کیا کہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے ۔ تب آنحضرت نے فرمایا تم بہت ڈرنے والے اور یہ آیت نازل ہوئی "کیا تم ڈرتے ہو اس امر سے کہ مشورہ کرنے سے پہلے صدقہ دو" حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ میری ہی وجہ سے اس حکم میں امت کو تخفیف ہوئی ۔* (۳)

ابو سعید حذریؓ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنازہ پر تشریف لے جاتے تو دریافت فرماتے کہ متوفی کسی کا قرضدار تو نہیں تھا اگر ایسا ہوتا تو

آپ نماز جنازہ نہ پڑھتے ۔ ایک مرتبہ ایک جنازہ پر تشریف لے گئے اور جب معلوم ہوا کہ وہ قرضدار تھا تو آپ ہٹ کر بیٹھ گئے ۔ حضرت علیؓ نے بڑھکر کہا یارسول اللہ یہ قرض میرے ذمہ ہے اور متوفی اس سے بری ہے ۔ تب آنحضرت نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت علیؓ سے فرمایا خدا تجھے نیکی کی جزائے خیر دے اور تیرا قرض ادا کرے جس طرح کہ تو نے ایک مسلمان کا قرض ادا کیا ۔* (۴)

رعایا کے حال سے دلچسپی:۔

ابی الصہباؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو نہر کلا یعنی بصرہ کے لنگر گاہ کے قرب اجناس کا نرخ پوچھتے ہوئے دیکھا ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ جانچ کرتے ہونگے کہ اجناس بیجا نرخ پر فروخت تو نہیں ہو رہی ہیں ۔* (۵)

عامر شعبی ناقل ہیں کہ سودہ بنت عمارہ ابن اشتر ہمدانیہ کہتی ہیں کہ ایک روز میں حضرت علیؓ کی خدمت میں ایک شخص کی شکایت لے کر گئی جس کو آپ نے ہم لوگوں سے زکواۃ وصول کرنے کیلئے مقرر کیا تھا ۔ آپ سن کر رونے لگے پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاکر فرمایا اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے عاملوں کو مخلوق پر ظلم کرنے کیلئے حکم نہیں دیا اور نہ ہی ان سے تیرا حق چھوڑنے کیلئے کہا ۔ پھر اپنے جیب سے کاغذ نکال کر اس عامل کو فہمائش کی اور نصیحت کی بعد میں اس کو معزول کر دیا ۔* (۶)

قیدیوں سے رعایت:۔

حضرت علیؓ جیل خانہ کی کنجیاں اپنے پاس رکھتے ۔ نماز کے اوقات میں جیل خانہ کھلواتے اور قیدیوں کی بیت المال سے ان کی خوراک دلواتے ۔ وہ فرماتے تھے کہ ہمارا کام ان کو صرف مقید رکھنا ہے نہ کہ ان کو تکلیف دینا ۔* (۷)

بیت المال کی امانت:۔

ابو شافع مولیٰ جن کو حضرت علیؓ نے خازن مقرر کیا تھا بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت علیؓ گھر میں تشریف رکھتے تھے ۔ میں نے ان کی صاحبزادی کے کان میں موتی

ڈال دیئے ۔ حضرت علی ان موتیوں کو بیت المال میں دیکھ چکے تھے ۔ آپ نے ان موتیوں کو پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس نے یہ موتی کہاں سے پائے ۔ اگر اس نے چوری کی ہے تو میں اس کے ہاتھ کاٹوں گا ۔ ابو رافعؓ نے عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے ان کو یہ موتی پہنائے ہیں ۔ مجھ سے یہ خطا ہوئی ہے ۔ آپ نے فرمایا جب میرا نکاح جناب فاطمہ سے ہوا تھا تو میرے پاس ایک مینڈھے کی کھال تھی جس پر ہم رات کو سوتے اور دن کو ہمارے اونٹ کیلئے اس پر دانہ رکھا جاتا ۔ * (۸)

یحیٰی ابن سلمہ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے عمرو ابن سلمہ کو اصفہان پر عامل کر کے بھیجا ۔ جب وہ وہاں آئے تو آپ ساتھ گئے اور شہد کی مشکیں بھر کر لائے ۔ اور اس میں سے تھوڑا سا شہد و گھی آپ کی صاحبزادی جناب ام کلثوم کو بھیج دیا ۔ دوسرے روز تقسیم کے وقت جب گھی اور شہد پیش کیا گیا اور آپ نے مشکیں شمار کیں تو ان میں سے دو کی مہریں ٹوٹی ہوئی ملیں ۔ آپ نے عمرو بن سلمہ سے اس کے متعلق سوال کیا ۔ تو انہوں نے سارا حال بیان کیا حضرت علی نے دونوں مشکیں جانچ کرنے والوں کے پاس نقصان کی جانچ کیلئے بھیج دیں ان لوگوں نے جانچ کے بعد پانچ درھم کا نقصان بتلایا ۔ آپ نے حضرت ام کلثوم کے پاس آدمی بھیج کر پانچ درہم منگوائے تب مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ۔ * (۹)

اسی طرح ایک مرتبہ شہد سے بھری مشکیں یمن سے آئی تھیں اس وقت اتفاق سے حضرت امام حسنؑ کے یہاں کچھ مہمان آئے ۔ حضرت امام حسنؑ نے ان کے لئے بازار سے روٹیاں منگوائیں اور قنبرؓ سے فرمایا کہ ایک مشک کھول کر تھوڑا سا شہد لادو ۔ قنبرؓ نے ایک رطل (آدھا سیر) شہد بھیج دیا ۔ حضرت علیؓ جب مشکوں کو تقسیم کرنے بیٹھے تو قنبرؓ سے فرمایا مشکوں میں کچھ فتور معلوم ہوتا ہے ۔ قنبرؓ نے عرض کیا کہ امام حسنؑ نے اس میں سے تھوڑا سا شہد منگوایا تھا ۔ حضرت علیؓ کو غصہ آگیا ۔ فرمایا حسنؑ کو بلاؤ جب امام حسنؑ تشریف لائے تو حضرت علیؓ درہ لے کر مارنے کو اٹھے ۔ حضرت امام حسنؑ نے حضرت جعفر طیارؓ کی قسم دے کر اصل واقعہ بیان کیا واضح رہے کہ حضرت علیؓ کو حضرت جعفر طیارؓ سے اس قدر محبت تھی کہ شدت غصہ میں جب ان کی قسم دی

جاتی تو غصہ فرو ہو جاتا ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تقسیم سے قبل تم نے شہد کیوں لے لیا ۔ اس کا جواب دو حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا چونکہ ہمارا حق اس میں معین ہے لہذا میں نے یہ خیال کیا کہ جب وہ حق ملے گا تو جتنا لے لیا ہے واپس کر دیا جائے گا ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ صحیح ہے لیکن تم کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ دوسروں سے پہلے اس سے نفع اٹھاؤ ۔ پھر قنبرؓ کو ایک درھم دے کر حکم دیا کہ خالص شہد اسی مقدار بھر مول لا کر اس میں ملا دو ۔ راوی کہتا ہے کہ ابتک میری نگاہوں کے سامنے وہ منظر ہے کہ حضرت علیؓ روتے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یا اللہ حسنؑ کو بخش دے اس نے بوجہ لاعلمی ایسا کیا تھا ۔ * (۱۰)

حسن سلوک :-

حسن سلوک کی یہ کیفیت تھی کہ جنگ جمل میں جب آپ فتحیاب ہوئے تو مروان جو آپ کا سخت ترین دشمن تھا اور بد گو تھا اس پر قابو پانے کے بعد آپ نے اسے معاف کر دیا ۔ * (۱۱)

عبداللہ ابن زبیرؓ آپ کی بد گوئی کرتے ۔ بصرہ میں خطبہ دے کر انہوں نے سخت سے سخت کہا ۔ حضرت علیؓ کے پاس جب اسیر کر کے لائے گئے تو آپ نے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ باپ خاندان بنی ہاشم سے تھے ۔ ان کے بیٹے ہیں جن کی یہ کیفیت ہے ۔ سعید بن العاصؓ کا شمار بھی انہیں میں تھا لیکن بعد واقعہ جمل ان سے بھی آپ نے تعرض نہیں کیا ۔ * (۱۲)

اسی طرح جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ پر آپ فتح مند ہوئے تو آپ کی نہایت تعظیم تکریم کی اور ان کو نہایت عزت کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیا قبیلہ عبدالقیس کی بیس عورتیں ساتھ میں کر دیں ۔ اور ان کے سروں پر عمامے اور کمر پر تلواریں بندھوا دیں ۔ ان عورتوں نے مدینہ پہونچکر حضرت عائشہؓ پر ظاہر کیا کہ وہ عورتیں تھیں بغرض حفاظت ہم کو مردانہ لباس پہنا کر آپ کے ساتھ کر دیا گیا تھا ۔ * (۱۳)

حقوق الناس کی حفاظت :-

اس معاملہ میں آپ بہت سخت گیر تھے ۔ اگر کوئی معمولی آدمی بھی آپ سے آپ کے کسی عامل کی شکایت کرتا تو آپ تدارک فرماتے اور بعد تحقیقات اگر عامل کی زیادتی ثابت ہوتی تو معزول کر دیتے ۔ ایک مرتبہ آپ ہمدان تشریف لے گئے ۔ واپسی پر اچانک آپ کے کان میں ہائے فریاد ہائے فریاد کی آواز آئی ۔ آپ ادھر متوجہ ہوئے ۔ قریب پہونچکر دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ۔ ایک انمیں سے کہنے لگا میں نے اس شخص کے ہاتھ سات درھم میں ایک کپڑا فروخت کیا تھا اور شرط کر لی تھی کہ درھم کھرے دینا ۔ یہ مجھکو کھوٹے درھم دینے لگا ۔ میں نے انکار کیا ۔ اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ۔ حضرت علیؑ نے مارنے والے سے جواب طلب کیا اس نے اقرار کیا آپ نے فرمایا کہ موافق شرط اس کے درھم دوا سنے بلا عذر و حیلہ درھم حوالے کر دئے پھر آپ نے بائع کو حکم دیا کہ مشتری سے بدلہ لو ۔ مگر اس نے معاف کر دیا حضرت علیؑ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ طمانچہ مارنے والے کو میرے ساتھ لے چلو ۔ جائے اوقات پہونچکر آپ نے اس شخص کے پندرہ درے لگوائے اور فرمایا کہ یہ سزا اس شخص کی آبروریزی کی ہے ۔* (۱۴)

خوف الٰہی:۔

حضرت علیؑ نے اپنے زمانہ خلافت ظاہری اپنے بڑے بھائی حضرت عقیلؓ اور ان کی اولاد کا روزینہ بقدر تعداد اولاد بیت المال سے مقرر فرما دیا تھا جو ان کو ہر روز ملتا تھا ۔ ایک روز حضرت عقیلؓ کے بچوں کو حریرہ کھانے کی خواہش ہوئی ۔ چونکہ بجز معمولی مقدار جو کے نقد ملتا نہ تھا لہذا بچوں کی خاطر روزانہ کے مقررہ جو میں سے تھوڑا تھوڑا نکال کر جمع کرتے رہے ۔ جب کافی جو جمع ہو گئے تو ان کو فروخت کر کے بازار سے گھی اور کھجور خرید لائے اور حریرہ تیار کیا ۔ کھانے کے وقت حضرت علیؑ بھی بلائے گئے ۔ بر سبیل تذکرہ یہ قصہ بھی بیان میں آگیا آپ نے دریافت فرمایا کہ روزینہ میں سے جب اتنے جو روزانہ نکالے جاتے رہے تو .... اسی روز سے روزینہ میں کمی کر دی اور فرمایا ضرورت سے زیادہ مجھکو دینا حلال نہیں حضرت عقیلؓ اس پر ناخوش ہوئے ۔ حضرت علیؑ

نے لوہا گرم کر کے ان کے رخسار کے پاس کیا تو وہ اس کی حدت سے بیتاب ہو کر اف اف کرنے لگے ۔ حضرت علیؑ نے فرمایا آپ دنیاوی آگ سے اسقدر گھبراتے ہیں اور مجھکو دوزخ میں ڈالنا چاہتے ہیں ۔* (۱۵)

ایک مرتبہ حضرت عقیلؓ نے حضرت علیؑ سے کہا مجھ کو حاجت ہے کچھ دو آپ نے فرمایا اچھا دونگا صبر کیجئے ۔ جب اور مسلمانوں کو وظائف تقسیم کرونگا تو آپ کو بھی دونگا ۔ چونکہ حضرت عقیلؓ زیادہ عیالدار اور ضرور تمند تھے صبر نہ کر سکے مکرر سوال کیا ۔ حضرت علیؑ نے فرمایا بازار جاکر کسی دوکان کا قفل توڑ لیجئے ۔ انہوں نے کہا تم مجھے چوری سکھاتے ہو ۔ حضرت علیؑ نے فرمایا آپ بھی تو مجھے چوری سکھاتے ہیں ۔ بغیر مسلمانوں کی موجودگی کے مال لینا بھی تو چوری ہے ۔* (۱۶)

مخالفین سے سلوک:۔

حدیث میں ہے کہ بہادر وہ نہیں جو دشمن پر غلبہ پالے ۔ بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے نفس کو زیر کرے ۔ حضرت علیؑ اس بہادری میں بھی نمایاں حیثیت رکھتے تھے ۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ آپ کی حریف تھیں لیکن جب ایک شخص نے ان کے اونٹ کو پے کیا تو خود حضرت علیؑ نے بڑھکر حضرت عائشہؓ کی خیریت دریافت کی اور انکو ان کے ایک طرفدار بصری کے گھر اتارا ۔ حضرت عائشہ کی فوج کے زخمیوں نے بھی اسی گھر میں پناہ لی تھی ۔ حضرت علیؑ ملاقات کو تشریف لے گئے مگر ان کے زخمی ہمراہیوں سے جو اس گھر میں پناہ گزیں تھے بالکل تعرض نہ کیا ۔ اور بہ عزت حضرت محمد بن ابی بکرؓ کی معیت میں چالیس معزز عورتوں کے ساتھ مدینہ منورہ رخصت کیا ۔ خود حضرت علیؑ نے دور تک ان کی مشایعت کی اسی موقعہ پر جو لوگ شریک جنگ تھے ان کی نسبت بھی عام منادی کرادی کہ بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے ۔ زخمیوں پر گھوڑے نہ دوڑائے جائیں ۔ مال غنیمت نہ لوٹا جائے ۔ جو ہتھیار ڈال دے اس کو امان ہے ۔* (۱۷)

حضرت زبیرؓ نے جنگ جمل میں حریف کی حیثیت سے مقابلہ کیا تھا اور خود سپہ

سالار جنگ تھے۔ ان کا قاتل ابن جرموز جب ان کی تلوار اور ان کا سر لے کر آیا تو آپ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے فرزند صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دو پھر تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ وہی تلوار ہے جس نے کئی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے مشکلات کے بادل ہٹائے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں میرے حواری زبیرؓ ہیں۔* (۱۸)

جنگ جمل میں حضرت علیؓ جب نعش کا معائنہ فرما رہے تھے اس وقت ایک ایک نعش کو دیکھ کر افسوس فرماتے۔ محمد بن طلحہؓ کی نعش پر نظر پڑی تو آپ نے سرد آہ بھر کر فرمایا "اے قریش کے شکرے"

جنگ صفین میں جب عمر العاص آپ کے مقابلہ پر دھوکے سے آگیا تو خود گر کر فوراً برہنہ ہو گیا۔ آپ اس کو چھوڑ کر الگ کھڑے ہو گئے۔

صفین میں معاویہؓ نے فرات کا پانی حضرت علیؓ کی فوجوں پر بند کر دیا۔ آپ نے فوج کشی کر کے فرات پر قبضہ پالیا آپ نے ہر کس و ناکس اور معاویہؓ کی فوج کو اجازت دیدی کہ آؤ اور پانی استعمال کرو۔* (۱۹)

آپ نے اپنے قاتل عبدالرحمن بن ملجم کے متعلق یہ وصیت فرمائی کہ اس سے معمولی طور پر قصاص لینا۔ قتل نہ کرنا ہاتھ پاؤں ناک کان نہ کاٹنا طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب ابن ملجم آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر پر سلاؤ۔ اگر میں زندہ بچ گیا تو اس کو معاف کر دینے یا قصاص لینے کا مجھ کو اختیار ہوگا۔ اگر میں مر گیا تو اس کو مجھ سے ملا دینا۔ میں خدا کے سامنے اس سے جھگڑ لونگا۔

حمایت دین:۔

ذوالعشیرہ کے موقعہ پر حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے ذوالعشیرہ کے موقعہ پر جب فرمایا کہ دنیا و آخرت میں تم میں سے کون میرا ساتھ دیگا تو یہ حضرت علیؓ ہی تھے جو کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی نصرت کرونگا آنحضرت نے فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے ولی ہو۔* (۲۰)

حضرت علیؓ آنحضرت کی حیات میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر وہ مر گئے (یعنی آنحضرت) یا مارے گئے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے "ترجمہ: تو خدا کی قسم جب اللہ نے ہمیں ہدایت دے دی تو اس کے بعد ہم پیٹھ نہ پھیریں گے اگر رسول اللہ کا وصال ہوا یا آپ شہید ہو گئے تو جس چیز کیلئے آپ جنگ کرتے تھے ہم بھی اس کے لئے لڑیں گے یہاں تک کہ موت آجائے۔ میں آپ کا بھائی اور ولی ابن عم اور علم کا وارث ہوں۔* (۲۱)

وفا:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے خصائص حمیدہ میں بہترین چیز وفا تھی۔ جنگ خیبر کے موقعہ پر آنحضرت نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم دونگا جو اللہ رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت رکھتے ہیں بالآخر آنحضرت نے حضرت علیؓ کو علم دیا۔* (۲۲)

امانت و دیانت:۔

آنحضرت نے جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو قریش کی امانتیں واپس کرنے کیلئے آپ ہی کو منتخب کیا۔

عہد خلافت ظاہری و دیانت اور امانت کے ساتھ بیت المال کی دیکھ بھال کی۔ مال غنیمت جب تقسیم فرماتے تو برابر کے حصے لگا کر قرعہ ڈلتے تاکہ اگر کچھ کمی بیشی ہو تو اس سے بری ہو جائیں۔

عاصم بن کلیب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اصفہان سے مال آیا۔ اس میں ایک روٹی بھی تھی آپ نے تمام مال کے ساتھ اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کئے اور قرعہ ڈالکر تقسیم فرمایا۔* (۲۳)

ام کلثومؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے پاس نارنگیاں آئیں۔ حضرت امام حسینؑ نے ایک نارنگی اٹھائی۔ آپ نے دیکھا تو ان کے ہاتھ سے لے کر لوگوں میں تقسیم کر دی۔* (۲۴)

اکثر بیت المال کا اندوختہ تقسیم کرکے اس میں جھاڑو دے دیتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے تاکہ وہ ان کی امانت دریافت کی شاہد رہے۔* (۲۵)

سخاوت و ایثار:۔

علامہ واحدی اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے ناقل ہیں کہ ایک بار حضرت علیؑ کے پاس چار درہم کے علاوہ کچھ نہ تھا آپ نے ایک درہم رات کو، دوسرا دن کو، تیسرا پوشیدہ طور پر اور چوتھا ظاہر میں خیرات کیا .... دن میں پوشیدہ اور ظاہر طور پر خیرات کرتے ہیں ان کے لئے خدا کے پاس اجر ہے۔ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ اندوہ گیں ہوں گے" اس واقعہ کو موفق بن احمد حموینی، ثعلبی، مالکی، اور طبرانی نے بیان کیا ہے۔* (۲۶)

امام ثعلبی اپنی تفسیر میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں آنحضرت کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا کسی نے اس کو کچھ نہ دیا۔سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہنا میں نے تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا مگر کسی نے مجھ کو کچھ نہ دیا حضرت علیؑ نماز میں تھے۔آپ نے داہنے ہاتھ کی چھنگلیا سے اشارہ کرکے انگوٹھی اس کو عطا فرمائی۔جس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی!" تمھارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں۔ (۲۷)

امام شعبی کہا کرتے تھے کہ تمام مخلوقات میں حضرت علیؑ سخی ترین تھے جود و سخا کو محبوب رکھتے تھے کبھی سائل سے لفظ "لا" نہیں کہا۔خود اپنے ہاتھ سے مدینہ کے یہودیوں کے نخلستان میں پانی دیتے یہاں تک کہ ہاتھ میں آبلے پڑ جاتے۔اجرت جو کچھ ملتی خیرات کر دیتے۔* (۲۸)

ایثار کی یہ کیفیت تھی کہ علامہ کنوتی طبقات میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کافروں سے جنگ کر رہے تھے۔دونوں طرف سے لوگ صف باندھے کھڑے تھے۔مسلمان تھوڑے تھے اور کافر کوئی دس ہزار کے قریب ہونگے۔ان میں سے ایک کافر نے

کہا ذرا تلوار مجھکو دیکھنے کو دیجئے۔حضرت علیؑ نے اپنی تلوار اس کو دیدی۔کافر نے تلوار لے کر کہا آپ تلوار مجھکو دے چکے ہیں۔مجھ سے آپ اب کیونکر بچیں گے۔حضرت علیؑ فرمانے لگے تم نے حاجت مندوں کی طرح سے میرے سامنے ہاتھ بڑھایا۔میری مروت اس کی متقاضی نہ ہوئی کہ میں سوال کرنے والوں کا سوال رد کردوں۔یہ سن کر وہ کافر مسلمان ہو گیا۔* (۲۹)

ابو بکر بن محمد فخر الاسلام مناقب الاصحاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ان لوگوں پر عجب ہوتا ہے جو اپنا مال غلاموں کے مول لینے میں صرف کرتے ہیں اور اپنے احسان سے آزاد لوگوں کے دل مول لے کر غلام نہیں بناتے۔* (۳۰)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رات بھر باغ سینچ کر تھوڑے جو مزدوری میں حاصل کئے۔صبح کے وقت گھر تشریف لائے تو ایک ثلث پسوا کر حریرہ پکوانے کا انتظام کیا۔ابھی تیار ہی ہوا تھا کہ ایک مسکین نے صدا بلند کی۔آپ نے سب اٹھا کر اس کو دیدیا۔پھر بقیہ دو ثلث میں سے ایک ثلث پکنے کا انتظام کیا جب تیار ہوا تو ایک مسکین یتیم نے دست سوال بڑھایا۔اس کو بھی اٹھا کر دیدیا۔اسی طرح تیسرا ثلث پکنے کے بعد ایک مشرک قیدی کے نذر ہو گیا۔حضرت علیؑ رات بھر کی مشقت کے باوجود دن بھر فاقہ سے رہے۔اللہ تعالیٰ کو یہ ایثار پسند آیا۔بطور ستائش اس کے متعلق خاص آیت نازل فرمائی" پھر اور کھانا کھلاتا ہے اپنی محبت سے مسکین و یتیم اور اسیر کو "* (۳۱)

ہدایۃ السعداء میں مرقوم ہے کہ ایک دن ایک سائل نے امیر المومنین کے پاس آکر ایک روٹی طلب کی۔آپ نے قنبرؓ سے فرمایا اس درویش کو روٹی دے اس نے عرض کی یا امیر المومنین روٹی اونٹ پر ہے۔فرمایا اونٹ سمیت دے دو۔عرض کیا اونٹ قطار میں ہے فرمایا قطار سمیت دے ڈال۔قنبرؓ فوراً اونٹوں کی مہار ہاتھ سے چھوڑ کر الگ جا کھڑا ہوا۔امیر المومنین نے اس سے پوچھا اے قنبر تو الگ کیوں ہو گیا۔عرض کی اے بحر سخا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی ساتھ میں

بخشس دیں اور میں خدمت کی سعادت سے محروم رہوں۔* (۳۲)

مہمان نوازی:۔

ابن حجر مکی سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ رونے لگے۔ لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ فرمانے لگے سات روز ہوگئے ہیں کہ کوئی مہمان میرے پاس نہیں آیا۔ مجھے اس امر کا خوف ہے کہ خدا نے مجھ کو حقیر نہ کر دیا ہو۔* (۳۳)

کرم:۔

علامہ فصائلی ابوالسحاق سبیہی سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت کے اصحاب میں چالیس سے زائد لوگوں سے پوچھا کہ آنحضرت کے عہد مبارک میں کون بزرگ [illegible] صاحب کرم تھے۔ سب نے حضرت علیؑ و حضرت زبیر کا نام لیا۔* (۳۴)

حوالہ جات حصہ چہارم باب سوم

(۱) ارجح المطالب صفحہ ۱۵۱
(۲) ینابیع المودة صفحہ ۱۴۲
(۳) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۴۱، خصائص نسائی صفحہ ۷۲
(۴) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۳۱۸
(۵) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۴۰
(۶) مطالب السئول صفحہ ۱۱۴، ارجح المطالب صفحہ ۱۵۴
(۷) ارجح المطالب صفحہ ۱۵۵
(۸) ارجح المطالب صفحہ ۱۵۷، تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۲، شمس التوارج صفحہ ۱۲۹۸ تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۵۱۱
(۹) ارجح المطالب صفحہ ۱۵۷، کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۳، ریاض النضرہ صفحہ ۲۳۸
(۱۰) مطالب السئول صفحہ ۱۱۴
(۱۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۳۸
(۱۲، ۱۳، ۱۴) ینابیع المودة صفحہ ۲۳۲، ارجح المطالب صفحہ ۱۷۱
(۱۵) تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۰۳، شمس التواریخ جلد ۵ صفحہ ۱۲۹۹
(۱۶، ۱۷) تاریخ طبری جلد سوم، صفحہ ۵۱۱

(۱۸) ینابیع المودة صفحہ ۲۳۲

(۱۹) مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۶۷

(۲۰) ینابیع المودة صفحہ ۲۳۳

(۲۱) جامع الصحیح ترمذی جلد اول صفحہ ۱۹۷

(۲۲) (۲۳) (۲۴) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۲۱، ۲۳۹، ۱۲۳ اور ۲۴۰

(۲۵) ینابیع المودة صفحہ ۹۲، مدارج المطالب صفحہ ۱۶۸، مطالب السئول صفحہ ۱۱۸

(۲۶) مطالب السئول صفحہ ۱۰۵، نور الابصار صفحہ ۷۷

(۲۷) لمرج المطالب صفحہ ۱۷۰

(۲۸/۲۹) ارجح المطالب صفحہ ۱۷۰

(۳۰) مطالب السئول صفحہ ۱۰۷، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۱۶

اس آیت کی شان نزول مفسرین نے بروایت ابن عباسؓ جداگانہ بھی لکھی ہے۔ یعنی حضرت حسینؑ کی علالت آنحضرت کی عیادت، اور جناب علی و فاطمہ کے ۔۔۔۔ اور وقت افطار مسکین و یتیم و اسیر کا صدا دینا اور ان کا کل افطار دے دینا اور پانی پر کر روزہ پر روزہ تین دن تک رکھنا۔

(۳۱)(۳۲) کوکب دری صفحہ ۴۲۰

(۳۳) (۳۴) ارجح المطالب صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱

باب چہارم

فضائل داخلی

زہد:۔

اسکے معنی خواہشات نفسانی کو حقیر و ذلیل سمجھ کر اس کے مخالفت کرتے رہنا امام فخر الدین رازی اربعین میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت کے عہد میں ایک گروہ صحابہ کا زہد و ورع میں مشہور تھا۔ جیسے ابو ذر غفاریؓ، سلمان فارسیؓ، ابو الدرداؓ وغیرہ یہ سب ترک و تجرد میں حضرت علیؑ کے مقلد تھے۔* (۱)

قبیصہ کا قول ہے کہ ہم نے کسی کو حضرت علیؑ سے بڑھکر زاہد نہیں دیکھا۔* (۲)

حسن ابن صالح بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیزؒ کا قول ہے کہ ہم اس امت میں آنحضرت کے بعد حضرت علیؑ سے زیادہ کسی کو زاہد نہیں پاتے نہ انہوں نے کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس (یعنی مکان نہیں بنایا) * (۳)

حضرت عمارؓ یاسر سے مروی ہے کہ آنحضرت حضرت علیؑ سے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسی زینت سے مزین کیا ہے کہ بندوں میں سے کسی کو اس سے بہتر زینت نہیں دی گئی۔ وہ زینت زہد فیالدنیا ہے جو خدا کے نیک بندوں کی زینت ہے۔ اس لئے علیؑ خدا نے تمہیں ایسا بنایا ہے کہ تم کو دنیا سے اور دنیا کو تم سے کچھ نہیں ملا تم کو مسکینوں کی محبت دی گئی۔ ان کی پیروی سے تم خوش کئے گئے اور لوگ تمھاری امامت سے خوش رہیں گے۔* (۴)

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ مجھ سے آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ جب لوگ دنیا کی طرف رغبت کریں گے اور آخرت کو چھوڑ دیں گے اور لوگوں کی میراث کھا جائیں گے اور دین کو خرابی میں ڈال دیں گے اور خدا کا مال لوٹ لیں گے تو تمارا کیا حال ہوگا؟ میں نے عرض کیا کہ میں ان کو چھوڑ دوں گا اور آخرت کے گھر کو اختیار کریں گے میں

اس کو ترک کر دونگا۔ اور اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کر لونگا اور دنیا کی مصیبتوں پر صبر کر لوں یہاں تک کہ آپ سے ملوں۔ آنحضرت نے فرمایا تم سچ کہتے ہو پھر آپ نے دعا مانگی یا اللہ اس کے ساتھ ایسا ہی کرنا۔* (۵)

علی ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے ابن النباح موذن نے کہا اے امیر المومنین آپ نے بیت المال کو روپیہ و اشرفی سے بھر دیا حضرت علیؑ ابن النباح پر ٹیک دے کر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھے اور بیت المال میں تشریف لا کر جو کچھ موجود تھا سب تقسیم کر دیا اور فرمایا اے اشرفی اور روپیہ تو میرے علاوہ کسی اور کو فریب دے۔ پھر آپ نے بیت المال میں پانی چھڑکوا کر دو رکعت نماز پڑھی۔* (۶)

امام حسن کا ارشاد ہے کہ حضرت علیؑ نے نہ کبھی مال جمع کیا اور نہ کچھ چھوڑا اور نہ مکان بنوایا۔ اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے حواب تک عمارتیں بنوا دیتے۔* (۷)

جب حضرت کوفہ تشریف لائے (اپنے دور خلافت ظاہری میں) تو دارالامارت کے بجائے ایک میدان میں فروکش ہوئے۔* (۸)

زہد کا یہ عالم تھا کہ جناب فاطمہ جو چند چیزیں اپنے ہمراہ جہیز میں لائیں تھیں اس میں ایک چیز کا بھی اضافہ نہ ہو سکا۔ چکی پیستے پیستے جناب فاطمہؑ کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ جاتے۔ گھر میں اوڑھنے کی صرف ایک چادر تھی وہ بھی اس قدر مختصر کہ پاؤں چھپاتے تو سر برہنہ ہو جاتا اور سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتا۔

در دولت پر نہ کوئی حاجب نہ دربان، نہ امیرانہ کروفر، نہ شاہانہ تزک و احتشام عین اس وقت جب کسریٰ کی شہنشاہی مسلمانوں کیلئے زر و جواہر اگل رہی تھی اسلام کا یہ خلیفہ ایک معمولی غریب کی طرح زندگی بسر کرتا رہا۔ بلکہ داروہش کی بدولت کبھی فاقہ کی بھی نوبت آجاتی تھی۔

ایک مرتبہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا "میری تلوار کا کون خریدار ہے۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس ایک تہہ بند کی قیمت ہوتی تو اس کو فروخت نہ کرتا" ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا "امیر المومنین میں تہہ بند کی قیمت قرض دیتا ہوں"۔* (۹)

تقویٰ:۔

اس سے مراد شبہات سے اجتناب و احتراز ہے۔ اللہ نے اس آیت میں آپ کو متقی بیان فرمایا" اور وہ شخص جو آیا سچائی کے ساتھ اور اس نے تصدیق کی وہ لوگ متقین میں سے ہیں"

جلال الدین سیوطی درالمنثور میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ابن عساکر نے بروایت مجاہد کی ہے کہ "وہ شخص جو آیا سچائی کے ساتھ" سے آنحضرت مراد ہیں اور "اس نے تصدیق کی" سے حضرت علیؑ مراد ہیں۔* (۱۰)

بیہقی نے بہ اسناد آنحضرت روایت کی کہ فرمایا جو شخص آدمؑ کا علم، نوحؑ کا تقویٰ، ابراہیم کی خلعت، موسیٰؑ کی ہیبت، اور عیسیٰؑ کی عبادت دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو وہ علیؑ ابن ابی طالب کو دیکھے۔* (۱۱)

آنحضرت نے فرمایا شب معراج مجھ کو علیؑ کے متعلق سید المومنین امام المتقین اور قائد الغر المحجلین ہونے کا الہام ہوا۔* (۱۲)

۳۔ بعد تقسیم مال غنیمت حضرت علیؑ نے فرمایا بڑا کامیاب شخص وہ ہے جس کے پاس تھوڑی سی کھجور ہو اور وہ دن میں ان میں سے ایک کھجور نکال کر کھا لیا کرے۔* (۱۳)

ورع:۔

اس سے مراد غیر مشتبہ چیزوں سے اجتناب ہے۔

۱۔ عبداللہ ابن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں عید الضحیٰ کے دن حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھکو حریرہ کھلایا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین خدا آپ کو نیکی دے۔ اگر آپ ہمارے لئے بطخ ذبح کراتے تو بہت اچھا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال و متاع وافر عطا فرمایا ہے۔ حضرت علیؑ فرمانے لگے میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ خلیفہ کیلئے دو پیالوں سے زائد مال لینا حلال نہیں۔ ایک خود اس کے اور اس کے گھر والوں کیلئے اور دوسرا مہمان کیلئے۔* (۱۴)

ابن ابی مطرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو تہہ بند باندھے اور ایک

چادر اوڑھے درہ ہاتھ میں لئے بازار میں پھرتے دیکھا ہے۔ بالکل ایک دیہاتی معلوم ہوتے تھے۔ کپڑا بیچنے والوں کے بازار میں جب تشریف لائے تو ایک دوکان دار سے فرمانے لگے کہ تین درھم کا کرتہ ہم کو دے دو۔ اس نے آپ کو پہچان لیا آپ دوسرے دکاندار کے پاس چلے گئے۔ جب اس نے بھی پہچان لیا تو وہاں سے بھی چلے گئے اور کچھ نہ مول لیا۔ پھر ایک کمسن بچے کی دوکان پر گئے اس سے تین درھم کا کرتہ مول لیا۔ اسی اثناء میں اس لڑکے کا باپ آگیا لڑکے نے باپ سے واقعہ بیان کیا۔ باپ ایک درھم لیکر حضرت علیؑ کی خدمت میں پہونچا اور عرض کیا کہ کرتہ کی قیمت صرف دو درھم ہے۔ آپ نے فرمایا چونکہ اس لڑکے نے ہماری رضامندی حاصل کرلی تھی اس لئے یہ درھم واپس لے جاؤ۔* (۱۵)

تواضع:-

آپ کو اپنے ہاتھ سے محنت و مزدوری کرنے میں کچھ عار نہ تھا۔ لوگ مسائل پوچھنے آتے تو آپ کو اپنے ہاتھ سے کبھی جوتا ٹانکتے، کبھی اونٹ چراتے اور کبھی زمین کھودتے پاتے۔ مزاج میں اس قدر سادگی تھی کہ فرش خاک پر سوجاتے اسی ادا پر آنحضرت نے آپ کو ابو تراب کا لقب عطا فرمایا تھا۔ (۱۶) ۔زمان خلافت ہی میں بھی یہ سادگی قائم رہی عموماً چھوٹی آستین اور اونچے دامن کا کرتہ اور معمولی کپڑے کا تہہ بند باندھے بازار میں گشت کرتے۔ اگر کوئی تعظیماً ساتھ ہولیتا تو منع فرماتے کہ اس میں والی کیلئے فتنہ اور مومن کیلئے ذلت ہے۔* (۱۷)

انکسار:-

نجدی اپنی معجم میں لکھتے ہیں کہ ابو صالح کے دادا سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ آپ نے ایک درھم کی کھجوریں خریدیں اور کپڑے میں باندھ کر اٹھانے لگے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا یا امیرالمومنین ہم اس کو اٹھا کر گھر تک پہونچا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ لڑکوں کا باپ ہی اس کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔*

عفو کرنا:-

ابی مطر بصری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ بازار سے گذر رہے تھے خرمہ فروش کی دوکان پر کچھ خریدنے کی غرض سے کھڑے ہوگئے اس دوکان پر ایک لونڈی رو رہی تھی۔ آپ نے وجہ دریافت کی اس نے بیان کیا میں اس دوکاندار سے ایک درھم کی کھجور لے گئی تھی۔ میرے مالک نے اسے واپس کردیا۔ اب اس کو واپس لینے سے انکار کررہا ہے۔ حضرت علیؑ نے اس دوکاندار سے فرمایا یہ جاریہ ہے اس کا اختیار ہی کیا ہے۔ مناسب ہے کہ تم کھجور لیکر قیمت واپس کردو۔ دوکاندار آپ کو پہچانتا نہ تھا اس نے سخت کلامی کی اور ہٹانا چاہا۔ لوگوں نے اس سے کہا تو نہیں جانتا یہ امیرالمومنین ہیں۔ اس نے یہ سن کر کھجوریں اور درھم دونوں واپس کردیں اور آپ سے عذر و معذرت کرنے لگا کہ آپ مجھ سے خوش ہوجائیے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تم سے خوش رہونگا اگر تم لوگوں کا پورا حق ادا کرتے رہوگے۔* (۱۹)

ایک مرتبہ بحالت جہاد حضرت علیؑ نے ایک شخص پر غلبہ حاصل کیا۔ اس نے آپ کے روئے مبارک پر تھوک دیا۔ آپ فوراً ہٹ آئے اس نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا اب تمھارا قتل خالصاً اللہ نہیں رہا۔ اس میں اب میری ذات شامل ہوگئی تمھارا قتل اب ذاتی وجہ اور بدلہ کی غرض سے بھی مراد ہوسکتا ہے۔ یہ سنکر وہ مسلمان ہوگیا۔ اس واقعہ کو مولانا جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی میں یوں نظم کیا ہے۔

علیؑ	روئے	بر	او خیو انداخت
ہر ولی	و	نبی	افتخار ہر

ماہ	کہ	روئے	بر	او خیو انداخت
پگاہ	و	اوشام	پیش	سجدہ آرد

حلم:-

محمد بن یوسف کنجی شافعی اپنی کتاب کفایت الطالب فی مناقب علیؑ ابن ابی

طالب میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ معاویہ نے خالد بن یعمر سے پوچھا کہ علیؑ تمہیں کس وجہ سے محبوب ہیں۔ انہوں نے کہا تین باتوں سے اول غصہ کے وقت حلم اختیار کرنے سے دوم گفتگو میں سچائی اختیار کرنے سے اور سوم عدل سے حکم کرنے سے۔*

(۲۰)

امام غزالی اپنی کتاب احیاء العلوم میں کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے اپنے غلام کو پکارا اس نے کچھ جواب نہ دیا دوبارہ وسہ بارہ پکارا پھر بھی نہ بولا۔ تب آپ نے اٹھ کر دیکھا تو وہ سو رہا تھا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا تو نے میری آواز نہیں سنی تھی۔ اس نے جواب دیا سنی تھی۔ آپ نے دریافت کیا پھر جواب کیوں نہیں دیا۔ کہنے لگا آپ کی عقوبت سے بے خوف تھا۔ اس لئے کاہلی کیے۔ آپ نے فرمایا۔ جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔* (۲۱)

صبر:۔

حضرت علیؑ تنگی معاش پر بہت صابر تھے۔ خود آپ سے منقول ہے کہ آنحضرت نے بدر کے مال غنیمت سے ایک اونٹ عطا فرمایا تھا۔ وہ ایک انصاری کے یہاں رہتا تھا جو اس پر گھاس لاکر فروخت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت امیر حمزہؓ نے اس کو ذبح کر کے کباب نوش فرمائے۔ میں نے صبر کیا۔* (۲۲)

ایک مرتبہ آپ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ درد کرنے لگا ہے۔ رسول اللہ کے پاس لونڈی غلام آتے رہتے ہیں۔ آپ جاکر رسول اللہ سے ایک خادم طلب کریں۔ جناب فاطمہ بولیں چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں بھی آبلے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا کیسے آئے۔ بولیں سلام کرنے۔ سوال کرتے شرم آئی۔ بغیر سوال لئے دونوں واپس آگئے۔ دوبارہ دونوں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدعا بیان فرمایا۔ آنحضرت نے فرمایا یہ مجھ سے نہ ہوگا کہ میں تم دونوں کو تو دوں اور اہل صفہ کو فاقہ میں چھوڑ دوں۔ میں لونڈی غلام فروخت کرکے اس کی رقم اہل صفہ پر صرف کرونگا۔ یہ سن کر دونوں واپس آئے۔ پھر خود

آنحضرت ان کے یہاں تشریف لے گئے اور فرمایا میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو اس چیز سے بہتر ہے جو تم مجھ سے مانگتے ہو تم دونوں ہر نماز کے بعد دس بار اللہ اکبر، دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ کہہ لیا کرو۔ اور سوتے وقت ۳۳ اور ۳۳ اور ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔* (۲۳)

تحمل:۔

خود آپ سے مروی ہے کہ جناب فاطمہؑ جب ہمارے گھر آئیں تو ہمارے پاس بچھانے کیلئے بیٹھنے کی صرف ایک کھال تھی۔ گھر کا سارا کام جناب فاطمہؑ انجام دیتیں اور بیرونی معاملات کے وہ خود ذمہ دار تھے۔

عدل:۔

آنحضرت کا ارشاد آپ کے متعلق ہے واسمھو بالسویۃ یعنی سب سے زیادہ برابر تقسیم کرنے والے۔* (۲۴)

امام شعبی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی۔ آپ اس کو قاضی شریح کے پاس لے گئے۔ اور خود فرش کے کنارے بیٹھ گئے اور فرمایا اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو میں بھی اس کے برابر کھڑا ہوتا (یہ واقعہ آپ کی خلافت ظاہری کا زمانہ ہے) آپ نے فرمایا یہ میری زرہ ہے۔ یہودی نے اس سے انکار کیا قاضی شریح نے گواہ طلب کئے۔ آپ نے امام حسنؑ و قنبرؓ کو پیش کیا۔ مگر قاضی شریح نے نہ مانا اور دلیل طلب کی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا دلیل کوئی نہیں ہے، قاضی شریح نے مقدمہ خارج کر دیا۔ حضرت علیؑ خاموش ہو رہے۔ یہودی زرہ لے کر چلا گیا کچھ دور جاکر پھر واپس آیا اور کہنے لگا میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کی شہادت دیتا ہوں کہ یہ انبیاء کے احکام ہیں کہ امیرالمومنین ایسا شخص مجھ کو قاضی کے سامنے لائے اور قاضی اس پر قضا کا حکم جاری کرے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ زرہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ سے گر پڑی تھی۔ حضرت علیؑ اس یہودی کے مسلمان ہونے پر اس قدر خوش ہوئے کہ وہ زرہ اس کو بخش دی اور ایک گھوڑا مزید

عنایت کیا۔* (۲۵)

حیاو شرم:۔

صحیحین میں ہے کہ ایک مرتبہ دریافت کرنا تھا کہ خروج ندی سے غسل لازم آتا ہے یا نہیں ۔آپ بوجہ قرابت و شرم و حیا خود دریافت نہ فرماسکے بذریعہ مقدادؓ دریافت فرمایا۔آنحضرت نے وضو کا حکم دیا۔* (۲۶)

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ غزوہ احد میں ابو سعد کافر سے مقابلہ ہوا۔ایک ہی حملہ میں وہ ایسا گرا کہ برہنہ ہو گیا۔حضرت علیؑ شرم سے الگ کھڑے ہو گئے۔

غیرت:۔

غیرت کا یہ حال تھا کہ آپ نے کبھی کسی کا زیر بار احسان ہونا گوارہ نہ کیا۔ شدید بھوک برداشت کی اور مزدوری کی مگر کسی کے یہاں کھانے کے راودار نہ ہوئے۔ یہی حالت زمانے خلافت ظاہری میں بھی رہی ۔بیت المال بھرتا رہا لوگوں میں تقسیم ہو کر خالی ہوتا رہا لیکن آپ نے اس میں سے اپنے لیے ایک درہم بھی نہ لیا۔

قناعت:۔

ہارون ابن غنزہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت علیؑ سے ملنے قصر خورنق گیا۔جاڑوں کا زمانہ تھا۔حضرت علیؑ ایک پرانی چادر اوڑھے تھے۔ سردی کا کچھ اثر آپ کو محسوس ہو رہا تھا۔میں نے آپ سے عرض کیا اے امیرالمومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کے لئے بیت المال میں حق مقرر کر دیا ہے۔ آپ اپنے نفس پر اتنی تکلیف کیوں گوارہ فرماتے ہیں ۔ارشاد ہوا کہ وہ سب میں تم لوگوں کے حوالہ کرتا ہوں ۔میں خود اس میں سے کچھ نہیں لیتا ۔یہ وہی چادر ہے جس کو میں مدینہ سے اوڑھکر آیا تھا۔* (۲۷)

خلوص:۔

خلوص سے مراد عبودیت ہے ۔آپ کا ہر فعل خالصتاً بوجہ اللہ تعالیٰ ہوتا تھا عبادات میں خلوص اور اس کے واقعات آگے آئیں گے۔

توکل:۔

امام احمد ابو نعیم وغیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ایک وقت مجھ پر ایسا گذرا ہے کہ میں نے آنحضرت کے ساتھ شدید بھوک میں پیٹ پر پتھر باندھا۔* (۲۸)

صداقت:۔

ابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم ، نسائی ، حاکم ، ابو نعیم بروایت عباد ابن عبداللہ لکھتے ہیں کہ حضرت علی فرماتے تھے کہ میں اللہ کا بندہ ، آنحضرت کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں ۔اس امر کو میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا۔میں نے سب لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی ۔* (۲۹)

سلمان فارسیؓ اور ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم صدیق اکبر ہو ۔* (۳۰)

عصمت:۔

امام احمد بن حنبل مناقب میں ابو سعید حذری سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ تم کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں جو میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں ۔اول تم خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے رہو گے جب تک کہ حساب سے فارغ نہ ہو ۔دوم لواءالحمد جس کے نیچے آدمؑ اور اولاد آدمؑ ہو گی تمہارے ہاتھ میں ہو گا۔سوم تم حوض کوثر پر کھڑے ہو گے ۔جس کو میری امت سے پہچانو گے اس کو پلاؤ گے ۔چہارم میرا سترڈھانپو گے اور مجھ کو خدا کے سپرد کرو گے ۔اور پنجم تمہارے متعلق مجھ کو اس بات کا مطلق خوف نہیں کہ پارسا ہونے کے بعد امر حرام کی طرف رجوع کرو گے یا ایمان کے بعد کفر کی طرف جاؤ گے ۔* (۳۱)

حوالہ جات حصہ چہارم باب چہارم

(۱)،(۲)،(۳) ارجح المطالب صفحہ ۱۴۰

(۴) تذکرۃ الخواص والائمۃ صفحہ ۱۳۸

(۵) ارجح المطالب صفحہ ۱۴۰

(۶) مستدرک حاکم، جلد ۳ صفحہ ۱۲۶

(۷) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۲۰

(۸) کنزالعمال جلد ۲ صفحہ ۴۰۹، تذکرہ الخواص والائمۃ صفحہ ۱۳۹، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۷

(۹) ارجح المطالب صفحہ ۱۴۱

(۱۰) خلفائے راشدین صفحہ ۳۰۸

(۱۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۳۷

واضح رہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ اپنی خلافت ظاہرہ کے چند سال گذار چکے تھے۔

(۱۲) ارجح المطالب صفحہ ۱۵۰

(۱۳) کنزالعمال جلد ۱ صفحہ ۱۵۷، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۹۳

(۱۴) ازالۃ الخفاء جلد ۳ صفحہ ۳۱۹

(۱۵) ارجح المطالب صفحہ ۱۵۶، تذکرہ الخواص والائمۃ صفحہ ۱۴۰

(۱۶) تذکرہ الخواص والائمۃ صفحہ ۱۴۳، ریاض النضرہ باب چہار صفحہ ۲۳۸

(۱۷) بخاری کتاب المناقب باب لمناقب علی جلد دوم صفحہ ۳۴۳

(۱۸) نیابیع المودۃ صفحہ ۳۴۸

(۱۹) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۳۳

(۲۰) ارجح المطالب صفحہ ۱۵۲

(۲۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۲

(۲۲) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۲

یہ حدیث تسبیح مختلف طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔ تقریباً تمام محدثین نے اس کو بیان کیا ہے سب سے مشہور اور اول روایت بخاری کی ہے (صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۳۴۳)

(۲۳) کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۴۵۱

(۲۴) ارجح المطالب صفحہ ۱۵۹، نیابیع المودۃ صفحہ ۲۹۰

(۲۵) ارجح المطالب صفحہ ۱۵۹

(۲۶) نیابیع المودۃ صفحہ ۲۱۹، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۳۸

(۲۷) کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۹، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۱۵

(۲۸) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۳۹

(۲۹) کنزالعمال جلد ۴ صفحہ ۳۹۴

(۳۰) ارجح المطالب صفحہ ۱۶۲، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۴

(۳۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۴۹

فضائل ظاہری

حسن صورت:۔

محب طبری اپنی کتاب ریاض النضرۃ میں حضرت علیؑ کے متعلق لکھتے ہیں "حضرت علیؑ بہت خوبصورت مثل چودھویں کے چاند کے تھے۔" *(۱)

ابن اثیر اسد الغابہ میں براویت ابی الحجاج لکھتے ہیں۔" میں نے حضرت علیؑ کو خطبہ پڑھتے دیکھا۔ آپ سب لوگوں میں بہت زیادہ خوبصورت تھے۔" *(۲)

آپ متوازن جسم، کشادہ آنکھیں، مضبوط درمیانہ قد تھے۔ آپ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ *(۳)

وجاہت:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں حضرت علیؑ کو مرتبہ وجاہت حاصل تھا۔ یہ مرتبہ اسقدر عالی ہے کہ کلام اللہ میں انبیاء میں صرف دو شخصوں کے حق میں وارد ہوا۔ حضرت موسیٰؑ کے متعلق ارشاد ہوا "موسیٰ خدا کے نزدیک باآبرو تھے"۔ دوسرے حضرت عیسیٰؑ کے حق میں ارشاد ہوا "باآبرو دنیا و آخرت میں مقربین سے ہیں"۔

شرافت نسب:۔

حضرت علیؑ کو وہی شرافت نسبی حاصل تھی جو آنحضرت کو تھی۔ آنحضرت کے والد ماجد حضرت عبداللہ تھے اور حضرت علیؑ کے والد ماجد حضرت ابو طالب تھے۔ یہ دونوں حقیقی بھائی تھے۔ حضرت علیؑ نجیب الطرفین ہاشمی اسوجہ سے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم تھیں اور والد ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھے۔

بنی ہاشم کا فضل و شرف احادیث سے ثابت ہے۔ سب سے زیادہ شرف یہ ہے

کہ بوجہ انکی عزت و حرمت کے ان کیلئے صدقات و زکوۃ کا مال حرام کیا گیا اور یہ تخصیص ان کے موالی اور غلاموں کے ساتھ بھی کی گئی۔

واثلہ بن الاسقعؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراھیم میں اسمعیل کو برگزیدہ کیا اور اولاد اسمعیل میں بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ میں قریش کو اور قریش میں بنو ہاشم کو برگزیدہ کیا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیلؑ آئے انہوں نے کہا میں نے مشرق و مغرب میں زمین کو چھان مارا مگر میں نے تم سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ اور نہ بنی ہاشم کی اولاد سے افضل کسی کی اولاد ہوئی۔ *(۴)

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے گروہ بنی ہاشم قسم اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اگر میں جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑونگا تو میں تمھارے سوا اور کسی سے ابتدا نہیں کرونگا۔ *(۵)

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ بنی ہاشم کی عیادت فرض اور زیارت نفل ہے۔ *(۶)

آنحضرت نے فرمایا بنی ہاشم سے بغض کفر ہے۔ *(۷)

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم لوگ بنی عبدالمطلب سرداران اہل جنت سے ہیں۔ میں، حمزہؓ، جعفرؓ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، مہدیؑ۔ *(۸)

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس آیت "قرابت دار بعض سے بعض بہتر کتاب اللہ میں مومنین و مہاجرین سے" مراد حضرت علیؑ ہیں کیونکہ وہ مومن، مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔ *(۹)

آنحضرت سے قرابت کا شرف:۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا خداوند گواہ رہنا میں نے لوگوں کو اس امر سے مطلع کر دیا ہے کہ یہ (علیؑ) میرا بھائی، میرے چچا کا بیٹا، میرا داماد، اور میرے بچوں کا باپ ہے، خداوندا جو اس سے دشمنی رکھے اسے اوندھا آگ میں گرا۔

*(۱)

ابی الحراءؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ تم کو تین باتیں ایسی حاصل ہوئیں جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئیں ۔یہاں تک کہ مجھے حاصل نہیں ہوئیں تم کو میرا جیسا خسر ملا مجھے نہیں ملا۔ تم کو صدیقہؑ جیسی میری بیٹی ملی ویسی مجھے نہیں ملی، تم کو تمھارے صلب سے حسنؑ و حسینؑ ملے مجھ کو میرے صلب سے ایسے نہیں ملے ۔در حقیقت تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں ۔*(۱۱)

آنحضرت نے فرمایا بیشک علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں ۔*(۱۲)

سیاست:۔

فن سیاست میں بھی آپ خاص طور سے کمال رکھتے تھے ۔آپ خدا کے معاملات میں بہت سخت تھے ۔" ایسے شخص کے بارے میں کیا کہا جائے کہ ذمی باوجود تکزیب نبوت آپکو دوست رکھتے ہیں ۔ فلسفی باوجود مخالفت مذہب آپ کی عظمت کو سلام کرتے ہیں ۔عیسائی اور مروی بادشاہوں نے آپ کی تصویر تلواروں میں بنوائی ۔ یہ لوگ اس سے برکت حاصل کرتے اور اس سے فتح وظفر کی فال لیتے ہیں اور میں ایسے شخص کے بارے میں کیا کہوں جو ہر شخص کا محبوب ہو کہ لوگ اس سے انتساب کو باعث عظمت وزینت سمجھتے ہوں ۔لوگوں نے یوم احد آسمان سے سنا تھا کہ ذوالفقار کی مثل تلوار نہیں اور علیؑ جیسا بہادر ۔*(۱۳)

ذیل میں ہم اس خط کا اقتباس پیش کرتے ہیں جو حضرت علیؑ نے گورنر مصر مالکؓ اشتر کو روانہ کیا تھا۔یہ خط فلسفہ جہانبانی کا ایک مکمل خاکہ ہے جو موجودہ زمانہ میں ایک مثال اور سبق کی حیثیت رکھتا ہے۔

"یہ ہے وہ وصیت جس کا حکم دیا ہے اللہ کے بندے علیؑ امیر المومنین نے مالک بنؓ حارث اشتر کو جب اسے مصر کا گورنر بنایا:۔

رعایا اور حکومت:

تیرا دلپسند ذخیرہ عمل صالح کا ذخیرہ ہو۔یہ ذخیرہ اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ

تجھے اپنی خواہشوں پر قابو حاصل ہو۔اپنے دل میں رعایا کیلئے رحم، محبت، لطف پیدا کرنا خبردار رعایا کے حق میں پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جانا۔ رعایا میں دو قسم کے آدمی ہوں گے۔ تمہارے دینی بھائی اور دیگر مخلوق خدا۔ لوگوں سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں جان بوجھ کر یا بھولے چوکے سے۔ تم اپنے عفو وکرم کا دامن خطاکاروں کیلئے اس طرح پھیلا دینا جس طرح تمھاری آرزو ہے کہ خدا تمھاری خطاؤں کیلئے اپنا دامن عفو و کرم پھیلادے ۔ کبھی نہ بھولنا کہ تم رعایا کے حاکم ہو، خلیفہ تمھارا حاکم ہے اور خدا خلیفہ کا حاکم ہے ۔ عفو پر کبھی نادم نہ ہونا، سزا دینے پر کبھی شیخی نہ بگھارنا، غصہ آتے ہی دوڑ نہ پڑنا، خبردار رعایا سے کبھی نہ کہنا کہ میں تمھارا حاکم بنایا گیا ہوں ۔اس وصیت سے فساد پیدا ہوتا ہے، دین میں کمزوری آتی ہے اور بردباری کیلئے بلاوا آتا ہے ۔اگر حکومت کی وجہ سے غرور پیدا ہونے لگے تو سب سے بڑے بادشاہ یعنی خدا کی طرف دیکھنا۔ وہ تم پر قدرت رکھتا ہے ایسا کروگے تو نفس کی طغیانی کم ہو جائے گی ۔یاد رکھو جو کوئی خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو خدا خود اپنے مظلوم بندوں کی طرف سے ظالم کا حریف بن جاتا ہے ۔یاد رکھو کہ خدا مظلوموں کی سنتا ہے اور ظالموں کی تاک میں رہتا ہے ۔ تمہیں وہ راستہ اختیار کرنا چاہئے جو حق وانصاف کا ہو ۔یہ بھی یاد رکھو عوام کی ناراضگی خواص کی رضامندی کو بہالے جاتی ہے اور خواص کی ناراضگی عوام کی ناراضگی کے ہوتے ہوئے گوارہ کرلی جاتی ہے دین کا اصل ستون مسلمانوں کی اصلی جمعیت ہے ۔ دشمن کے مقابلہ میں اصلی طاقت امت کے عوام ہیں لہذا عوام ہی کا تمہیں زیادہ سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

مشیر:۔

لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں ۔یہ کام حاکم کا ہے کہ ان کے عیب ڈھکے ۔ خبردار چھپے عیبوں کی کرید نہ کرنا ان کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دو ۔ بغض و کینہ ختم کرنا ۔ عداوت اور غیبت کی رسی کاٹ ڈالنا ۔ خبردار چغل خور کی بات ماننے میں جلدی نہ کرنا ۔ چغل خور دغا باز ہوتے ہیں اپنے مشیروں میں بخیل کو شریک نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں

احسان کرنے سے روکے گا۔ بزدل کو صلاح میں شریک نہ کرنا کیونکہ مہمات میں تمہاری ہمت کمزور کرے گا۔ حریص کو شریک نہ کرنا کیونکہ ظلم کی راہ سے دولت سمیٹنے کی ترغیب دے گا۔ بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرفداری کرے اور گناہوں میں ان کا ساتھی ہو۔ ایسا وزیر لینا جو گناہوں میں ان کی طرح لدا ہوا نہ ہو ایسے لوگ تمہیں کم تکلیف دیں گے اور تمہارے بہترین مددگار ثابت ہوں گے۔ اپنے خاص وزیروں میں وہی مقبول ہوں جو زیادہ سے زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکیں اور ان کاموں میں تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر سکیں۔ جو خدا اپنے بندوں کیلئے ناپسند فرماتا ہے اہل تقویٰ اور صدق کو اپنا مصاحب بنانا۔ تمہاری جھوٹی تعریف نہ کریں گے۔ کیونکہ ان کی بھرمار سے ان میں غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ تمہارے سامنے نیکوکار اور خطاکار برابر نہ ہوں۔ ایسا کرنے سے نیکوں کی ہمت پست ہو جائے گی اور خطاکار اور بھی شوخ ہو جائیں گے۔ ہر آدمی کو وہ جگہ دینا جس کا وہ اپنے عمل کے لحاظ سے مستحق ہے کسی اچھے دستور کو نہ توڑنا جو امت کے اگلے لوگ جاری کر گئے ہیں۔ ورنہ عذاب تمہارے حصہ میں آئے گا۔ اہل علم و عرفان سے مشورہ کرتے رہنا کہ تعمیر اصلاح کے وسائل کیا ہیں اور انہیں کس طرح استحکام بخشا جائے۔

طبقے:۔

رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ ایک طبقہ فوج ہے۔ خدا کی فوج رعایا کا قلعہ ہے، حاکم کی زینت، دین کی قوت اور امن کی ضمانت ہے۔ رعایا کا قیام فوج ہی سے ہے۔ اور فوج کا قیام خراج سے ہے اس سے سپاہی جہاد میں تقویت پاتے ہیں اور اپنی حالت درست کرتے ہیں پھر فوجیوں اور خراج کیلئے تیسرا طبقہ قاضی اور عمال میں جو مالی معاملات انجام دیتے ہیں اور ان چاروں طبقوں کی بقا کے لئے تاجر اور اہل حرفہ ضروری ہیں کہ بازار لگاتے ہیں اور ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ آخر میں ادنیٰ طبقہ ہے جس کی امداد اور اعانت ضروری ہے

فوج:۔

دیکھو اپنی فوج کے معاملہ میں ہوشیاری سے کام لینا۔ ان ہی لوگوں کو افسر بنانا جو اللہ۔ رسول اور ائمہ کے خیرخواہ ہوں، صاف دل ہوں، ہوشمند ہوں، جلد غصہ میں نہ آجاتے ہوں، عذر و معذرت قبول کر لیتے ہوں، کمزوروں پر ترس کھاتے ہوں، زبردستوں پر سخت ہوں، نہ سختی انہیں جوش میں لاتی ہو اور نہ کمزوری انہیں بٹھا دیتی ہو، فوج کیلئے ان ہی کو منتخب کرنا جن کا حسب و نسب و خاندان اچھا ہے، جن کا ماضی بے داغ ہے، جو ہمت و شجاعت و جود و سخا سے آراستہ ہیں، شریف ہیں، نیک ہیں، فوجیوں کے معاملات کی ویسی ہی فکر کرنا جیسی فکر والدین کو اولاد سے ہوتی ہے۔ فوجی کے سامنے صرف ایک ہی خیال ہو۔ دشمن سے جنگ۔

انصاف و محبت:۔

رعایا کی امیدوں کیلئے میدان کشادہ رکھنا۔ اس کی دلجوئی برابر کرتے رہنا اور اس کے بہادروں کے کارنامے سراہتے رہنا، انعام دینے میں کبھی کوتاہی نہ کرنا۔ خاندانی ہونے کی وجہ سے کسی کے کارناموں کو بڑھا چڑھا نہ دینا اور ادنیٰ خاندان ہونے کی وجہ سے ان کے کاموں کی بے قدری نہ کرنا۔ انصاف قائم کرنا۔

فیصلے:۔

ملک میں انصاف قائم کرنے کیلئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا جو تمہاری نظر میں سب سے افضل ہوں، ہجوم معاملات سے تنگدل نہ ہو جانا، اپنی غلطی پر اڑے رہنا بھی ٹھیک نہ سمجھتے ہوں، اور حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد باطل سے چمٹے نہ رہتے ہوں۔ طمع نہ ہو، اپنے فیصلوں پر غور کرنے کے عادی ہوں، صرف دلائل کو اہمیت دیتے ہوں مدعی اور مدعا علیہ سے بحث میں اکتا نہ جاتے ہوں، واقعات کی تہہ تک پہنچنے میں جی نہ چراتے ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہوں جنہیں نہ تعریف بیخود کر دیتی ہو اور نہ چاپلوسی مائل کر سکتی ہو۔ تمہارا فرض ہے کہ اپنے قاضیوں کے فیصلوں کی جانچ کرتے رہو۔ کھلے دل سے انہیں معاوضہ دو تاکہ انہیں کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ اپنے دربار میں انہیں ایسا درجہ دو کہ تمہارے کسی مصاحب اور درباری کو ان پر دباؤ، گرانی یا انہیں

نقصان پہونچانے کی ہمت نہ ہوسکے۔قاضیوں کو ہر طرح کے خوف سے آزاد ہونا چاہیئے۔

عمال حکومت:۔

عمال حکومت کے معاملات پر نظر رکھنی ہوگی۔اسے مقرر کرنا اسے امتحاناً مقرر کرنا۔رو رعایت یا بغیر اطلاع و مشورہ کسی کو عہدہ نہ دینا کیونکہ ایسا کرنے سے ظلم و خیانت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔اچھے گھرانوں، باکردار اور باحیا لوگوں کو ہی منتخب کرنا کیونکہ ان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔اپنی آبرو کا خیال کرتے ہیں۔ طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور انجام پر نظر رکھتے ہیں۔ عہدیداروں کو اچھی تنخواہ دینا تاکہ حکومت کے مال سے بے نیاز رہیں۔نیک لوگوں کو مخبر بنا کر ان کو چھوڑ دینا اس لئے کہ جب انہیں معلوم ہوگا کہ خفیہ نگرانی بھی ہورہی ہے تو امانت داری اور رعایا سے مہربانی میں اور زیادہ چست ہوجائیں گے۔ پھر بھی اگر کوئی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اس کی تصدیق ہوجائے تو اسے سزا دینا۔خائن کو ذلت کی جگہ کھڑا کرنا اور پوری طرح رسوا کرنا۔اپنے منشیوں کے معاملات بہترین آدمیوں کے سپرد کرنا اور راز کی خط و کتابت انہیں کے سپرد کرنا۔ان لوگوں کا چناؤ محض اپنی فراست، میلان طبیعت، یا حسن ظن کی بنا پر نہ کرنا کیونکہ لوگوں کا دستور ہے کہ تصنع اور ظاہر داری سے اپنے آپ کو حاکموں کی فراست کے مطابق بنا لیتے ہیں مگر خیر خواہی اور امانت میں کورے ہوتے ہیں۔انتخاب میں یہ بھی دیکھنا کہ اگلے حاکموں کے تحت انہوں نے کیا خدمتیں انجام دی ہیں۔عوام کو ان سے کتنا فائدہ پہنچا اور امانت داری میں ان کا کب شہرہ تھا۔

ٹیکس:۔

محکمہ خراج کی نگرانی میں کوتاہی نہ کرنا۔اس کے ٹھیک رہنے میں سب کی بھلائی ہے۔سب کے رزق کا مدار خراج پر ہے لیکن ملک کی اصلاح پر زیادہ توجہ رکھنا کیونکہ خراج بھی ملک کی خوشحالی سے حاصل ہوتا ہے۔جو تعمیر کے بغیر چاہتا ہے اس کی حکومت یقیناً چند روزہ ہوگی۔اگر کاشتکار خراج کی زیادتی کی، کسی آفت آسمانی کی آبپاشی میں خلل پڑجانے کی، رطوبت میں قلت کی، یا سیلاب یا خشکی کے سبب فصل

خراب ہوجانے کی شکایت کریں تو خراج کم کردینا کیونکہ کاشتکار ہی تمھارا اصل خزانہ ہیں۔ان سے جو رعایت کروگے اس سے ملک کی فلاح ہوگی۔ملک کی آبادی اور سرسبزی ہر بوجھ اٹھا سکتی ہے ملک کی بربادی باشندوں کی غربت سے ہوتی ہے اور باشندوں کی غربت کا سبب یہ ہوتا ہے کہ حاکم دولت سمیٹنے پر کمر باندھ لیتے ہیں۔

تاجر اور پیشہ ور:۔

ان کا پورا خیال رکھنا کیونکہ یہ لوگ ملک کی دولت بڑھاتے اور ضروریات زندگی مہیا کرتے ہیں۔تاجر اور اہل حرفہ امن پسند ہوتے ہیں۔ان سے شورش اور بغاوت کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ان پر نگاہ رہے کہ کہیں یہ اجارہ داری کرنے اور عوام کو لوٹنے نہ لگیں۔اجارہ داری کی قطعاً ممانعت کردینا۔خرید و فروخت خوش دلی سے ہو۔وزن بٹے ٹھیک رہیں۔شرح و نرخ مقرر ہوں۔

غربا:۔

بیت المال کا ایک حصہ ان کیلئے وقف کردینا ان سے تکبر سے پیش نہ آنا۔ان میں ایسے بھی ہوں گے جو تم تک نہیں پہونچ سکتے ان کا خیال رکھنا۔یتیموں کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔بے سہارا بوڑھے بھی قابل رحم ہیں۔یاد رکھو کہ غریبوں سے زیادہ انصاف کا مستحق کوئی نہیں۔ تم اپنے وقت کا ایک حصہ فریادیوں کیلئے وقف کردینا اور سب کام چھوڑ کر ان سے ملنا۔ تمھاری مجلس عام رہے اور ہر کوئی بے دھڑک چلا آئے۔اگر عوام بدتمیزی سے بات کریں یا اپنا مطلب بیان نہ کرسکیں تو خفا نہ ہونا۔خبردار تکبر سے پیش نہ آنا۔

حق:۔

خبردار کسی مصاحب یا رشتہ دار کو جاگیر نہ دینا۔ایسا کروگے تو یہ لوگ رعایا پر ظلم کریں گے اور خود فائدہ اٹھائیں گے۔

جنگ و صلح و عہد:۔

دیکھو جب دشمن صلح کی طرف بلائے جس میں خدا کی رضا مندی ہو تو انکار نہ کرنا۔ کیونکہ صلح میں تمھاری فوج کیلئے آرام ہے اور تمھارے لئے فکروں سے چھٹکارا۔ لیکن بعد صلح دشمن کی طرف سے چوکنا رہنا کیونکہ ممکن ہے کہ صلح کی راہ سے اس نے تقرب اسلئے حاصل کیا ہو کہ بے خبری میں تم پر ٹوٹ پڑے اور جب دشمن سے معاہدہ کرنا تو تحریری یا زبانی تو اس کی پوری پابندی کرنا عہد کو بچانے کیلئے اپنی جان کی بازی تک لگادینا۔ دشمن سے دغابازی نہ کرنا کیونکہ یہ خدا سے سرکشی ہے۔ معاہدہ کرتے وقت معاہدے کے الفاظ صاف ہوں گول مول مبہم عبارت جس سے کئی کئی معنی نکلتے ہوں ناجائز ہے۔ اگر معاہدے سے بعد میں تکلیف بھی ہو تو اس کو برداشت کریں۔ خبردار ناحق کا خون ہرگز نہ بہانا۔ خونریزی سے حکومت طاقتور نہیں ہوتی بلکہ کمزور ہو کر مٹ جاتی ہے۔

خبردار خود پسندی کا شکار نہ ہونا۔ خوشامد سے بچنا رعایا پر احسان نہ جتانا۔ وعدہ خلافی نہ کرنا۔ حیلہ بازی سے کام نہ لینا۔ بروقت کام سے تساہل نہ برتنا۔ شبہہ پر اصرار نہ کرنا۔ اپنے غصہ کو، طیش کو، ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھنا۔ یہاں تک کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے گزری ہوئی منصف حکومتوں، نیک دستوروں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات اور کتاب اللہ کے فرائض ہمیشہ یاد رکھنا تاکہ اپنی حکومت کے معاملات میں ہمارے عمل کی پیروی کرسکو۔* (۱۴)

فن سپہ گری:۔

تمام غزوات میں آپ کی شجاعت اور فن سپہ گری کے ایسے کرشمہ ظہور میں آئے کہ اس کے سامنے سام و نریمان بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔

خود اپنے زمانہ خلافت ظاہری میں تین معرکے پیش آئے۔ جمل، صفین، اور نہروان۔ ان تینوں میں آپ کی ذاتی بہادری کے ساتھ آپ کی فن سپہ سالاری اور قواعد فوج کشی پوری طرح ظاہر ہوئے۔ آپ اپنی تھوڑی فوج کے ساتھ مقابل کی کثیر تعداد کو پسپا کر دیتے تھے۔

ناقلان اخبار و اصحاب تاریخ ذکر کرتے ہیں کہ اصحاب جمل تیس ہزار تھے۔ جن میں سولہ ہزار سات سو نوے قتل ہوئے زخمیوں کی تعداد نصف زیادہ تھی حضرت علیؑ کی طرف سے بیس ہزار تھے جس میں صرف ایک ہزار قتل ہوئے۔

۳۷ھ میں معاویہ سے صفین کے مقام پر معرکہ آرائی ہوئی۔ حضرت علیؑ کے لشکر میں نوے ہزار آدمی تھے جس میں سے پچیس ہزار شہید ہوئے۔ معاویہ کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی جس میں سے پینتالیس ہزار قتل ہوئے۔

خارجی سب جمع ہو کر چار ہزار کی تعداد میں لڑنے آئے۔ حضرت علیؑ نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ ہٹتے رہیں۔ چنانچہ ان کے لشکر کی دو صفیں ہو گئیں اور تمام خارجی بیچ میں آگئے۔ پھر دونوں صفیں ان پر ٹوٹ پڑیں۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ چاروں ہزار مارے گئے۔ صرف سات آدمی یا بقول روایت نو آدمی باقی بچے۔ حضرت علیؑ کے لشکر کے صرف سات آدمی شہید ہوئے۔

قوت بدنی:۔

قوت بدنی آپ کی ضرب المثل ہے۔ آپ جب کسی کا ہاتھ پکڑ لیتے تو وہ سانس تک نہ لے سکتا۔

ابو رافع مولیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت نے جب علیؑ کو علم دیکر خیبر کی فتح کیلئے روانہ کیا تو میں آپ کے ساتھ تھا۔ جب آپ قلعہ کے قریب پہونچے اور مقابلہ شروع ہوا تو ایک یہودی نے قلعہ سے نکل کر آپ کے ہاتھ پر ضرب لگائی جس سے آپ کے ہاتھ سے سپر گر گئی۔ آپ نے قلعہ کا دروازہ اٹھالیا اور سپر کا کام اس سے لیتے رہے۔ بعد فتح آپ نے اس کو ڈال دیا۔ پھر ہم سات آدمیوں نے اس کو اٹھانا چاہا نہ الٹ سکے۔* (۱۵)

ابن ابی شیبہ لکھتے ہیں (بروایت جابرؓ بن سمرہ) کہ حضرت علیؑ نے یوم خیبر دروازہ اٹھالیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعہ فتح کیا۔ پھر چالیس آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا مگر نہ اٹھا سکے۔* (۱۶)

بقول ابن ابی قتیبہ کوئی پہلوان آپ سے کشتی میں سربر نہیں ہوا۔ کتاب حیوۃ

الحیوان میں حضرت علیؑ کی تلوار کے متعلق درج ہے کہ آپ کی تلوار ایک وار میں پوری کاٹ کرتی تھی۔ اگر سر پر پڑتی تو کمر تک کچھ باقی نہ رکھتی۔ اور اگر کندھے پر پڑتی تو دوسرا کندھا صاف کر دیتی۔* (۱۷)

آپ نے اپنے دست مبارک سے جن لوگوں کو قتل کیا اس کی صحیح تعداد کا کسی کو علم نہیں۔ صرف لیلۃ الہریہ میں چار سو آدمی آپ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

ایک روز حضرت علیؑ جنگل میں تشریف لے گئے۔ خالد ایک لشکر لئے جا رہا تھا جب حضرت علی کو دیکھا تو ایک گرز آہنی جو اس کے ہاتھ میں تھا اٹھا کر سر پر مارنا چاہا کہ امیر المومنین نے ہاتھ بڑھا کر گرز اس سے چھین لیا اور اس کو موڑ کر قلادہ یعنی گردن بند کی طرح اس کی گردن میں ڈالدیا۔ تمام لوہاروں کو جمع کیا کہ اس کو نکالنے کی تدبیر کریں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک لوہے کو آگ میں نہ ڈالیں نکال نہیں سکتے۔ اس کا علاج وہی کر سکتا ہے جس نے اس کو ڈالا ہے۔ چنانچہ خالد اپنے چند اصحاب کو واسطہ بنا کر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے قسم دی کہ خالد پر رحم کریں۔ اور بہت منت و سماجت کی۔ پس امیر المومنینؑ نے اپنی دو انگلیوں سے خالد کو اس بلائے بے درماں سے نجات دلائی۔* (۱۸)

حوالہ جات حصہ چہارم باب پنجم

(۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۵

(۲) ارجح المطالب صفحہ ۲۲۴

(۳) تذکرہ الخواص والائمۂ صفحہ ۲۹

(۴)، (۵)، (۶)، (۷) ارجح المطالب صفحہ ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۳۰

(۸)، (۹) ارجح المطالب صفحہ ۲۳۰، ۲۳۸

(۱۰)، (۱۱) ارجح المطالب صفحہ ۲۱۸، ۳۰۵

(۱۲) تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۲۳۴، مودۃ القربیٰ صفحہ ۱۰۱

(۱۳) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۵۰

(۱۴) نہج البلاغہ

(۱۵) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۹۹، مطالب السئول صفحہ ۱۲۷، ینابیع المودۃ صفحہ ۱۴۸ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱، تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۳۶۱

(۱۶) کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۸

(۱۷) ارجح المطالب صفحہ ۱۶۸

(۱۸) کوکب دری صفحہ ۲۹۵

باب ششم

فضائل باطنی

شجاعت:۔

حضرت علیؑ کی شجاعت اس قدر مشہور ہے کہ محتاج بیان نہیں ۔ واقعات شجاعت اس قدر حد تواتر کو پہنچ چکے ہیں کہ کسی میں ان کے انکار کی قدرت نہیں۔

اسلام میں سب سے پہلے غزوہ بدر پیش آیا۔ اس غزوہ میں جناب حمزہ اور آپ پیش پیش تھے ۔ اس جنگ میں آپ نے تجربہ کار جنگ آزما بہادروں کے دوش بدوش داد شجاعت دی حالانکہ آپکا اس وقت عنفوان شباب تھا۔ جنگ جب شروع ہوئی تو آپ کا مقابلہ ولید سے ہوا۔ آپ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اس جنگ میں جتنے کفار مارے گئے ان میں آدھے سے زیادہ صرف حضرت علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

غزوہ احد میں کفار کا علم طلحہ بن ابی طلحہ کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے مبارز طلبی کی آپ اس کے مقابلہ میں آئے اور آتے ہی سر پر ایسی تلوار ماری کہ سر کے دو ٹکڑے ہوگئے آنحضرت نے مسرور ہو کر تکبیر کہی اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کے نعرے لگائے۔ جنگ احد میں جب مسلمان درہ چھوڑ کر لوٹ مار میں مصروف ہوگئے۔ حالانکہ آنحضرت نے ان کو وہاں تعینات کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ کسی صورت میں بھی اس مقام کو نہ چھوڑیں تو کافروں نے درہ کو خالی پاکر اس کی طرف سے مسلمانوں پر سخت حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ بڑے بڑے صحابہ کرام آنحضرت کو چھوڑ کر نکل بھاگے۔ حضرت عثمانؓ ایسے گئے کہ جنگ کے اختتام کے تین روز بعد تشریف لائے۔ آنحضرت زخمی ہوئے اور ایک گڑھے میں گر گئے۔ دشمنوں نے مشہور کر دیا کہ آپ شہید ہوگئے۔ چنانچہ مسلمان آنحضرت کو چھوڑ کر نکل بھاگے مسلمانوں کی فوج دور دور دکھائی نہ دیتی تھی اور تمام صحابہ جلیل القدر طبع آزمائی فرما چکے تھے تو آنحضرت نے فرمایا کہ کل میں علم ایسے شخص کو دونگا جو خدا اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور خدا اور اس کا رسول

اس کو محبوب رکھتے ہیں ۔* (۱) جو کرار غیر فرار ہے ۔ پھر آنحضرت نے حضرت علیؑ کو علم عنایت فرمایا۔ یہودیوں کا سردار مرحب جب تلوار ہلاتا اور رجز پڑھتا مقابلہ کو آیا تو آپ بھی رجز خواہ ہوئے اور کہا میں وہ ہوں جس کی ماں نے اس کا نام حیدر رکھا ہے ۔ مرحب خوف زدہ ہوگیا۔ آپ نے اس کے سر پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سر کاٹتی ہوئی کر تک پہونچ گئی اور اس کا خود آہنی اور بکتر کام نہ آسکا۔

غزوہ ہوازن بھی خاص اہمیت رکھتا ہے جس میں تمام عرب قبائل کی متحدہ طاقت مسلمانوں کے خلاف اڈآئی تھی۔ لیکن غزوہ میں بھی حضرت علیؑ کامیاب رہے ۔ کفار نے دفعتاً تیروں کا مینہ برسا دیا۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے مگر پھر حضرت علیؑ کی شجاعت کام آئی اور جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

خود اپنی خلافت ظاہری کے زمانہ میں جو تین معرکے پیش آئے اس میں بھی آپ نے داد شجاعت حاصل کی ۔ عبداللہ بن عباسؓ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا حضرت علیؑ خود بھی جنگ صفین میں لڑے تھے ۔ ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے ان کے مثل کسی کو اپنی جان ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں ان کو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی میں ننگے سر نکلا کرتے ۔ ایک ہاتھ میں عمامہ ہوتا اور دوسرے میں تلوار ۔* (۲)

ابن زبیرؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ لڑائیوں میں اس قدر ہوشیار تھے اور ایسی گھاتیں جانتے تھے کہ کوئی ان پر چوٹ نہ لگا سکتا تھا آپ کی زرہ صرف سامنے کی جانب ہوتی تھی ۔ پشت بالکل کھلی رہتی تھی ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کیا آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپ کا کوئی دشمن پشت کی طرف سے حملہ کر دے ۔ آپ نے فرمایا اگر میں دشمن کو پشت کی طرف سے آنے دوں تو مجھ کو خدا باقی نہ رکھے ۔

سختی و دلیری:۔

آپ نہایت سخت و دلیر تھے ۔ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور لوگوں کی خاطر مدارت کیلئے اپنی خواہش سے باز نہ آتے تھے ۔* (۳)

ابو سعیدؓ خدری سے مروی ہے کہ چند لوگوں نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے حضرت علیؑ کی شکایت کی کہ بہت سختی کرتے ہیں۔ آنحضرت ہم لوگوں میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے لوگو علیؑ کی شکایت نہ کرو۔ خدا کی قسم وہ خدا کی ذات میں یا خدا کی راہ میں بہت سخت گیر ہے۔ *(۴)

کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ خداوند تعالیٰ کی ذات (راہ) میں بہت سخت ہے۔ *(۵)

انہیں سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ پر سب (برا بھلا کہنا) نہ کرو وہ خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔ *(۶)

طہارت:۔

آپ کی طہارت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ اور رسول کے سوا اور کوئی شخص بحالت جنابت مسجد میں نہ آسکتا تھا۔ آیت تطہیر مخصوص آنحضرت، حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ، امام حسنؑ وامام حسینؑ کے حق میں نازل ہوئی۔ *(۷)

ابو سعیدؓ حذری کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ کسی پر بھی حلال نہیں کہ وہ اس مسجد میں بحالت جنابت داخل ہو سوا میرے اور تمھارے، حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ کسی ایک پر یہ مناسب نہیں کہ بحالت جنابت سوائے میرے اور علیؑ اس مسجد میں داخل ہو۔ *(۸)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے مسجد میں تمام صحابہ کے دروازے بند کرادئے بجز حضرت علیؑ کے کہ وہ مسجد میں بحالت جنابت داخل ہوا کرتے تھے۔ کیونکہ وہی راستہ تھا اور کوئی راستہ اس کے علاوہ نہ تھا۔ *(۹)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنب مرد پر حرام ہے سوائے مجھ پر اور میرے اہلبیت پر جو علیؑ، فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ *(۱۰)

ابو رافعؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کیلئے گھر بناؤ اور حکم دیا کہ مسجد میں جنب نہ رہے

اور نہ عورتوں سے قربت کرے سوائے ہارونؑ اور اس کی ذریت کے اسی طرح سوائے علیؑ اور اس کی ذریت کے اور کسی کو مسجد میں رہنا اور قربت کرنا حلال نہیں۔ *(۱۱)

مواخاۃ (آپس میں بھائی چارہ کرنا):۔

عبداللہؓ بن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت نے اپنے اصحاب میں مواخاۃ کرائی۔ حضرت علیؑ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے صحابہ میں مواخاۃ کرائی۔ مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ *(۱۲)

زیدؓ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ نے اپنے اصحاب میں مواخاۃ کرائی تو حضرت علیؑ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اصحاب میں مواخاۃ کرائی اور مجھ کو کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ آنحضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق پر مجھے نبی بنا کر بھیجا میں نے تم کو اپنے لئے چھوڑا تم میرے لئے ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کیلئے تھے البتہ میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ تم میرے ساتھ جنت کے قصر میں ہوگے جہاں میرے بیٹی فاطمہؑ بھی ہوگی۔ *(۱۳)

عبداللہ بن احمد نے سعید ابن المسیب سے روایت کی ہے کہ واقعہ مواخاۃ مابین اصحاب مکہ میں ہوا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ میں مواخاۃ کرائی گئی اور حضرت علیؑ سے ارشاد ہوا کہ تم میرے بھائی ہو۔ *(۱۴)

ابو رافعؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو اور میں تمھارا بھائی ہوں۔ *(۱۵)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت نے اصحاب مہاجرین وانصار کے درمیان مواخاۃ کرائی تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو بھائی بنایا۔ اسی طرح عثمانؓ بن عفان و حضرت عبدلرحمن بن عوفؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت ابو ذر غفاریؓ اور حضرت مقداد میں مواخاۃ کرائی۔ اور حضرت علیؑ کو کسی کا بھائی نہیں بنایا تو فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے بمنزلہ ہارونؑ کے ہو جو

موسیٰ کیلئے تھے۔* (۱۶)

حضرت عمرؓ بن خطاب سے مروی ہے کہ جب آنحضرت نے اپنے اصحاب میں مواخاۃ کرائی تو فرمایا کہ علیؑ دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے اور میری اہلبیت میں میرا جانشین ہے اور میری امت میں میرا وصی ہے اور میرے علم کا وارث اور میرے دین کا ادا کرنے والا (یا میرے دین کا حاکم) اس کا مال میرا مال ہے اور میرا مال اس کا مال ہے اس کا نفع میرا نفع اور اس کا نقصان میرا نقصان۔ جس نے اس کو دوست رکھا اس نے مجھکو دوست رکھا۔ جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔* (۱۷)

نیابت:۔

حضرت علیؑ کو آنحضرت کی نیابت متعدد بار حاصل ہوئی۔ سب سے پہلے ذوالعشیرہ کے موقعہ پر پھر ہجرت کے موقعہ پر، نیز اپنی نیابت میں تبلیغ سورہ برأت کیلئے مکہ بھیجنا، جنگ تبوک میں اپنا نائب وقائم مقام کر جانا، اور خاص کر لاکھوں کے مجمع میں حج الوداع کے موقعہ پر غدیر خم کے مقام پر اپنا جانشین اور مولیٰ بنانا۔ یہ ایسے واقعات ہیں جو بہترین دلیل حصول شرف و نیابت و فضائل جلیلہ کیلئے ہیں۔

اسماعیلؓ، شریکؓ، ابی اسحٰقؓ اور حبشی بن جنادہؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور کوئی شخص میری طرف سے (سورہ برأت کفار قریش تک) نہیں پہنچا سکتا سوائے میرے یا علی کے۔* (۱۸)

خلافت: متعدد ثبوت:۔

دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر جب آنحضرت نے سرداران قریش پر اپنی نبوت کا ذکر کیا اور دعوت دی کہ کون ان کا ساتھ دیگا اور کون ان کا وصی بھائی اور خلیفہ ہوگا تو سب ہی خاموش رہے تب حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اور فرمایا" باوجود یہ کہ میرا سن ان لوگوں میں سب سے کم ہے، میری آنکھیں (ظاہری حیثیت سے) کمزور ہیں، جسم بھاری اور پنڈلیاں پتلی ہیں پھر بھی میں اس بوجھ کو اٹھانے کو تیار ہوں" آنحضرت نے حضرت علیؑ کی گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا" (دیکھو) یہ میرے بھائی، میرے وصی اور تم لوگوں

میں میرے خلیفہ ہیں۔ تم سب ان کا حکم ماننا اور ان کی اطاعت کرنا"۔* (۱

رسول اللہ نے فرمایا اگر تم لوگ علیؑ کو والی بناؤ گے تو وہ تم لوگوں کی ہدایت بھی کریں گے، خود بھی ہدایت پر باقی رہیں گے اور تم لوگوں کو صراط مستقیم پر بھی لے جائیں گے۔* (۲۰)

آنحضرت نے عمارؓ بن یاسر سے فرمایا۔ اے عمارؓ اگر تم حضرت علیؑ کو ایک راستہ پر چلتے ہوئے دیکھنا اور باقی لوگوں کو دوسرے راستہ پر چلتے دیکھنا تم تمام لوگوں کو چھوڑ دینا کیونکہ علی کبھی بھی ہلاکت کے راستے پر نہ لے جائیں گے اور نہ ہی ہدایت کے راستہ پر علیحدہ ہونے دیں گے۔* (۲۱)

ابوہریرہؓ نے حضرت سلمانؓ فارسی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنحضرت سے دریافت کیا" یا رسول اللہ خدا نے جس نبی کو بھیجا اس کو بتا دیا کہ اس کے بعد اس کا ولی کون ہوگا؟ تو کیا آپ سے بھی خدا نے فرمایا ہے کہ آپ کا ولی کون ہوگا؟ آنحضرت نے فرمایا ہاں میرے ولی علی ابن ابی طالب ہوں گے"۔* (۲۲)

کتاب مناقب میں سعید بن جبیرؓ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا" اے علیؑ تم ہی میرے حوض کوثر کے ساقی، میرے لوائے حمد کے حامل، میرے قلبی دوست، میرے وصی اور میرے علم کے وارث ہو۔ اور مجھ سے پہلے جتنے انبیاء کرام گذر چکے ہیں ان سب کی میراث بھی تم ہی کو سپرد کی گئی ہے تم خدا کی زمین پر خدا کے امین، خدا کی مخلوق پر اس کی حجت، تم ایمان کے رکن، اسلام کے ستون، تاریکی کے چراغ، ہدایت کے مینار، اور دنیا والوں کیلئے بلند نشان ہو۔ اے علیؑ جو شخص تمھاری پیروی کریگا نجات پائے گا اور جو تم کو چھوڑیگا وہ ہلاک ہوگا تم ہی واضح اور سیدھا راستہ ہو اور میں جس کا مولیٰ ہوں تم بھی اس کے مولیٰ ہو حلال زادہ تم کو دوست رکھے گا اور حرامزادہ تم کو دشمن رکھے گا"۔* (۲۳)

حنبل نے اپنی کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے علیؑ خدا کی قسم تم میرے خلیفہ ہو۔* (۲۴)

شعبی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت علیؑ

تشریف لائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؑ کو دیکھ کر کہا جو شخص ایسے انسان کو دیکھکر خوش ہونا چاہے جو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ کے نزدیک منزلت میں بلند، قرابت میں قرب، علمی اور عملی حالت میں افضل اور حقوق کے اعتبار سے بڑھکر ہے اس کو چاہیئے کہ وہ اس آنے والے کو دیکھے۔* (۲۵)

ابن مسیبؓ سے یہ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا اے لوگو! شریفوں سے محبت کرو اور کمینوں سے اپنی عزت بچاؤ اور یقین کرلو کہ شرافت کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ علیؑ کی ولایت حاصل نہ ہو۔* (۲۶)

دو اعرابی آپس میں لڑتے جھگڑتے آئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ ان دونوں میں فیصلہ کر دیجئے۔ ان میں سے ایک اعرابی نے کہا کہ یہ علیؑ ہمارا کیا فیصلہ کریں گے یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا اے بدتمیز تو کیا جانے کہ یہ کون ہیں۔ سن یہ تیرے بھی مولا ہیں اور ہر مومن کے مولا ہیں اور جس کے یہ مولا نہیں وہ مومن ہی نہیں ہے۔

آنحضرت کا ارشاد ہے۔ اے مسلمانو! اگر تم لوگ ہمارا خلیفہ علیؑ کو بناؤ گے تو تم لوگ دیکھو گے کہ وہ تم لوگوں کو ہدایت بھی کریں گے خود بھی ہدایت پر باقی رہیں گے اور تم لوگوں کو صراط مستقیم پر بھی لے چلیں گے۔

حوالہ جات حصہ چہارم باب ششم

(۱) ازالۃ الخفاء جلد ۳، صفحہ ۳۱۳

(۲) کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۷،

(۳)، (۴) ارجح المطالب صفحہ ۴۷۶، ۴۷۷

(۵) جامع الصحیح ترمذی باب المناقب صفحہ ۲۱۷

(۶) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۱۵

(۷) کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۹، جامع الصحیح ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۲۷

(۸) (۹) ارجح المطالب صفحہ ۴۱۸ تا ۴۲۰

(۱۰) طبقات ابن سعد حصہ سوم صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷، ترمذی، بحوالہ مشکوۃ شریف صفحہ ۱۰۷۸

(۱۱) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۴۷، ۴۹

(۱۲) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۰، ۲۱۴، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۴۹، ۵۲

(۱۳) جامع الصحیح ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۱۸

(۱۴) مودۃ القربیٰ صفحہ ۵۰ تا ۵۱

(۱۵) ارجح المطالب صفحہ ۴۲۴، سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۷

(۱۶) ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۴

(۱۷) طبرانی جلد ۴ صفحہ ۲۱۶، کامل جلد ۲ صفحہ ۲۲، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۵۲

(۱۸) کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

(۱۹) کنز العمال صفحہ ۱۵۶

(۲۰) شرح بخاری شریف علامہ ابن حجر عسقلانی پارے ۱۸ صفحہ ۱۰۹

(۲۱) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۳۲

(۲۲) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ

(۲۳)، (۲۴)، (۲۵) صواعق محرقہ صفحہ ۷۵ و ۱۷۶، ۱۷۷

(۲۶) کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۰

فضائل خارجی

اس سے وہ فضائل مراد ہیں جو بذریعہ کسب حاصل کئے گئے ہیں۔

نماز:۔

حکم ابن عنیبہ نے کہا کہ علیؑ نے سب سے پہلے قبلہ رو ہو کر رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی۔*(۱)

سلیمان بن داؤد لکھتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آتا تو حضرت علیؑ کا رنگ زرد پڑجاتا۔ ایک مرتبہ اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آگیا جس کو اللہ نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کو پیش کیا اور انہوں نے اس بار کو اٹھانے سے انکار کیا تھا اور میں نے باوجود اپنی ناتوانی کے اس کو اٹھالیا تھا۔ مجھکو یہ نہیں معلوم کہ میں اس کو کس طرح ادا کرتا ہوں۔*(۲)

جنگ صفین کی لیلۃ الہریر میں دو صفوں کے درمیان آپ کیلئے ذرہ بچھائی گئی تھی جس پر آپ نماز پڑھتے رہے۔ تیروں کی بارش ہوتی رہی۔ مگر آپ بلا خوف و خطر نماز و وظائف میں مشغول رہے۔*(۳)

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی پیشانی پر بوجہ کثرت سجود ایسا ڈھٹا پڑ گیا تھا جیسا کہ اونٹ کے زانو میں بیٹھتے بیٹھتے پڑجاتا ہے۔*(۴)

نماز کی حالت میں آپ کو اس قدر استغراق ہوتا تھا کہ ماسوا کا ہوش نہ رہتا۔ جنگ احد میں آپ کے پائے مبارک میں ایک تیر لگا اور اتنا گہرا کہ بلا دقت و تکلیف نکل نہ سکتا تھا۔ آنحضرت نے حکم دیا کہ علیؑ نماز میں مشغول ہوں تب تیر نکالا جائے۔ چنانچہ نماز کی حالت میں تیر نکالا گیا۔ بہت سا خون نکلا مگر آپ کو مطلقاً خبر نہ ہوئی۔

کثرت صوم:۔

آیہ مبارکہ ویطعمون الطعاکم الخ حضرت علیؑ کے کثرت صوم کی

بہترین شہادت ہے جو آپ کے پیہم تین روزے رکھنے پر نازل ہوئی حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ کان ما علمت صواماً قواماً سے کثرت صلوۃ و صیام کی کیفیت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

زکواۃ و صدقات:۔

امام احمد بن حنبل حضرت علیؑ کا ارشاد لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت کے ساتھ بوجہ شدت بھوک پیٹ پر پتھر باندھا تھا۔ آج میری زکوۃ چالیس ہزار ہے۔ یعنی اب چالیس ہزار تک میری زکوۃ پہونچ گئی ہے۔*(۵)

حضرت علیؑ کی ایک قطعہ اراضی میں ایک تالاب کھودا گیا لوگ تالاب کھود رہے تھے کہ اس میں سے ایک چشمہ نکلا۔ حضرت علیؑ جب تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کو خوشخبری دی۔ آپ نے فرمایا خوشخبری اس کے وارث کو دینی چاہیئے۔ پھر آپ نے اس کو فقراء و مساکین و مسافرین پر فی سبیل اللہ وقف کر دیا۔*(۶)

حج:۔

یہ تو نہیں معلوم کہ آپ نے کتنے حج کئے۔ اپنی خلافت ظاہری میں بوجہ جنگ و جدل آپ کو فرصت نہ مل سکی کہ آپ ایک بھی حج کر سکتے۔ آپ کے سب سے زیادہ قابل ذکر حج دو ہیں۔ ایک وہ جس میں آنحضرت نے آپ کو مامور کیا کہ سورہ برأت لیجا کر اس کی تبلیغ حج کے موقعہ پر کریں۔ دوسرا وہ حج جس میں آپ یمن سے آکر آنحضرت کے ساتھ شریک ہوئے اور آنحضرت نے آپ کو اپنی قربانی میں شریک کیا۔ اس حج کی واپسی پر آنحضرت نے بمقام غدیر خم ایک طویل خطبہ دیکر خلعت مولائیت آپ کو عطا کی اور کہا من کنت مولاہ فعلی مولاہ (جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کے مولا ہیں)

جابرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے خاص اپنے دست مبارک سے تریسٹھ قربانی اونٹ کی فرمائی۔ ان کے علاوہ جس قدر اونٹ باقی رہ گئے تھے ان کی قربانی حضرت علیؑ سے کرائی پھر قربانی کا تھوڑا سا گوشت پکوا کر آنحضرت اور حضرت علیؑ نے تناول فرمایا۔

*(۷)

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے مجھکو اپنی قربانی کے بارے میں حکم دیا۔ یہ سب خیرات کردیا جائے اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دیا جائے۔* (۲)

بروایت امام احمد و ترمذی حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے مجھے اپنی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنے کا حکم عطا فرمایا تھا۔ اس حکم کی بنا پر آپ شہادت کے وقت تک آنحضرت کی طرف سے دو مینڈھے قربانی کرتے رہے۔

علامہ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ محمد بن شہاب زہری (جنہوں نے سب سے پہلے بحکم خلیفہ عمرؓ بن عبدالعزیز فن حدیث کو مدون کیا تھا) کہا کرتے تھے کہ آنحضرت نے اپنے تمام اہل قرابت میں سے حضرت علیؑ کو اس قربانی کیلئے مخصوص فرمایا گویا حضرت علیؑ کا قربانی کرنا خود آنحضرت کا قربانی کرنا تھا۔* (۸)

جہاد:۔

جہاد کی دو قسمیں ہیں۔ اول جہاد مع النفس اور دوم جہاد مع الاعداء۔

جہاد مع النفس:۔

شارع علیہ السلام نے جہاد مع النفس سے جہاد اکبر مراد لیا ہے ارشاد نبوی ہے "ہم رجوع کرتے ہیں جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف"۔ اس سے مراد خواہش نفس کی مخالفت کرنا ہے۔ زہد، تقویٰ، اور ورع اس کے آلات ہیں۔

یہ تمام محاسن حضرت علیؑ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ حضرت علیؑ بہ مطابق ان اکو عکم عنداللہ اتقاکم سر آو ر داتقیا تھے قران مجید میں ہے والذی جاء بالصدق و صدق بہ اولئک هم المتقون (ترجمہ۔ جو شخص صدق کے ساتھ آیا اور اس کی تصدیق بھی کی وہ متقین سے ہے)۔ ابن عساکر مجاہدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ والذی جاء بالصدق سے آنحضرت اور صدق سے حضرت علی مراد ہیں۔* (۹)

شیخ محمد سلیمان بلخی لکھتے ہیں کہ ایسے اعمال جس سے کہ وہ خیر کثیر اور ثواب

کبیر کے مستحق ہوئے وہ چار ہیں۔ اول سبقت اسلام۔ دوم جہاد فی الدین اور اعدا کا آنحضرت اور دین سے دفع کرنا۔ سوم علم کثیر احکام الہی کی پابندی اور اسرار قران۔ اور چہارم زہد فی الدنیا۔ یہ سب حضرت علی میں مجتمع تھے۔ اور دوسروں میں علیحدہ علیحدہ پائے جاتے تھے۔* (۱۰)

جہاد مع الاعداء کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اول جہاد بالدعوت اور دوم جہاد بالسیف

جہاد بالدعوت:۔

اس سے مراد وعظ و نصیحت و ترغیب سے مخالفین کے تمام شبہات کا رفع کرنا اور ان کے دل کو اسلام کی طرف گرویدہ کرنا ہے اس قسم کا جہاد منشاء بعثت کے مطابق ہونے کی وجہ سے نہایت افضل و اعلیٰ ہے۔

بحوالہ ابو عمر براءؓ ابن عازب سے مروی ہے کہ آنحضرت نے خالد بنؓ ولید کو اشاعت اسلام کے لئے یمن بھیجا تھا۔ میں بھی ان کے ساتھ گیا تھا۔ وہاں وہ چھ ماہ تک اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ تب آنحضرت نے حضرت علیؑ کو بھیجا۔ جب آپ حدود یمن میں پہونچے تو لوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے۔ آپ نے ہم سب کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ بعد نماز آنحضرت کا فرمان پڑھکر سنایا اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ ہمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن میں مسلمان ہوگئے۔ آپ نے یہ آنحضرت کو لکھا۔ آنحضرت بہت محظوظ ہوئے اور سجدہ شکر بجالائے۔* (۱۱)

جہاد بالسیف:۔

حضرت علیؑ کے جہاد بالسیف سے جس قدر اسلام کو فائدہ پہونچا وہ بیان سے باہر ہے۔

علامہ فخرالدین رازی اربعین میں لکھتے ہیں کہ صحابہ میں ابو دجانہؓ و خالد بن ولیدؓ وغیرہ کے ایک ایسی جماعت تھی جو شجاعت میں بہت مشہور تھے۔ لیکن اوروں کی شجاعت سے حضرت علیؑ کی شجاعت سب سے زیادہ نفع رساں تھا کہ کیا غور طلب نہیں

کہ جنگ احزاب کے روز آنحضرت نے فرمایا تھا کہ علیؑ کی آج کی ایک ضربت جن وانس کی تمام عمر کی عبادت سے افضل ہے۔

خود پروردگار عالم نے حضرت علیؑ کے جہاد کو دوسروں کے اعمال پر بھیج دی ہے "کیا تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کے برابر سمجھتے ہو جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ یہ لوگ خدا کے نزدیک برابر نہیں۔* (۱۲)

ایک مرتبہ حضرت علیؑ، حضرت عباسؓ اور طلحہ ابن ابی شیبہ باہم مخافرت کی باتیں کر رہے تھے۔ طلحہؓ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اس کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے اگر میں چاہوں تو وہیں رہوں حضرت عباسؓ نے کہا میں زمزم کا مالک ہوں اور اس کا نگہبان۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اور تو کچھ میں نہیں جانتا میں نے سب سے قبل نماز پڑھی اور میں خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا ہوں۔* (۱۳)

حوالہ جات حصہ چہارم باب ہفتم

(۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۳
(۲)،(۳)،(۴) ارجح المطالب صفحہ ۱۶۴

(۵)،(۶) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۱۵،۲۱۶

(۷) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۷۰
(۸) ارجح المطالب صفحہ ۴۶۴

(۹) ارجح المطالب صفحہ ۱۷۲
(۱۰) ینابیع المودة صفحہ ۱۵۴

(۱۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۴۳

(۱۲) سورہ براءت رکوع ۴، دسواں پارہ
(۱۳) اس بارے میں آیت اتری (دیکھو پارہ ۱۰۔ توبہ آیت ۱۹) یہ حضرت علیؑ کی شان میں ہے۔ نور الابصار صفحہ ۷۷

باب ہشتم

فضائل ماورا

اس سے مراد وہ فضائل ہیں جن کے حصول میں انسان کی سعی و کوشش کو دخل نہیں اور جن کے حصول کا انحصار محض فضل ایزدی پر ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت علیؑ کا آیت تطہیر میں شامل ہونا، آل عبا میں داخل ہونا، نفس نبی قرار پانا، واقعہ مباہلہ، واقعہ غدیر خم، مواخاۃ وغیرہ وغیرہ ان فضائل کا نہ تو کوئی مثل ہے اور نہ بدل۔

امامت:-

نبوت کے بعد دوسرا درجہ امامت کا ہے۔ حضرت علیؑ امام تھے اور اپنی امامت کے اظہار پر مامور۔

سید علی ہمدانی لکھتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ بنت رسول اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا جس کا میں ولی ہوں علیؑ بھی اس کے ولی ہیں اور جس کا میں امام ہوں علیؑ بھی اس کے امام ہیں۔*(۱)

حافظ عبدالرحمن امرتسری لکھتے ہیں کہ علیؑ مرتضیٰ کے حق میں خلیفہ کے علاوہ امام کا لقب بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی پیشرو کے ہیں۔*(۲)

صوفیائے کرام کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں

ز مشرق تا بمغرب گر امام است
علیؑ و آل و اولادش تمام است

ولایت:-

لفظ ولایت ولی سے مشتق ہے۔ ولی اس کو کہتے ہیں جو ذات و صفات الٰہی کو اپنے امکان بھر جانتا ہو اور عبادت میں قیام رکھتا ہو۔ گناہوں سے بچتا ہو اور خود کو لذات و شہوات سے بچاتا ہو۔ شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس کے دیکھنے سے

ذکر کا فائدہ حاصل ہوتا ہو۔

حدیث نبوی ہے کہ علیؑ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔*(۳) اس حدیث کا کسی اور صحابی کی شان میں وارد نہ ہونا اس امر کی کھلی دلیل ہے کہ بعد آنحضرت حضرت علیؑ ہی منصب ولایت پر فائز ہوئے حدیث ولایت "جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے" اور حدیث موالات "اللہ عزوجل میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں پھر علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس شخص کا میں ولی ہوں یہ بھی اس کا ولی ہے، خدایا جو اس کو دوست رکھے اس کو دوست رکھ اور جو اس کو دشمن رکھے اس کو دشمن رکھ" بھی اسی شرف پر دلالت کرتی ہے۔

صوفیاء کے تمام سلسلے حضرت علیؑ پر منتہی ہوتے ہیں اور آپ کو اور آپ کی ذریت طاہرہ کو مرشد مانتے ہیں اور امور تکوینیہ کو آپ سے وابستہ پاتے ہیں۔ فاتحہ و درود، صدقات، نذر و منت آپ ہی کے نام سے رائج ہے۔ ان امور میں شیخین کا نام کوئی زبان پر نہیں لاتا اور فاتحہ، درود، نذر، منت، عرس، مجلس وغیرہ میں ان کو کوئی شریک نہیں کرتا اور نہ امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتا ہے۔

مماثلت بہ انبیائے علیہ السلام:-

حضرت علیؑ انبیائے ماسبق و نیز آنحضرت سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ حدیث تمثیل ملاحظہ ہو۔

ابی الحمرا سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدمؑ کو، فہم میں حضرت نوحؑ کو، حلم میں حضرت ابراہیمؑ کو، زہد میں حضرت یحییٰؑ کو، سختی میں حضرت موسیٰؑ کو دیکھنا چاہے تو وہ علیؑ ابن ابیطالب کو دیکھ لے۔*(۴)

ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اگر کوئی شخص حضرت ابراہیمؑ کا علم، حضرت نوحؑ کی حکمت، اور حضرت یوسفؑ کا جمال دیکھنا چاہے تو علیؑ ابن ابیطالب کو دیکھ لے۔*(۵)

ابو حاتم محمد نے بسلسلہ اسناد روایت کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں حضرت علی کا

ذکر ہو رہا تھا کہ اتنے میں آنحضرت تشریف لائے اور ہم سے فرمایا جو شخص علم آدمؑ، فہم نوحؑ، حلم ابراھیمؑ، شدت موسیٰؑ، زہد عیسیٰؑ، بہاء محمد، امانت جبرئیل، کوکب دری، شمس الضحیٰ اور قمر المعنی کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ ابن ابیطالب کو دیکھ لے۔* (۶)

حارث اعور نے بسلسلہ اسناد حضرت علیؑ سے روایت کی کہ مجھ کو آنحضرت نے صحابہ کے مجمع میں فرمایا کیا میں تم کو ایسے شخص کو دکھلاؤں جو علم میں حضرت آدمؑ، فہم میں حضرت نوحؑ، اور حکمت میں حضرت ابراہیمؑ، کا مثل ہے اتنے میں میں پہونچا۔ حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ کس شخص پر آپ تین رسولوں کا قیاس فرماتے ہیں مجھے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں آنحضرت نے فرمایا وہ علیؑ ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اے ابو الحسنؑ مبارک ہو تمہارا مثل کون ہے۔* (۷)

سید علی بن شہاب ہمدانی نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے حضرت اسرافیلؑ کی ہیبت، حضرت میکائیلؑ کا مرتبہ، حضرت جبرئیلؑ کی بزرگی، حضرت آدمؑ کا علم، حضرت نوحؑ کا خوف خدا، حضرت ابراہیمؑ کی خلت، حضرت یعقوبؑ کا حزن، حضرت عیسیٰؑ کی عبادت، حضرت یحییٰؑ کا زہد، حضرت یونسؑ کا ورع، اور حضرت محمد کی بزرگی و خلق دیکھنا چاہے تو علیؑ کو دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں پیغمبروں کی نوے (۹۰) خصلتیں جمع کی ہیں۔ اس کے علاوہ اور کسی میں جمع نہیں کیں۔* (۸)

مماثلت بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم:۔

رسول اللہ کے کمالات کا اظہار حضرت علیؑ کی ذات مبارکہ میں ہوا ویسا کسی میں نہیں ہوا۔ خود آنحضرت کا ارشاد ہے کہ ہر نبی کی نظیر اس کی امت میں ہوتی رہے ہے۔ علیؑ میری نظیر ہے۔* (۹)

حضرت علیؑ کو آنحضرت سے جو مشابہت حاصل تھی اس کی دو حیثیتیں ہیں:۔ اول مجازی اور دوم حقیقی:۔

مماثلت مجازی:۔

حضرت علیؑ کے ہاتھ کا ناپ مثل آنحضرت تھا۔ خود آنحضرت کا ارشاد ہے کفی و کف علی فی العدد سواء (ترجمہ: میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ اندازے میں برابر ہے ۔

دست مبارک:۔

محب طبری لکھتے ہیں کہ بروایت حبشیؑ بن جنادی مروی ہے کہ میں حضرت ابو بکرؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ انہوں نے فرمایا جس شخص سے رسول اللہ نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ بیان کرے۔ مجمع سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے خلیفہ مجھ سے آنحضرت نے تین مٹھی بھر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا۔ خلیفہ نے یہ سن کر کہا کہ ان کو حضرت علیؑ کے پاس لیجاؤ اور ان سے کہو کہ آپ اس کو تین مٹھی بھر کھجوریں دے دیں۔ حضرت علیؑ نے دیدیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا ہر مٹھی کے چھواروں کو گنو۔ چنانچہ وہ گنے گئے ہر ایک میں ساٹھ ساٹھ تھے کسی میں کم و زیادہ نہ تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا اللہ اور اس کا رسول سچا ہے۔ آنحضرت نے ہم سب سے شب ہجرت غار حرا سے باہر مدینہ جاتے وقت کہا تھا اے ابو بکرؓ میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ ناپ میں برابر ہے۔* (۱۰)

آنحضرت کے نام پر نام اور کنیت پر کنیت رکھنا سوائے حضرت علیؑ کے اور کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ جب کہ ارشاد نبوی ہے کہ یا علی یو لدلک ابن قد لخلتہ اسمی و کنیتی (ترجمہ: اے علی تمھارے ایک لڑکا ہوگا جس کیلئے میرا نام اور کنیت جائز ہوگی)۔ حضرت علیؑ نے اپنے صاحبزادوں میں محمد بن الحنفیہ کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم رکھی۔* (۱۱)

بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت بازار سے گذر رہے تھے کسی شخص نے اپنے ایک عزیز کو پکارا جس کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم تھی۔ اس کے پکارنے پر آنحضرت متوجہ ہوگئے اس نے عرض کیا کہ میں نے حضور کو نہیں پکارا۔ آنحضرت نے منغض ہو کر فرمایا کسی کو یہ جائز نہیں کہ نام یا کنیت میرے نام یا کنیت پر رکھے صرف حضرت علیؑ کو اس کی اجازت تھی۔

حضرت علیؑ کا مال غنیمت میں آنحضرت کے مثل حصہ پانا:۔

انسؓ سے مروی ہے کہ تبوک جاتے وقت آنحضرت نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم اس لئے خوش نہیں ہوتا کہ تم کو ویسا ہی اجر ملے گا جیسا کہ مجھکو اور غنیمت میں بھی تمھارا حصہ میرے برابر ہوگا۔(۱۲) جب آنحضرت نے تبوک کی غنیمت تقسیم فرمائی تو حضرت علیؑ کو دو حصے دئے اور ہر ایک کو ایک ایک۔زایدہؓ بن الاکوع نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ موافق وحی کر رہے ہیں یا اپنی طرف سے۔آنحضرت نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنے فوج کے میمنے پر ایک سبز عمامہ باندھے سوار کو دیکھا تھا جس کے کندھوں پر گیسو لٹک رہے تھے لوگوں نے عرض کیا بیشک ہم نے دیکھا تھا۔آنحضرت نے فرمایا وہ جبرائیل تھے جنھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میرا حصہ بھی علیؑ کو دے دینا۔زاہد کہنے لگے مبارک ہو ایسے حصہ پانے والے کو۔*(۱۳)

آنحضرت کا ارشاد و لایو دی الا انا و علی (ترجمہ: کسی بات کو جو میرے متعلق ہو سوا میرے اور علی کوئی اور نہیں کر سکتا) محب طبری بحوالہ وحشیؓ ابن جنادہ لکھتے ہیں کہ وحشیؓ یوم حج الوداع غدیر خم پر حاضر تھے۔انہوں نے کہا کہ آنحضرت فرماتے تھے علیؑ مجھ سے اور میں علیؑ سے ہوں۔میری متعلقہ بات سوائے میرے یا علیؑ اور کوئی ادا نہیں کر سکتا۔*(۱۴)

سورہ برأت:۔

سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ آنحضرت نے حضرت ابو بکرؓ کو سورہ برأت کے ساتھ مکہ روانہ کیا۔کچھ دور گئے ہونگے کہ حضرت علیؑ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔(وہ ان سے سورہ برأت لے کر مکہ چلے گئے۔حضرت ابو بکرؓ کو اس بات سے شکایت پیدا ہوئی۔آنحضرت نے فرمایا بجز میرے یا جو میرا ہو اور کوئی یہ فرض ادا نہیں کر سکتا۔*(۱۵)

ابن شہاب زاہری کہتے ہیں کہ آنحضرت نے حضرت علی کو سورہ برأت دیکر مکہ معظمہ اس لئے بھیجا کہ عرب کا قاعدہ ہے کہ عہود و مواثیق قبیلہ کا سردار یا اس کا شریک

یا وہ جو اس کا قائم مقام ہوا کرتا ہے۔آنحضرت نے اسی قاعدہ کے لحاظ سے آپ کو روانہ فرمایا تا کہ اہل عرب اس بات کو سمجھ لیں کہ آپ آنحضرت کے قائم مقام ہیں۔*(۱۶)

مماثلت حقیقی

حدیث تخلیق:۔

انا و علی من ترنتہ واحدۃ یعنی آنحضرت کے جسم اقدس اور حضرت علیؑ کے جسم اطہر کا ایک خاک پاک سے بنایا جانا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ جو لڑکا پیدا ہوتا ہے اس کی ناف میں خاص اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے۔میں اور علی ابن ابی طالب ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے۔*(۱۷)۔علیا الحمہ لحمی و دمہ دمی یعنی آنحضرت کے خون و گوشت اور حضرت علیؑ کے خون و گوشت کا ایک ہونا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یہ علیؑ ہیں ان کا گوشت میرا گوشت اور ان کا خون میرا خون ہے۔*(۱۸)

عبداللہؓ ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت زینبؓ بنت جحش کے مکان سے حضرت ام سلمہؓ کے یہاں تشریف لے گئے۔

حضرت علیؑ اندر تشریف لائے۔آنحضرت نے فرمایا اے ام سلمہؓ تم پہچانتی ہو کہ کون ہے۔انہوں نے کہا یہ علی ابن ابیطالب ہیں۔آپ نے فرمایا سچ کہتی ہو۔اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے۔یہ میرے علم کا مخزن ہے ام سلمہؓ سن رکھو اور گواہی دینا کہ یہ میرے بعد ناکثین وقاسطین و مارقین سے جنگ کرنے والا ہے یہ میرے دشمنوں کو توڑے گا اگر کوئی شخص ایک ہزار برس درمیان رکن و مقام خدا کی عبادت کرے اور خدا کے سامنے میرا، علیؑ اور میری عترت یعنی اولاد کا بغض لے کر جائے تو خدا اس کو قیامت کے دن جہنم میں اوندھا گرائے گا۔*(۱۹)

حدیث شجرہ:۔

اناو علی من شجرة و احدة یعنی آنحضرت اور حضرت علیؑ کا شجرہ ایک سے ہونا اس کو بیشمار محدثین نے لکھا ہے۔

آنحضرت نے فرمایا میں اور علیؑ ایک درخت سے ہیں اور لوگ مختلف درختوں سے۔* (۲۰)

ابو امامہؓ باہلی سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا کو مختلف شجروں سے پیدا کیا اور مجھکو اور علیؑ کو ایک شجر سے پیدا کیا۔ میں اس کی جڑ ہوں، علیؑ اس کی شاخ، فاطمہ پیوند اور حسنینؑ اس کے پھل جس شخص نے اس کی شاخیں پکڑیں وہ نجات پائے گا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ اوندھا گرے گا۔ اگر کوئی شخص ہزار سال مابین صفا و مروہ خدا کی عبادت کرے اور ہماری محبت نہ رکھتا ہو تو اللہ اس کو ناک کے بل آگ میں گرائے گا۔ پھر آنحضرت نے یہ آیت پڑھی "اے محمد میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا بجز قرابتداروں یعنی اہلبیت کی محبت۔"* (۲۱)

حدیث نور۔

اناو علی من نور و احد یعنی آنحضرت اور جناب علیؑ کا ایک نور سے ہونا۔

سلمانؓ فارسی (بسلسلہ اسناد) سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میں اور علیؑ حضرت آدمؑ کی پیدائش سے چار ہزار سال قبل خدا کے سامنے ایک نور تھے۔ جب آدمؑ پیدا ہوئے تو اس نور کی تقسیم دو جزوں پر ہوئی ایک جزو میں میں ہوں اور دوسرے میں علیؑ۔* (۲۲)

انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ مخلوقات کی پیدائش سے قبل ہم اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے اور عرش کے داہنے بازو کی طرف خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ جب حضرت آدمؑ بہشت میں رکھے گئے تو ہم ان کی پشت میں تھے، جب ابراھیمؑ آگ میں ڈالے گئے ہم ان کی پشت میں تھے، جب نوحؑ کشتی پر سوار ہوئے تو اس وقت ہم ان کی پشت میں تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہم کو اصلاب طاہرہ

سے ارحام مطہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ عبدالمطلب کے صلب کی طرف منتقل کرکے اس نور کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔ مجھکو عبداللہ کے صلب میں اور علیؑ کو ابو طالب کے صلب میں گردانا۔ مجھ کو نبوت اور رسالت اور علیؑ کو شجاعت اور فصاحت سے ممتاز فرمایا اور اپنے اسماء حسنہ سے دو نام شق فرمائے۔ چونکہ رب العرش محمود ہے میں محمد ہوا اور وہ علیؑ ہوئے* (۲۳)

ابن المغازلی کہتے ہیں کہ حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے "یہاں تک کہ صلب عبدالمطلب میں ہم متفرق ہو گئے۔ ایک جزو میں ہوں اور دوسرا علی۔

جابرؓ بن عبداللہ آنحضرت سے روایت کرتے ہیں" پھر اس کے دو جزو ہو گئے۔ ایک جزو عبداللہ کے صلب میں رکھا اور دوسرا ابو طالب کے صلب میں اور مجھکو نبی بنا کر اور علیؑ کو وصی بنا کر ظاہر کیا۔"

دیلمی نے فردوس الاخبار میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا "یہاں تک کہ عبدالمطلب میں آکر تفریق ہوئی۔ مجھ میں نبوت آئی اور علیؑ میں خلافت۔"

حوالجات حصہ چہارم باب ہشتم

(۱) مودۃ القربیٰ صفحہ ۵۰
(۲) المرتضیٰ صفحہ ۵۶
(۳) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۹۴، مودۃ القربیٰ صفحہ ۹۴
(۴) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۴۳، ۲۴۵، مواعق محرقہ صفحہ ۱۷۵
(۵) اس کی تفصیل حدیث تمثیل میں آچکی ہے۔
(۶) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۹۳
(۷) ارجح المطالب صفحہ ۴۵۴، ۴۵۵
(۸) مودۃ القربیٰ صفحہ ۶۹
(۹) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۴۱
(۱۰) (۱۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۴۲، ۷۵ اور ۲۶۱
(۱۲) مودۃ القربیٰ صفحہ ۵۳
(۱۳) ارجح المطالب صفحہ ۴۵۶
(۱۴) ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۴
(۱۵) (۱۶) مودۃ القربیٰ صفحہ ۶۱، خصائص نسائی صفحہ ۱۰
(۱۷) صواعق محرقہ صفحہ ۳\۱۲۳
(۱۸) ینابیع المودۃ صفحہ ۲۰۲، مودۃ القربیٰ صفحہ ۲۷، ۷۰
(۱۹) مودۃ القربیٰ صفحہ ۵۴
(۲۰) مودۃ القربیٰ صفحہ ۲۷، ۷۰، مواعق محرقہ صفحہ ۱۲۱
(۲۱) ارجح المطالب صفحہ ۴۵۷
(۲۲) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۳۷
(۲۳) ارجح المطالب صفحہ ۴۶۲، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۴۱

باب نہم

فضائل حضرت علیؑ

طرز زندگی

حضرت علیؑ کی خانگی زندگی کا آغاز جناب فاطمہؑ سے نکاح کے بعد شروع ہوا۔ اس سے قبل وہ آنحضرت کے پاس رہتے تھے۔ بعد شادی دعوت ولیمہ کی فکر دامنگیر ہوئی۔ قرب وجوار کے جنگل سے اونٹ پر گھاس لاکر فروخت کرنے کا ارادہ کیا لیکن امیر حمزہؑ نے ایک روز بغیر اجازت اس اونٹ کو ذبح کرکے لوگوں کو کباب کھلادئے۔ آپ نے صبر کیا۔ بالآخر زرہ فروخت کی جس کی قیمت روپیہ سوا روپیہ تھی۔ اس سے سامان ولیمہ فراہم کیا۔

جب شادی کے بعد علیحدہ رہنے لگے تو حصول معاش کی فکر لاحق ہوئی چونکہ شروع سے اب تک تمام زندگی سپاہیانہ ماحول میں گزری تھی اس لئے کسی قسم کا سرمایہ پاس نہ تھا۔ محنت مزدوری اور جہاد کے مال غنیمت کے حصہ پر گزر اوقات تھی جب خیبر فتح ہوا تو آنحضرت نے ایک قطعہ زمین بطور خاص جاگیر عنایت کیا اور دوسرے صحابہ کی طرح آپ کیلئے بھی پانچ ہزار درہم یعنی تقریباً ایک ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کیا وہ بھی کبھی ملا اور کبھی نہیں۔ خود اپنی خلافت ظاہری کے زمانہ میں بیت المال سے اپنے کھانے کیلئے کوئی رقم نہیں لی۔ بلکہ جو کچھ مدینہ سے آجاتا تھا اس پر گزر کیا۔* (۱) اس پر لطف یہ کہ جود وسخا طبعیت میں تھا۔ جو کچھ ہوتا تقسیم کر دیتے۔

حضرت علیؑ نے تنگی اور تکلیف کے ساتھ زندگی گزارنے کا جو سادہ رستہ اختیار کیا تھا وہ آپکی زندگی تک قائم رہا۔ جب جناب فاطمہؑ آپ کے نکاح میں آئیں تو اس وقت والدہ کے سوا کوئی گھر میں نہ تھا۔ اور نہ کوئی لونڈی یا غلام خدمت کرنے کو تھا۔ اس وقت آپ نے خانگی معاملات کو جس طرح تقسیم کر رکھا تھا اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ آپ نے اپنی والدہ سے کہا کہ باہر کے کاروبار مثلاً پانی اور دیگر ضروریات کا خود

انصرام کرتے اور گھر کا کام مثلاً چکی پیسنا، روٹی پکانا وغیرہ جناب فاطمہؑ کرتیں۔

کیفیت طعام

غیر معمولی زہد و ورع نے حضرت علیؑ کی معاشرت کو نہایت سادہ بنا دیا تھا۔ کھانا آپ عموماً روکھا اور پھیکا نوش فرمایا کرتے تھے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ سوا اس چیز کے جو مدینہ سے آپ کے پاس آتی تھی اور کچھ نہ نوش فرماتے۔ ایک روز آپ کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے یہ دیکھکر فرمایا کہ واللہ اسکی خوشبو بہت اچھی ہے رنگ بھی خوش آئند ہے اور مزہ بھی اچھا ہوگا مگر مجھے اپنے نفس کو اس کا عادی بنانے سے کراہت ہے۔ آپ نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ جس چیز کا کھانا اچھا معلوم نہیں ہوتا اور جس چیز کو آنحضرت نے نہ کھایا ہو میں نہیں کھا سکتا۔*(۲)

سعید بن غفلہؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کی خدمت میں دارالامارۃ میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہے۔ روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ اس کو ہاتھوں اور گھٹنوں سے توڑتے تھے۔ یہ دیکھکر مجھے تاسف ہوا میں نے آپ کی لونڈی فضہ سے کہا تو ان پر ترس نہیں کھاتی اور ان کے لئے جو چھان کر روٹی نہیں پکاتی فضہ یہ نہیں دیکھتی کہ ان کو ایسی سخت روٹی کے توڑنے میں ان کو کیسی تکلیف ہوتی ہے۔ فضہؓ نے کہا میں مجبور ہوں۔ انہوں نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ ان کیلئے ہم جو چھان کر روٹی نہ پکائیں۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے مجھ سے پوچھا اے فضہ تم اس لونڈی سے کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تمام بات بتلائی اور عرض کیا یا امیرالمومنین اپنی جان پر رحم فرمایئے اور اتنی تکلیف نہ اٹھایئے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے فضہ تجھ پر افسوس ہے۔ رسول اللہ اور ان کے عیال نے کبھی تین دن متواتر گیہوں کی روٹی آسودہ ہو کر نہیں کھائی اور نہ کبھی چھان کر ان کیلئے روٹی پکائی گئی۔*

(۳)

ملا عمر سیرت میں زید سے ناقل ہیں کہ حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا کل ظہر کی

نماز تم میرے ساتھ پڑھنا اور کھانا بھی کھانا۔ دوسرے روز میں حاضر ہوا تو ان کے دروازہ پر کوئی دربان نہ تھا جو مجھ کو جانے سے روکتا۔ میں گیا دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک لوٹا پانی کا آپ کے پاس رکھا ہوا ہے پھر آپ ایک بند برتن جس پر مہر لگی ہوئی تھی لائے میں نے خیال کیا کہ شاید اس میں جواہرات ہونگے۔ آپ شاید اس میں سے کچھ مجھ عنایت فرمائیں گے۔ جب اس کی مہر توڑی اور وہ برتن کھلا تو میں نے دیکھا کہ اس میں ستو تھے۔ آپ نے ایک مٹھی بھر نکالے اور پیالہ میں ڈالکر پانی ملایا اور پیا اور مجھکو بھی پلایا۔ میں چپ نہ رہ سکا۔ میں نے عرض کیا یا امیرالمومنینؑ عراق میں ہر قسم کے کھانے ہوتے ہیں۔ آپ یہاں رہ کر کیا کھاتے ہیں آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں بخل کی وجہ سے اس پر مہر نہیں لگاتا بلکہ اس خوف سے کہ اس میں سوا ستو کے کوئی چیز نہ رکھ دی جائے مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا پیٹ سوا پاک چیزوں کے کسی اور چیز سے بھرے۔ اس لئے اس قدر احتیاط کرتا ہوں۔*(۴)

شیخ سلمان بلخی لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن رافع سے منقول ہے کہ میں عید کے دن حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے سامنے چمڑے کا ایک سربمہر تھیلہ رکھ دیا میں نے اس کو کھولا اس میں جو کی روٹیوں کے خشک ٹکڑے تھے۔ آپ اس میں سے کھانے لگے میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپ نے اس پر مہر کیوں لگائی فرمایا میں لڑکوں سے ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں اس کو روغن سے چرب نہ کر دیں۔*(۵)

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ ہمیشہ سرکہ اور نمک کے ساتھ کھانا نوش فرمایا کرتے تھے جب کبھی اس سے ترقی فرماتے تو بعض ترکاریاں استعمال فرماتے اور اگر اس سے بھی بڑھتے تو کبھی اونٹنی کا دودھ تھوڑا سا نوش فرمالیا کرتے۔ معمولاً گوشت نہ کھاتے اور اگر کبھی کھاتے تو بہت کم اور فرماتے اپنے پیٹ کو حیوانوں کا مقبرہ نہ بناؤ۔*(۶)

ابو صالح سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ام کلثومؑ (حضرت علیؑ کی صاحبزادی) کی خدمت میں گیا۔ میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ رہتا تھا۔ اتنے میں حضرت حسنینؑ ان کے پاس تشریف لائے۔ حضرت ام کلثومؑ نے ان سے فرمایا ابو صالح

کو آپ کچھ کھلاتے نہیں ۔ وہ میرے پاس ایک شوربہ کا پیالہ لائے جس میں دال پڑی ہوئی تھی میں نے کہا آپ حضرات امیر ہو کر ایسا کھانا کھاتے ہیں ۔ حضرت ام کلثومؓ نے فرمایا اے ابو صالح اگر تم امیرالمومنین کے طعام کو دیکھو تو تم کو یہ شوربہ غنیمت معلوم ہوگا ۔ * (۷)

شیخ سلیمان بلخی لکھتے ہیں کہ زہد فی الدنیا کے متعلق یہ ہے کہ آپ سید الزہاد تھے اور آپ نے کبھی آسودہ ہو کر کھانا نہیں کھایا ۔ آپ بہت سخت موٹا کھانا اور کپڑا استعمال کرتے تھے ۔ * (۸)

کیفیت لباس

عمدہ لباس اور قیمتی پوشاک سے حضرت علیؑ کو بالکل ذوق نہ تھا ۔ اور ظاہری نمائش و طمطراق کو پسند نہیں فرماتے تھے ۔ لباس میں عمامہ بہت پسند کرتے چنانچہ فرمایا کرتے تھے العمائم تیجان العرب عینی عمامے عربوں کے تاج ہیں ۔ کبھی کبھی سفید ٹوپی بھی پہنتے تھے ۔ کرتہ کی آستین اسقدر چھوٹی ہوتی کہ آدھا ہاتھ کھلا رہتا ۔ تہمد بھی نصف ساق تک ہوتا تھا ۔ کبھی صرف ایک چادر اور ایک تہمد پر ہی قناعت کرتے ۔ پیوند لگے کپڑے پہنتے ۔ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے جس پر الله الملک منقوش تھا ۔ * (۹)

ہارون بن عنزہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں حضرت علیؑ کے پاس قصر خورنق گیا ۔ موسم سرما تھا ۔ سردی شدت سے پڑ رہی تھی حضرت علیؑ صرف ایک پرانا کپڑا اوڑھے ہوئے تھے ۔ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کے اہل و عیال کیلئے بیت المال میں حصہ مقرر کیا ہے اور اپنے نفس کے ساتھ یہ برتاؤ کر رہے ہیں ۔ فرمایا خدا کی قسم میں تمھارے مالوں میں سے کسی چیز کو پسند نہیں کرتا یہ میرا وہی کھیس ہے جو مدینے سے لایا ہوں ۔ * (۱۰)

زید بن وھب سے منقول ہے ایک دفعہ حضرت علیؑ جب گھر سے باہر تشریف لائے تو تہمد میں جا بجا پیوند لگے تھے ۔ ابن نعجہ خارجی اس لباس کو دیکھ کر برا کہنے لگا آپ

نے فرمایا تم کو میرے لباس سے کیا سروکار میرا یہ لباس غرور سے بالکل دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلمان اس کی پیروی کریں ۔ * (۱۱)

عمرو بن قیس کہتے ہیں لوگوں نے حضرت علیؑ سے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ آپ اپنے کرتہ میں پیوند کیوں لگایا کرتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا یہ دل میں خشوع پیدا کرتا ہے ۔ اور مسلمانوں کیلئے اچھا نمونہ ہے کہ وہ اسکی پیروی کریں ۔ * (۱۲)

ام سلیم سے حضرت علیؑ کے لباس کے متعلق پوچھا گیا ۔ وہ کہنے لگیں کہ سنبلائی کملی تھی ۔ ضحاک بن عمیر کہتے ہیں میں نے حضرت علیؑ کی اس قمیض کو دیکھا جس پر آپکی وفات ہوئی ۔ وہ سنبلائی کاردی ٹاٹ تھا میں نے اس میں خون کا اثر بھی دیکھا ۔ * (۱۳)

ابو ملیکہ کہتے ہیں جب حضرت عثمانؓ نے مجھکو حضرت علیؑ کے پاس بھیجا تو میں نے دیکھا کہ اپنی ردای تہمد باندھے اور اس پر رسی لپیٹے ہوئے اونٹ پر بدبو دار روغن مل رہے ہیں ۔ * (۱۴)

ابی بحر اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو ایک موٹا تہمد باندھے دیکھا جسکی قیمت پانچ درھم تھی ۔ اور پانچ درھم انکے پاس تھے ۔ آپ فرمانے لگے یہ ہمارا انفقہ ہے ۔ * (۱۵)

حافظ سلفی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں زمان خلافت (ظاہری) ایک دفعہ حضرت علیؑ نے ایک قمیض تین درھم میں خریدی ۔ اور اس کی آستینوں کو ہاتھ کے جوڑ کے پاس سے کتروادیا اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو یہ لباس فاخرہ عطا فرمایا * (۱۶)

ابو سعید ازدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ آپ بازار میں کھڑے فرما رہے ہیں کیا کسی کے پاس تین درھم کی قیمت کا اچھا کرتہ ہے ۔ ایک شخص نے کہا میرے پاس ہے ۔ آپ نے دیکھکر پسند فرمایا اور اس کو تین درھم میں خرید لیا ۔ جب پہنا تو اس کی آستین انگلیوں سے بڑی نکلیں آپ نے ان کو ترشوا دیا ۔ * (۱۷)

حسن بن جرموز اپنے والد سے ناقل ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو مسجد کوفہ سے نکلتے ہوئے دیکھا ۔ دو قطری چادریں ان کے پاس تھیں ایک کا تہمد باندھے ہوئے

تھے اور دوسری اوڑھے ہوئے۔ تہمد نصف ساق تھا۔ بازاروں میں گشت فرما رہے تھے اور ہاتھ میں درہ تھا۔ لوگوں کو خدا کے خوف اور سچ بولنے اور کھرا سودا بیچنے اور ناپ تول درست رکھنے کی نصیحت فرما رہے تھے۔* (۱۸)

ابی النوار کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ میرے پاس قنبرؓ (اپنے غلام) کے ساتھ تشریف لائے اور دو موٹے کپڑے خریدے۔ پھر قنبرؓ سے فرمایا اس میں سے ایک جو تجھے پسند ہو وہ تو لے لے۔ قنبرؓ نے ایک پسند کر لیا۔ دوسرا آپ نے لے لیا۔* (۱۹)

عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ اپنا جوتا سی رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ آپ کا جوتا کون سا قیمتی ہے جسے آپ درست کر رہے ہیں۔ فرمایا بخدا مجھ کو یہ جوتا پسند ہے۔ آنحضرت جوتا سیتے تھے، کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے اور حمار (گدھا) پر سوار ہوتے تھے۔ اور اپنی پشت پر دوسروں کو بھی بٹھا لیتے تھے۔* (۲۰)

کیفیت بستر

حضرت علیؑ فرماتے ہیں جب میرا نکاح جناب فاطمہؑ سے ہوا تو میرے پاس کوئی بستر نہ تھا۔ صرف ایک بکرے کی کھال تھی جس پر رات کو ہم لیٹتے اور صبح کو ہمارا اونٹ اس پر چارا کھاتا۔* (۲۱)

سوید بن غفلہ کہتے ہیں ایک دن میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ایک پرانے بورئے پر تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا اے امیر المومنینؑ آپ مسلمانوں کے امیر اور بیت المال کے مختار ہیں۔ بادشاہوں کے ایلچی آپ کے پاس آتے ہیں لیکن آپ کے گھر میں اس پرانے بورئے کے سوا کچھ نہیں۔ فرمانے لگے غافل کبھی ایسے گھر سے انس نہیں کرتا جس سے کہ نقل کرنا ضروری ہے۔ ہمارے پیش نظر دار آخرت ہے۔ ہم اپنے سامان کو وہاں منتقل کر چکے ہیں اور خود بھی عنقریب وہاں جانے والے ہیں، میں یہ سن کر رو دیا۔* (۲۲)

معاذؓ ابن جبل کہتے ہیں کہ آنحضرت نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم سے سات

باتوں میں لوگ مخاصمت کریں گے لیکن قریش میں سے کوئی بھی تم سے بازی نہ لے جائے گا۔ وہ باتیں یہ ہیں تم خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے سب سے زیادہ اس کے حکم پر قائم رہنے والے سب سے زیادہ اس کے عہد کو پورا کرنے والے ہو سب سے زیادہ اچھی تقسیم کرنے والے ہو۔ سب سے زیادہ رعایا کے ساتھ عدل کرنے والے ہو، سب سے زیادہ سمجھ کے فیصلے کرنے والے ہو اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ والے ہو۔*

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے اقضانا علی بن ابی طالب یعنی ہم میں بڑے قاضی علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔*

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص ہمیں حضرت علی کا فیصلہ بتلاتا تو پھر ہم اس سے تجاوز نہ کرتے (یعنی اسے ہی تسلیم کر لیتے)*

حضرت علیؑ کے مقدمات کے فیصلے پانچ حصوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں

اول دور زمان رسول اکرم۔
دوم در زمان حضرت ابو بکرؓ
سوم در زمان حضرت عمرؓ
چہارم در زمان حضرت عثمانؓ
پنجم در زمان حضرت عثمانؓ

چند فیصلے اگلے صفحوں پر ملاحظہ ہوں فیصلوں کی کثیر تعداد کتب شافعیہ مثلاً تصانیف عبدالرزاق و ابو بکر ابن شیبہ وغیرہ میں ہیں۔

حوالہ جات حصہ چہارم باب نہم

(۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۳۹

(۲) کنزالعمال جلد ۲ صفحہ ۴۱۰، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۲۴

(۳) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۱۴۲، ینابیع المودۃ صفحہ ۲۳۰، ۲۴۹

(۴)، (۵) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۱، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۴۶، ینابیع المودۃ صفحہ ۳۳۰، ۳۵۰، ارجح المطالب صفحہ ۱۴۶، ۱۵۰

(۶) ینابیع المودۃ صفحہ ۲۳۴

(۷) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۳۹

(۸) ینابیع المودۃ صفحہ ۲۲۸

(۹) طبقات ابن سعد حصہ سوم صفحہ ۲۱۳، خلفائے راشدین صفحہ ۳۲۷، ینابیع المودۃ صفحہ ۳۴۹

(۱۰) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۱۴۳، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۳۸

(۱۲) کنزالعمال جلد ۲ صفحہ ۲۱۰، ینابیع المودۃ صفحہ ۴۳۸، طبقات ابن سعد، حصہ سوم صفحہ ۲۱۱، ۲۱۲

(۱۳) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۲۴

(۱۴)، (۱۵)، (۱۶) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۵

(۱۷) طبقات ابن سعد حصہ سوم صفحہ ۲۱۱، ۱۲۱

(۱۸) تذکرۃ الخواص صفحہ ۱۴۲

(۱۹) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۲۱

(۲۰) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۱۴۴

(۲۱) کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۹

(۲۲) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۱۴۳

حصہ پنجم

عہدہ قضاء (مقدمات کے فیصلے)

درزمان رسالت آنحضرت

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت کے حضور میں حاضر تھے کہ حضرت علیؑ کا خط یمن سے آیا جس میں لکھا تھا تین آدمی میرے پاس ایک لڑکے کو لیکر آئے جنھوں نے یہ بیان دیا کہ ہم سب نے اس لڑکے کی ماں سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا اور وہ سب اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتے تھے۔ میں نے اس کے فیصلے کیلئے قرعہ ڈالا جس کا نام قرعہ میں نکلا میں نے اس لڑکے کو اسی کا بیٹا قرار دیکر شرط لگادی کہ اگر یہ شخص باقی دو شخصوں کی دیت کی دو تہائی ادا کر دے تو لڑکا اس کو مل جائے گا۔ گویا غلام کے مسئلے پر اس کو قیاس کیا۔ آنحضرت یہ سن کر ہنس پڑے یہاں تک کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا علیؑ کے فیصلہ کے علاوہ اور کچھ اسکا فیصلہ نہیں (۱)*

یمن میں ایک واقعہ پیش آیا۔ چند لوگوں نے شیر کو پھنسانے کیلئے ایک کنواں کھودا۔ شیر اس میں گر کر پھنس گیا۔ چند لوگ باہم مذاق میں ایک دوسرے کو ڈھکیل رہے تھے۔ اتفاق سے ایک کا پاؤں پھسل گیا۔ وہ بدحواسی میں جب گرنے لگا تو اپنی جان بچانے کیلئے دوسرے کی کمر پکڑ لی۔ دوسرا بھی سنبھل نہ سکا اور گرتے گرتے اس نے تیسرے کی کمر تھام لی۔ تیسرے نے چوتھے کو پکڑ لیا۔ غرض چاروں شخص گڑھے میں گرے۔ شیر نے چاروں کو مار ڈالا ان مقتولین کے ورثاء باہم آمادہ جنگ ہو گئے۔ حضرت علیؑ نے آکر اس ہنگامہ و فساد کو روکا اور فرمایا کہ رسول کی موجودگی میں ہرگز یہ مناسب نہیں۔ میں فیصلہ کرتا ہوں اگر وہ پسند نہ ہو تو دربار رسالت میں جاکر تم اپنا مقدمہ پیش کر سکتے ہو۔ لوگوں نے رضامندی ظاہر کی۔ حضرت علیؑ نے یہ فیصلہ دیا کہ جن لوگوں نے یہ کنواں کھودا ان کے قبیلوں سے ان مقتولین کے خون بہا کی رقم

اس طرح وصول کی جائے کہ ایک پوری دیت ایک تہائی ایک چوتھائی اور ایک آدھی پہلے مقتول کے ورثا، کو چوتھائی، دوسرے کو ثلث، تیسرے کو نصف اور چوتھے کو پورا خوں بہا دیا جائے۔ لوگ اس عجیب وغریب تصفیے سے راضی نہ ہوئے اور حجۃ الوداع کے موقع پر دربار رسالت میں حاضر ہو کر بمقام ابراہیم یہ فیصلہ کا مطالبہ کیا۔ آنحضرت نے فیصلہ سن کر اس کو برقرار رکھا۔*(۲)

فیصلہ اس اصول پر کیا گیا تھا کہ صرف پہلے شخص کو چوتھائی اس لئے ملا کہ اس کے گرنے میں اتفاق کا زیادہ اور قصد کا بہت کم دخل تھا۔ اس لئے وہ خون بہا کا کم مستحق ٹھہرا۔ پہلے نے دوسرے کو بالقصد کھینچا مگر انتہائی بدحواسی میں۔ اس کو اپنے فعل کا نتیجہ سوچنے کا موقع نہ ملا۔ اس لئے پہلے کے مقابلہ میں اس میں اتفاق کا عنصر کم اور قصد کا کچھ زیادہ ہے۔ اس لئے وہ تہائی کا حقدار ٹھہرا۔ دوسرے نے جب تیسرے کو پکڑا تو اسے اپنے فعل کے نتیجے کے سوچنے سمجھنے کا زیادہ موقع ملا۔ اس لئے اس میں اتفاق کے مقابلہ میں قصد کا عنصر زیادہ تھا۔ اس لئے اس کو نصف دلایا گیا۔ تیسرے نے چوتھے کو کھینچا حالانکہ وہ سب سے دور تھا اور گذشتہ نتائج کو تیسرے سے زیادہ غور سے دیکھ لیا تھا اس لئے وہ تمام تر قصد ارادہ سے گرایا گیا۔ نیز یہ کہ اس نے اپنے پہلے رفقاء کی طرح کسی اور کے گرانے کا جرم بھی نہیں کیا اس لئے وہ پوری دیت کا مستحق تھا۔

ایک مرتبہ آنحضرت کے پاس کہ دو شخص جھگڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک گدھا تھا اور اس شخص کی ایک گائے تھی۔ اس کی گائے نے گدھے کو مار ڈالا۔ حاضرین میں سے ایک شخص کہنے لگا جانور کے فعل کا کوئی ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت نے حضرت علیؑ سے فرمایا ان دونوں کا فیصلہ کر دو۔ حضرت علیؑ نے ان سے دریافت فرمایا آیا دونوں جانور کھلے تھے یا بندیا انہیں سے ایک کھلا تھا اور دوسرا بندھا ہوا تھا انہوں نے کہا گدھا بندھا ہوا تھا اور گائے کھلی ہوئی تھی اور مالک اس کے ساتھ تھا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا گائے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہے۔ آنحضرت نے اس فیصلہ کی تصدیق کی۔*(۳)

26.8.93

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا نے ایک اعرابی سے چار سو درھم میں

ایک ناقہ خریدا جب اعرابی چار سو درھم لے چکا تو چلانے لگا کہ درہم اور ناقہ میرے ہیں اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آگئے رسول نے ان سے فرمایا کہ میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ معاملہ ظاہر ہے۔ یہ اعرابی دلیل مانگتا ہے لہذا آپ کو دلیل پیش کرنی چاہیئے۔ پھر حضرت عمر آگئے اور انہوں نے بھی وہی کہا جو حضرت ابو بکرؓ نے کہا تھا۔ اتنے میں حضرت علیؑ آتے ہوئے دکھائی دئے۔

درزمان خلافت حضرت ابو بکرؓ

حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو لکھا کہ جہاں میں ہوں یہاں ایک شخص ہے جو مثل عورتوں کے فعل شنیع کرتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس کے سزا دینے کے بارے میں صحابہ سے دریافت کیا۔ بعض نے کہا قتل کر دینا چاہیئے بعض نے سنگساری کی رائے دی۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ اہل عرب مثلہ کرنے کو بہت برا جانتے ہیں۔ اس معاملے میں آپکی کیا رائے ہے۔ حضرت علی نے فرمایا میری رائے میں اس کو آگ میں ڈھکیلنا چاہیئے سب نے اتفاق کیا اور وہ شخص جلا دیا گیا۔*(۴)

درزمان خلافت حضرت عمرؓ

حضرت عمرؓ اس معاملہ میں خصوصاً حضرت علیؑ کے اس قدر مداح و ممنون تھے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔ ان کے ارشادات لو لا علی لھلک عمر وغیرہ اس امر کی واضح دلیلیں ہیں۔

آذینۂ عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ عمرہ کہاں سے کیا کریں۔ آپ نے فرمایا علیؑ سے جا کر پوچھو۔

جابر بن المسیبؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ پناہ مانگتے تھے اس مشکل امر میں جو ان پڑے اور اس وقت ابوالحسنؑ موجود نہ ہوں۔*(۵)

یحییٰ بن عقیلؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؑ سے۔ جب کوئی بات دریافت کرتے اور جواب پاکر خوش ہوتے تو فرماتے اے علی تمھارے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے

*(۳)

ذیل میں چند فیصلوں کا ذکر ہے:۔

حضرت عمرؓ سے لوگوں نے کہا کہ اگر کعبہ شریف کے زیورات لیکر آپ مسلمانوں کے لشکر میں تقسیم کردیں تو یہ زیادہ مناسب ہے اسلئے کہ کعبہ کو زیورات کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق حضرت علیؑ کی رائے دریافت کی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر قرآن کا نزول فرمایا اور اسمیں چار قسم کا مال قرار دیا ایک مسلمانوں کا مال جس کو ذوی الفرائض اور ورثہ پر تقسیم کیا۔ دوسرا مال فئے جس کے مستحق بتلائے۔ تیسرا مال خمس جس کو خدا نے دینا چاہا اور چوتھا مال زکوۃ یہ بھی جن کا حق تھا ان کو دینے کیلئے حکم دیا اس زمانہ میں بھی کعبہ میں زیور موجود تھے خدا نے اس کو اسی حال میں چھوڑ دیا۔ آپ بھی اس کو اس کے حال پر رہنے دیجئے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کہنے لگے اے علیؑ اگر تم نہ ہوتے تو عمر کو بڑی فضیحت ہوتی۔*(۶)

ابو سعیدؓ حذری کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کرنے گئے جب وہ طواف کعبہ کرکے حجرا اسود کو بوسہ دینے لگے تو حضرت عمر نے کہا میں حیران ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اگر آنحضرت ہمیں حکم نہ دیتے تو ہم کبھی تجھ کو نہ چومتے۔ حضرت علی نے فرمایا یہ پتھر نفع اور نقصان دونوں پہنچا سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کی دلیل پوچھی۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے کلام مجید میں یہ نہیں پڑھا و اخذ ربک من از ھر من رھم یعنی جب تیرے رب نے بنی آدم سے ان کی پشتوں میں عہد لیا۔ اللہ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ پھر ارواح سے اقرار لیا کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہم اس کے بندے ہیں۔ خدا نے ان سے عہد میثاق لیکر ایک ورق پر لکھا۔ اس وقت اس پتھر کی آنکھیں اور زبان تھی اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ اپنے منہ کو کھول دے۔ اس نے منہ کھول دیا اور اس ورق کو نگل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو قیامت کے روز اس کی گواہی دینا جو تجھے عہد پورا کرنے کے ساتھ ملے اور میں گواہی دیتا ہوں کے میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ قیامت کے دن حجر اسود آئے گا۔ اس کی زبان بہت تیز ہوگی اور وہ گواہی دیگا اس شخص کے متعلق جو اس

کو توحید کے ساتھ چومے گا۔ پس یہ نفع اور نقصان دونوں دے سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ یہ سنکر فرمانے لگے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس امر سے کے ایسی قوم میں زندہ رہوں جسمیں اے ابو الحسنؑ آپ موجود نہ ہوں۔*(۷)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک مجنونہ زانیہ حاملہ عورت لائی گئی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے رجم کا قصد کیا۔ حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اس کے باب میں آپ نے آنحضرت کا قول نہیں سنا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آنحضرت نے کیا کہا تھا حضرت علیؑ نے کہا کہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ تین شخصوں سے قلم .... سے جب تک کہ وہ جاگے، مجنوں، سے جب تک کہ وہ .... ہو اور لڑکے سے جب تک کہ وہ بالغ ہو۔ حضرت عمر نے ۔۔۔۔۔ عورت کو چھوڑ دیا۔*(۸)

عمر ابی حزمؓ بن ابی الاسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک عورت کے رجم کا ارادہ کیا جس کے لڑکا نکاح سے چھ ماہ بعد پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت علی نے فرمایا کلام مجید میں ہے وحمل و فصالہ ثلثون شہرا یعنی بچہ کا حمل اور فصال (دودھ چھوڑنے کی مدت) تیس ماہ تک ہے دوسری جگہ پھر ارشاد ہوتا ہے فصالہ فی عامین یعنی دودھ چھڑانے کی مدت دو برس ہے۔ لہذا مدت حمل چھ ماہ کی ہوئی اور دودھ چھڑانے کی عمر دو برس۔ حضرت عمرؓ رجم کے ارادہ سے باز آئے اور کہنے لگے۔ لو لا علی لھلک عمر یعنی اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہوگیا ہوتا۔*(۹)

موفق ابن احمد خوارزمی اپنی سند سے حضرت امام حسینؑ بن علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں لوگ ایک عورت کو لائے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے سختی سے پوچھا اس نے زنا کا اقرار کیا۔ حضرت عمرؓ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیدیا جب اسے راستہ میں جاتے ہوئے حضرت علیؑ نے دیکھا تو آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ آیا آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں۔ اس نے مجھ سے اپنے فعل کا اعتراف کیا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا حکم آپ کا اس عورت پر ہے اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اس پر آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ نے اس کو جھڑکا اور دھمکایا ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں میں نے اسے دھمکایا تھا۔

حضرت علیؑ نے جواب دیا شاید آپ نے آنحضرت کا ارشاد نہیں سنا کہ بعد تشدد اعتراف کرنے والے پر حد نہیں کہ اسکو قید کر کے اور دھمکا کر اعتراف کرالیا جائے۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا عجزت انساء ان تلدن مثل علی ابن ابی طالب یعنی عورتیں علیؑ ابن ابی طالب کے مثل پیدا کرنے سے عاجز ہو گئیں۔ لو لا علی لھلک عمر وقال اللھم لا تبتھنی لمضلۃ لیس لھا علی حیاً۔ یعنی اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا اللہ کسی مشکل کے وقت مجھ کو باقی نہ رکھ کہ علیؑ زندہ نہ ہوں۔* (۱۰)

ابن مرورؓ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک ایسی عورت کو حضرت عمرؓ کے پاس لائے جس نے بحالت عدت نکاح کر لیا تھا۔ آپ نے دونوں میں علیحدگی کرادی اور ان کے مہر کو بیت المال میں جمع کرادیا اور فرمایا کہ یہ دونوں آپس میں مل نہیں سکتے۔ حضرت علیؑ کو جب سارے فیصلہ کی خبر ہوئی تو فرمانے لگے کہ نکاح سے اگرچہ بوجہ جہل کے ہوا لیکن مہر اس عورت کو بوجہ اس لطف حاصل کرنے کے دلانا چاہیئے جو مرد نے اس سے حاصل کیا اور جب عدت پوری ہو جائے تو اس مرد کو اس عورت سے پھر تجدید نکاح کرنا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ نے مہر دلا کر اس کا نکاح بعد میں کروادیا۔* (۱۱)

حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری کو چاہتی تھی۔ اس سے ملاقات کی کوشش کرتی رہی مگر کسی طرح اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوئی۔ ایک روز اس نے یہ مکر و حیلہ کیا کہ اک انڈے کو توڑ کر اس کی سفیدی اپنے کپڑوں اور رانوں پر خوب ملی اور حضرت عمر کے پاس جا کر کہنے لگی یا امیر المومنینؓ اس انصاری نے مجھے فلاں جگہ .... حضرت عمرؓ اس انصاری کو سزا دینے کیلئے آمادہ ہوئے حضرت علیؑ وہیں بیٹھے تھے۔ انصاری نے قسم کھا کر کہا اے امیر المومنین یہ عورت مجھ پر جھوٹی تہمت لگاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے پوچھا آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا اس عورت کے کپڑوں پر سفیدی معلوم ہوتی ہے اس سے مجھ کو بھی خیال ہوتا ہے کہ یہ مکر کر رہی ہے پھر لوگوں سے فرمایا ذرا خوب گرم پانی لے آؤ۔ لوگ لے آئے حضرت علیؑ نے اس

پانی سے عورت کے کپڑے کا دھبہ دھلوایا۔ پانی پڑنے سے انڈے کی سفیدی پھول آئی جب سونگھا تو انڈہ کی بساند معلوم ہوئی۔ آخر اس عورت نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔*
(۱۲)

حنش ابن المعتمر سے مروی ہے کہ قریش کے دو شخص ایک عورت کے پاس سو دینار بطور امانت رکھوا کر یہ کہہ گئے کہ جب تک ہم دونوں ساتھ نہ آئیں تو کسی ایک کو نہ دینا۔ سال بھر بعد ان میں کا ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ اس کا دوست مر گیا ہے۔ وہ سو دینار مجھ کو دے دو عورت نے دے دئے۔ پھر سال بھر بعد دوسرا آیا۔ اس نے بھی وہی سو دینار مانگے۔ اس عورت نے جواب دیا تیرا دوست آیا تھا اس نے تیرا مرنا بیان کیا اور مجھ سے وہ امانت لے گیا۔ اس نے کہا مجھ سے تیرا وعدہ نہیں ہوا تھا کہ ایک کو دینا بلکہ یہ طے ہوا تھا کہ جب دونوں آویں تب دینا۔ دونوں میں پہلے اس کے متعلق خوب لڑائی ہوئی پھر دونوں حضرت عمرؓ کے پاس فیصلہ کے لئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے دونوں کو حضرت علیؑ کے پاس بھیج دیا آپ سمجھ گئے کہ ان دونوں نے اس عورت کو فریب دیا ہے۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم نے یہ شرط رکھی تھی کہ جب ہم دونوں ساتھ آویں تب یہ امانت دینا تنہا کسی ایک کو یہ امانت نہ دینا۔ تمھارا مال موجود ہے تم اپنے ساتھی کو لے آؤ ہم دیدیں گے۔* (۱۳)

ابو بکر نجم الدین محمد بن الحسینی مناقب الاصحاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دو عورتوں میں ایک لڑکے کے متعلق جھگڑا ہوا۔ ہر ایک انمیں سے لڑکے کو اپنا بیان کرتی تھی۔ حضرت عمرؓ کو ان کے فیصلہ میں دشواری پیش آئی آپ نے دونوں کو حضرت علیؑ کی خدمت میں فیصلہ کیلئے بھیج دیا حضرت علیؑ نے فرمایا ایک بڑھی کو لے آؤ تاکہ اس لڑکے کو دو ٹکڑے برابر کٹوائے جائیں اور ایک ایک ٹکڑا دونوں کو دے دیا جائے۔ لڑکے کی اصل ماں چلانے لگی اور کہنے لگی آپ سالم لڑکا اسی عورت کو دیدیں۔ دوسری کہنے لگی ضرور کاٹ ڈالا جائے حضرت علیؑ نے اس لڑکے کو اس کی ماں کے حوالہ کیا۔ (ایک روایت میں ہے کہ ایک شب میں دو عورتوں کے لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکا مر گیا۔ زندہ لڑکے کے بارے میں یہ جھگڑا ہوا)۔* (۱۴)

محمد ابن طلحہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ شراب نوشی کی حد چالیس درے تھی۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کو قائم رکھا حضرت عمرؓ کے ابتدائی زمانہ خلافت میں یہی حد تھی جب لوگ زیادہ شراب پینے لگے اور اس سزا کو حقیر سمجھنے لگے تو حضرت عمرؓ نے اس بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا حضرت علیؑ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ جب کوئی شراب پیتا ہے تو بدمست ہو کر ہذیان بکنے لگتا ہے۔ ہذیان میں جھوٹ بھی بولتا ہے جھوٹ بولنے کی سزا اسی درے ہیں۔ لہذا شرابی کو جھوٹے کی سزا دینی چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کے قول کو مان لیا اور شرابی کی سزا اسی کوڑے ہو گئی۔

ابن النجتری بروایت محمد ابن زبیرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص چند جوانوں کے ساتھ حج کو گیا اور شتر مرغ کے انڈے بحالت احرام کھائے۔ بعد حج اس نے حضرت عمرؓ سے ذکر کیا۔ آپ کچھ نہ بولے اور اٹھ کر چلے اور ہم سے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کیا ابن الحسن گھر میں ہیں۔ جواب ملا نہیں۔ پھر حضرت عمرؓ کی کیاری کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت علیؑ اپنے ہاتھوں سے مٹی برابر کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا آپ نے کیسے تکلیف کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ان لوگوں نے بحالت احرام شتر مرغ کے انڈے کھائے ہیں۔ اس کے متعلق پوچھنا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ان لوگوں کو چاہیئے کہ انڈوں کی تعداد کے موافق نر اونٹوں کو اونٹنیوں پر چھوڑ دیں جب ان سے بچے پیدا ہوں گے تو ان کی قربانی کریں یہی اس کا کفارہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اونٹ کا نطفہ فاسد بھی ہو جاتا ہے تو تعداد کیونکر ٹھیک آئے گی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا انڈہ کبھی گندہ بھی ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ جب وہاں سے لوٹے تو یہ دعا کی۔ پروردگار کبھی ایسی سختی مجھ پر نازل نہ فرمانا کہ جس میں ابو الحسنؑ میرے پاس نہ ہوں۔ * (۱۵)

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے شہر میں آیا۔ حضرت عمرؓ نے تقسیم کر دیا کچھ باقی رہ گیا تھا۔ اس کے بارے میں حضرت عمرؓ نے حاضرین سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ مسلمانوں کے معاملات کی وجہ سے آپ اپنے امور معاش،

زمین و تجارت وغیرہ سے بالکل بے خبر ہو گئے ہیں۔ بقیہ مال آپ اپنے صرف میں لائیں۔ حضرت علیؑ بھی اس مجمع میں کھڑے تھے وہ کچھ نہ بولے۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں لوگوں نے تو یہ کہا۔ آپ نے فرمایا میری رائے ہے آپ تقسیم کر دیجئے * (۱۶)

نجم الدین فخر السلام ابو بکر بن محمد مناقب الاصحاب میں لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ زمان خلافت حضرت عمرؓ ایک لڑکے کو لائے جس کے دو سر، دو پیٹ، چار ہاتھ، اور دو پاؤں تھے۔ حضرت عمرؓ نے اسی قسم کا آدمی نہ دیکھا تھا۔ ترکہ دینے میں تامل ہوا کہ اس کو ایک ترکہ دیا جائے یا دو آپ نے اس کو حضرت علیؑ کی خدمت میں فیصلے کیلئے بھیجا حضرت علیؑ نے دیکھکر فرمایا جب یہ سو جائے تو تم سب لوگ خوب چلاؤ۔ اگر اسکے دو سر یکبارگی ہل جائیں تو سمجھ لینا کہ یہ دراصل ایک ہی ہے اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو سمجھ لینا کہ دو ہیں۔ حضرت عمرؓ کو جب یہ فیصلہ معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ * (۱۷)

حضرت عمرؓ کے عہد میں دو سوداگر تجارت کو گئے۔ دونوں کی عورتیں حاملہ تھیں۔ ایک ہی دن دونوں کے بچے پیدا ہوئے۔ ایک کے لڑکا اور دوسرے کے لڑکی۔ چونکہ عرب میں اکثر جاہلوں میں رسم تھی کہ لڑکیوں کو قتل کر ڈالتے تھے اسلئے لڑکی کی ماں نے چالاکی سے اپنی لڑکی کو لڑکے کی جگہ رکھ دیا اور خود لڑکے پر قابض ہو گئی۔ لڑکے کی ماں جب اس چالبازی سے واقف ہوئی تو دار الشرع میں جا کر فریاد کی۔ خلیفہ عمرؓ نے حکم دیا کہ دوسری عورت کو بلاؤ جب وہ حاضر ہوئی تو (فرمایا اے عورت تو نے اپنی لڑکی سے اس عورت کا لڑکا کیوں تبدیل کر لیا۔ بولی یا امیر المومنین یہ تہمت ہے۔ لڑکا میرا ہی ہے چونکہ کوئی گواہ موجود نہ تھا اسلئے حضرت عمرؓ نے کہا اس مقدمہ کو حضرت علیؑ کے پاس لے جاؤ الغرض سلمان فارسیؓ دونوں عورتوں کو جناب امیرؑ کی خدمت میں لائے اور صورت حال بیان کی۔ جناب امیرؑ نے ترازو دینے اور شیشی طلب فرمائی۔ ایک عورت سے فرمایا اس شیشی کو اپنے دودھ سے بھر دے جب بھر چکی تو اس کو تول کر دودھ گرا دیا۔ پھر دوسری عورت سے اس طرح وہ شیشی بھروائی اور وزن

کر کے دودھ گرادیا۔ بعد ازاں حکم دیا کہ لڑکا مدعیہ کا ہے۔ اور لڑکی مدعا علیہ کی۔ جب یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہونچی تو عرض کیا یا ابوالحسنؑ آپ نے اس امر عجیب کو کسطرح تشخیص کر لیا۔ فرمایا اے ابو حفص لڑکی کی ماں کا دودھ ہلکا ہوتا ہے اور لڑکے کی ماں کا دودھ بھاری۔ اسلئے تولنے سے یقین ہوگیا۔ کیا آپ نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ لڑکے کا حق وراثت میں لڑکی سے دوگنا ہے۔ بعد میں اس دست دراز عورت نے خود بھی اقرار کر لیا کہ لڑکی اسکی ہے۔* (۱۸)

اصمغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں پانچ شخصوں کو علت زنا میں گرفتار کر کے لایا گیا۔ حضرت عمرؓ نے ہر ایک پر حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا کیا میں اسکے موافق حکم دوں تو جو خدا نے فرمایا ہے اور رسول خدا نے مجھ سے فرمایا ہے۔ یہ فرما کر ہر ایک کے لئے جدا جدا سزائیں سنائیں۔ ایک کو قتل کیا گیا اور دوسرے کو سنگسار، تیسرے پر پوری حد لگائی گئی، چوتھے پر نصف حد لگائی گئی اور پانچویں کو تعزیر کر کے چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا اے ابوالحسنؑ ایک معاملہ میں ان پانچ شخصوں کیلئے آپ نے مختلف حکم دیا کیا وجہ ہے۔ فرمایا جسکو قتل کیا گیا وہ کافر ذمی تھا اس نے مسلمان عورت سے زنا کی تھی۔ جسکو سنگسار کیا گیا وہ شادی شدہ تھا اور اسکی بیوی موجود تھی جس شخص پر پوری حد لگائی گئی وہ مجرد تھا۔ جو تھا جس کو نصف لگائی گئی وہ غلام تھا اور پانچواں شخص دیوانہ تھا اس کی حد صرف تعزیر ہے۔* (۱۹)

حضرت عمرؓ کے دور عہد میں دو شخصوں نے دعویٰ کیا۔ ہر ایک دوسرے کو کہتا تھا تو میرے باپ کا بیٹا نہیں ہے۔ اور ان کے پاس کوئی گواہ بھی نہ تھا۔ جب حضرت عمرؓ اسکے تصفیہ سے قاصر رہے تو حضرت علیؑ سے رجوع کیا۔ آپ نے دونوں کو جدا جدا کر کے فرمایا کے سچ بتلاؤ کہ اس شخص کا صلبی بیٹا کون ہے جب دونوں نہ مانے تو آپ نے ان کے باپ کی قبر کا پتہ دریافت کیا اور کہا کہ اس قبر کو کھود کر اس میں سے ایک ہڈی نکال کر لاؤ۔ جو وہ لے آئے تو دونوں کے فصد کرائی اور جدا جدا برتوں میں خون رکھا پھر اس ہڈی کے برابر ٹکڑے کر کے الگ الگ دونوں برتنوں میں ڈال دئے اور برتن کو ڈھانپ دیا جب ایک ساعت کے بعد کھولا تو دیکھا کہ ایک ہڈی نے تو سارا

خون چوس لیا تھا۔ جبکہ دوسری میں خون کا ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جس کے خون کو ہڈی نے چوس لیا ہے وہ اس شخص کا اصلی بیٹا ہے۔* (۲۰)

احسن الکبار میں منقول ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک جوان کہتا تھا اے خداوندا۔ میرے اور میری ماں کے درمیان عدل کر کیونکہ وہ مجھ پر ظلم کرتی ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ سنا تو فرمایا اے جوان تو اپنی ماں کیلئے کیوں بدعا کرتا ہے جوان نے عرض کیا اے امیر المومنین مجھ کو دس مہینہ اپنے پیٹ میں رکھا اور دوسال دودھ پلایا اب کہتی ہے تو میرا بیٹا نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس عورت کو بلوایا وہ اپنے چار بھائیوں اور چالیس گواہوں کو لیکر آئی۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کس سبب سے تو اسے اپنی فرزندی سے انکار کرتی ہے اس نے جواب دیا خدا کی قسم وہ جھوٹ کہتا ہے میں اس کو بالکل نہیں پہچانتی اور وہ چاہتا ہے کہ مجھے قبیلہ میں رسوا کرے کیونکہ میں نے اس کو نہیں جنا۔ مدت ہوگئی کہ میرا شوہر مرگیا اور میں تجارت کی غرض سے اس شہر میں آئی ہوں۔ خلیفہ نے پوچھا تیرا کوئی گواہ ہے۔ بولی یہ لوگ جو میرے ساتھ ہیں میرے گواہ ہیں۔ چالیس شخصوں نے گواہی دی کہ یہ عورت سچ کہتی ہے۔ خلیفہ نے ناراض ہو کر فرمایا اس جھوٹے جوان کو قید خانے میں لے جاؤ۔ اتفاقاً راستہ میں جناب امیر حضرت علیؑ سے ملاقات ہوگئی جوان نے فریاد کی اے حلال مشکلات میری فریاد کو پہونچئے کیونکہ مجھ پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور سارا قصہ مفصل بیان کیا۔ جناب علیؑ نے فرمایا اس جوان کو دارالشرع میں لے چلو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد تشریف لا کر فرمایا اے ابا حفصؓ مجھے اجازت ہے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ شرح کے مطابق کروں۔ خلیفہ نے کہا ضرور ضرور۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے عورت کیا تو اس جوان کی ماں نہیں ہے۔ وہ بولی نہیں۔ فرمایا کیا تو مجھکو اپنا ولی مقرر کرتی ہے۔ اس نے عرض کی بیشک۔ آپ نے اس وقت قنبرؓ سے فرمایا چار سو درھم لا کر اس عورت کا مہر ادا کر کے اس جوان سے نکاح کر دو۔ جب رقم مذکور آگئی تو فرمایا اس جوان کے دامن میں ڈال دے کہ میں نے چار سو درھم کے مہر پر اس عورت کا نکاح اس جوان سے کر دیا۔ حاضرین مجلس تم گواہ رہنا اور جوان سے فرمایا عورت کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لے جا اور اس وقت تک باہر

نہ آنا جب تک کہ جماع کے آثار تجھ سے نمودار نہ ہوں۔ جوان نے نہایت اضطراب اور بے چینی سے عرض کیا۔ یا امیر المومنینؑ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جو کچھ میں تجھ سے کہتا ہوں کر۔ وہ جوان اس عورت کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لیجانے لگا عورت نے شور مچایا اور فریاد کی۔ اے امیر المومنینؑ مجھکو خدا اور خلق خدا کے سامنے رسوا نہ کیجئے۔ کیونکہ یہ جوان میرا حقیقی بیٹا ہے۔ میں کیونکر اس کو شوہر بنالوں۔ اصل بات یہ ہے کہ میرے بھائیوں نے مجھ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس کو اپنے پاس سے نکال دوں ورنہ باپ دادا کی میراث کا دعویٰ کریگا۔ اب میں نے توبہ کی۔ تب جناب امیرؑ نے فرمایا کہ گواہوں کو درے لگائیں۔ ماں نے سگے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر اس کے منہہ پر بوسہ دیا اور بہت روئی اور اس کو اپنے گھر لے گئی۔* (۲۱)

سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک امیر تھا۔ اسکے تین غلام تھے۔ جب وہ مرض الموت میں گرفتار ہوا تو یہ وصیت کی کہ اس کے بعد اس کے ایک غلام کو لڑکی معہ نقد جنس اور زمین و جائیداد حوالہ کریں۔ ایک اور غلام کو ایک ہزار دینار دیکر آزاد کریں اور تیسرے کو قتل کر دیں جب امیر کا انتقال ہو گیا تو تینوں غلام آپس میں جھگڑنے لگے اور لڑکی اور مال کے دعویدار ہوئے یہ نہ سمجھ میں آتا تھا کہ لڑکی اور جائیداد کس کو دی جائے کہ آزاد کیا جائے اور کون واجب قتل تھا۔ امیر کی بیٹی تینوں کو لیکر خلیفہ وقت کے پاس گئی اور سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ نے بحد غور کیا مگر کوئی تجویز سمجھ میں نہ آئی جو شریعت کے مطابق ہو۔ چنانچہ ناچار حضرت علیؑ سے رجوع کیا۔ آپ نے ایک چھری ایک غلام کے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اپنے آقا کی قبر پر جا اور اسکا سر کاٹ لا۔ اس نیک انجام غلام نے بلا تامل عرض کیا یا امیر المومنین توبہ توبہ۔ اس قسم کی بے ادبی مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ اس بات پر کسی قدر تاکید اور غصہ فرما کر حضرت علیؑ نے وہ چھری دوسرے غلام کو دی۔ اس نے بھی چند قدم طے کرکے دل میں سوچا بھلا یہ کیونکہ جائز ہے کہ میں اپنے آقا و ولی نعمت کی قبر کو پھاڑوں اور ایسی گستاخی عمل میں لاؤں۔ یہ خیال کرکے واپس آگیا اور پہلے غلام کی طرح عذر کیا۔ بعد ازاں چھری تیسرے غلام کے حوالہ ہوئی۔ وہ فوراً چھری لے کر روانہ

ہو گیا۔ دوسری طرف حضرت علیؑ نے ایک آدمی کو اس کے پیچھے روانہ کیا کے اگر بالغرض وہ قبر پھاڑنی شروع کرے تو اس کو روک دے کیونکہ بلا ضرورت قبر کھودنا جائز نہیں ہے۔ الغرض جب وہ نمک حرام غلام قبر پر جاکر کھودنے لگا تو اس شخص نے جو اس کے پیچھے گیا تھا اس کو منع کیا اور دار الشرع واپس لے آیا اور سارا حال بیان کیا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا جس غلام نے آقا کے حق نمک کو مدنظر رکھکر چھری کو ہاتھ میں نہ پکڑا لڑکی و مال واسباب اس کے حوالہ کریں۔ جو غلام تھوڑی دور جاکر واپس آیا اس کو ایک ہزار دینار دیکر آزاد کر دیں۔ اور جس نے اپنے آقا کی قبر کھودنے کی کوشش کی وہ اپنے آقا کی وصیت کے بموجب واجب القتل ہے۔ جب یہ بات طے ہو گئی تو جناب امیرؑ نے فرمایا کہ امیر متوفی کی وصیت ان دو غلاموں کے بارے میں تو جاری ہو سکتی ہے۔ لیکن شریعت کے مطابق تیسرے غلام کا قتل جائز نہیں ہے۔ انسب یہ ہے کہ یہ غلام اس کا خدمتگار رہے کہ جس کو لڑکی دی گئی ہے۔ کیونکہ یہ بھی قتل کا قائم مقام ہے۔* (۲۲)

درزمان حضرت عثمانؓ

ایک مرتبہ حج کا زمانہ میں حضرت عثمانؓ کے سامنے کسی نے شکار کا گوشت پکا کر پیش کیا۔ لوگوں میں بحالت احرام اس کے کھانے کا جواز اور عدم جواز میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ جواز کے قائل تھے انہوں نے کہا کہ بحالت احرام خود شکار کرکے کھانا منع ہے لیکن جب کسی دوسرے غیر محرم نے شکار کیا ہو تو ہم کو بحالت احرام اس کے کھانے میں حرج نہیں۔ دوسروں نے اس سے اختلاف کیا۔ حضرت عثمانؓ نے دریافت کیا کہ اس مسئلہ میں قطعی فیصلہ کس سے معلوم ہو گا۔ لوگوں نے کہا حضرت علیؑ سے چنانچہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور مسئلہ کی صورت بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ جن لوگوں کو یہ واقعہ یاد ہو وہ شہادت دیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت کی خدمت میں احرام کی حالت میں ایک گورخر شکار کرکے پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا ہم لوگ احرام کی حالت میں ہیں۔ یہ ان لوگوں کو کھلاؤ جو احرام میں نہ ہوں

حاضرین میں سے سب آدمیوں نے اٹھ کر اس کی گواہی دی۔اس طرح دوسرے واقعہ کا بھی آپ نے حوالہ دیا کہ ایک مرتبہ بحالت احرام کسی نے شتر مرغ کے انڈے پیش کئے ان کے کھانے سے بھی آنحضرت نے احتراز فرمایا تھا۔اسکی بھی کچھ لوگوں نے گواہی دی۔یہ سن کر حضرت عثمانؓ اور ان کے رفقاء نے اس کے کھانے سے پرہیز کیا *(۲۳)

محمد بن یحییٰ بن حبان کہتے ہیں ابن منقذ کی دو بیبیاں تھیں ایک ہاشمیہ اور دوسری انصاریہ۔حبان نے انصاریہ کو طلاق دیدی۔اس کے کچھ دن بعد حبان مرگئے۔انصاریہ نے کہنا شروع کیا کہ میری عدت ابھی پوری نہیں ہوئی ہے مجھکو بھی ترکہ ملنا چاہئے۔حضرت عثمانؓ کے پاس مقدمہ پیش ہوا انہوں نے کہا مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں اور حضرت علیؑ کے پاس اس کو بھیج دیا۔حضرت علیؑ نے اس انصاریہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے منبر کے پاس اس بات پر حلف اٹھالے کہ تجھ پر تین حیض نہیں گذرے۔تب تجھے میراث ملے گی۔جب اس نے ازروئے حلف کہہ دیا تب میراث میں شریک کی گئی۔*(۲۴)

درزمان خلافت ظاہری حضرت علیؑ

کمال الدین محمد شافعی لکھتے ہیں کہ سات آدمی کوفہ سے سفر کو گئے اور مدت تک غائب رہے۔جب واپس ہوئے تو ان میں کا ایک غائب تھا اس کی زوجہ حضرت علیؑ کے پاس آکر کہنے لگی اے امیرالمنین میرا شوہر ایک جماعت کے ساتھ سفر کو گیا تھا۔اور لوگ سفر سے واپس آگئے مگر میرا شوہر نہیں آیا۔میں نے ان سے اس کا حال پوچھا۔وہ کچھ نہیں بتلاتے ہیں۔میں ان پر قتل کا دعویٰ کرتی ہوں۔اور آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ ان کے حاضر ہونے کا حکم جاری کریں اور ان سے انکشاف کرائیں۔حضرت علیؑ نے ان لوگوں کو بلایا اور علیحدہ علیحدہ مسجد کے گوشوں میں بٹھلادیا۔اور ایک ایک آدمی کا پہرہ ان پر مقرر کردیا تاکہ ان سے نہ کوئی ملے اور نہ بات کرنے پائے۔پھر ایک آدمی کو بلاکر اس شخص کے بارے میں اس سے دریافت فرمایا۔اس نے انکار کیا۔اس انکار پر

حضرت علیؑ نے باآواز بلند تکبیر کہی۔جب اور لوگوں نے تکبیر سنی تو ان کو خیال ہوا کہ ان کے ساتھی نے اقرار کرلیا ہے۔اور صورت حال بیان کردی ہے۔پھر ہر ایک کو انہیں سے علیحدہ علیحدہ بلایا۔انہوں نے اس بناپر اس کے قتل کا اقرار کیا کہ انکے ساتھی نے حضرت علیؑ سے انکا یہ فعل بیان کردیا ہے۔جب سب اقرار کرچکے تو پہلا شخص کہنے لگا اے امیرالمومنینؑ ان لوگوں نے اقرار کیا میں نے تو نہیں کیا۔حضرت علیؑ نے فرمایا یہ لوگ تیرے رفیق کار ہیں اور تجھ پر گواہی دیتے ہیں۔ان کی شہادت کے بعد تیرا انکار تجھ کو فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔اس نے بھی ان کے ساتھ شریک ہونے کا اقرار کیا۔جب قتل ثابت ہوگیا تو حضرت علیؑ نے حد جاری کرکے سب کو قتل کا حکم دیا۔*(۲۵)

حارث سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علیؑ کے اجلاس میں اپنی عورت کو لیکر حاضر ہوا اس نے یہ کہا کہ اس عورت نے نکاح کے وقت اپنا عیب مجھ سے پوشیدہ رکھا۔اب معلوم ہوا کہ یہ مجنونہ تھی۔حضرت علیؑ نے غور فرمایا تو عورت کو حسینہ و جمیلہ پایا۔اس سے پوچھا کہ تیرا شوہر کیا کہتا ہے۔اس نے جواب دیا اے امیرالمومنین مجھے جنون نہیں ہے۔لیکن مباشرت کے وقت مجھ پر غشی طاری ہوجاتی ہے۔یہ سمجھتا ہے کہ جنون ہے۔حضرت علیؑ نے عورت کا جواب سنکر اس کے شوہر سے فرمایا اس کو لے جاؤ اور اچھی طرح رکھو تم اس کے لائق نہیں ہو۔تم کو یہ تمیز نہیں کہ یہ مجنونہ ہے یا نازک مزاج۔*(۲۶)

علامہ کمال الدین محمد شافعی لکھتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ ہوئے (خلافت ظاہری کے مہرہ پر فروکش ہوئے) تو ایک واقعہ پیش آیا جس سے عقلیں حیران ہوگئیں۔بجز آپ کے کوئی اس کو سمجھ نہ سکا۔واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک شخص نے ایک مخنث سے عقد کیا۔اس مخنث کے دو عضو مخصوص تھے۔ایک مثل عورت اور دوسرا مثل مرد کے۔مرد نے اس مخنث کو مہر میں ایک لونڈی دی پھر اس مخنث کے ساتھ مثل عورت کے صحبت کی۔مخنث کے حمل رہ گیا۔اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔پھر اس مخنث نے مثل مرد کے اس لونڈی کے ساتھ صحبت کی۔وہ لونڈی بھی حاملہ ہوگئی۔اس کے یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا۔یہ بات حضرت علیؑ سے بھی لوگوں نے آکر بیان کی۔آپ نے مخنث کے

متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو مثل عورتوں کے حیض ہوتا ہے۔جب مرد اس سے صحبت کرتا ہے تو دونوں مقامات سے منی نکلتی ہے وہ خود بھی حاملہ ہوتا ہے اور اس سے عورت بھی حاملہ ہوتی ہے۔لوگ حیران تھے کہ اس معاملہ میں دیکھیں کیا حکم دیا جاتا ہے۔کہ آیا یہ عورتوں میں شمار ہوگا یا مردوں میں۔حضرت علیؑ نے یہ سن کر اپنے دونوں غلاموں کو حکم دیا کہ اس مخنث کے پاس جا کر اسکی دونوں طرف کی پسلیوں کو شمار کرو۔اگر برابر ہیں تو عورت ہے اور اگر داہنی طرف کی پسلیاں تعداد میں بائیں طرف کی پسلیوں سے زیادہ ہوں تو وہ مرد ہے۔چنانچہ شمار کرنے پر بائیں طرف کی پسلیوں کو داہنی طرف کی پسلیوں سے کم پایا۔حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ مخنث مرد ہے اور اس کو اس کے شوہر سے علیحدہ کروادیا۔اور فرمایا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو اپنی حکمت بالغہ سے ان کی بائیں طرف کی ایک چھوٹی پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا۔یہی سبب ہے کہ مرد کی بائیں طرف کی پسلی عورت کی پسلیوں سے کم ہوتی ہے۔عورت کی دونوں طرف کی پسلیاں برابر ہوتی ہیں یعنی بارہ بارہ۔جبکہ مرد کی ۲۳ ہوتی ہیں۔یعنی داہنی طرف ۱۲ اور بائیں طرف گیارہ۔*
(۲۷)

سعید ابن نشور اپنی سنن میں اور ھشیم اپنی مسند میں یہ اسناد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے سنا ہے کہ مخنث کی پیشاب گاہ سے اندازہ لگانا ہوگا۔اگر وہ عورت کی طرح پیشاب کرے تو مثل عورت کے میراث پائے گا اور اگر مرد کی طرح پیشاب کرے تو مرد کی میراث پائے گا۔یہ جواب لکھکر حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمن کو امور دینیہ میں ہمارا محتاج رکھا۔* (۲۸)

ایک مرتبہ لوگوں نے ایک شخص کو چوری کے الزام میں پکڑ کر عدالت مرتضوی میں پیش کیا۔اور دو گواہ بھی پیش کردئے۔آپ نے گواہوں سے کہا اگر یہ بات جھوٹ نکلی تو میں تم کو سخت سزا دوں گا۔یہ فرما کر کسی کام میں مصروف ہوگئے۔بعد فراغت دیکھا تو دونوں گواہ موقع پاکر چلے گئے تھے۔آپ نے ملزم کو بے قصور پاکر چھوڑ دیا۔* (۲۹)

ایک شخص نے دوسرے شخص کو یہ کہکر عدالت میں پیش کیا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس نے میری ماں کی آبروریزی کی ہے۔حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ملزم کو دھوپ میں لے جاکر کھڑا کردو اور اس کے سایہ پر سو کوڑے مارو۔* (۳۰)

کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ آپ کی کتاب مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ ایک عورت حضرت علیؑ کے پاس آئی۔آپ اس وقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہورہے تھے اور ایک پاؤں رکاب میں تھا۔وہ عورت بولی اے امیرالمومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر مرا ہے۔مگر لوگوں نے مجھ کو صرف ایک دینار دیا ہے۔آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں۔حضرت علیؑ نے فوراً جواب دیا تیرے بھائی کی دو بیٹیاں ہوں گی۔اس نے کہا ہاں آپ نے کہا دو ثلاث یعنی چار سو دینار تو ان کے ہوئے۔پھر پوچھا تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی جس کو سدس یعنی سو دینار ملے اور اور زوجہ بھی ہوگی جس کو ثمن یعنی ۷۵ دینار ملے ہوں گے۔پھر پوچھا تیرے بارہ بھائی ہوں گے دو دینار ان کو ملے ہوں گے۔اس نے تسلیم کیا۔پھر فرمایا ایک دینار تیرا حق ہوا وہ تجھ کو مل چکا ہے۔اب لوٹ جا۔* (۳۱)

حضرت علیؑ کوفہ میں منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک عورت نے کھڑے ہوکر کہا۔اے امیرالمومنینؑ میری لڑکی کا خاوند مرگیا ہے۔اور ترکہ میں اس کا آٹھواں حصہ ہے۔مگر اس کے شوہر کے اعزا اس کو نواں حصہ دیتے ہیں۔میں آپ سے انصاف کی خواہاں ہوں۔آپ نے فرمایا تیرا داماد دو لڑکیاں چھوڑ کر مرا ہے۔اس نے اقرار کیا پھر آپ نے فرمایا اس کے والدین بھی زندہ ہیں۔اس نے کہا ہاں۔آپ نے فرمایا تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ اب نواں رہ گیا ہے۔اس سے زیادہ نہ مانگ۔* (۳۲)

روٹیوں والا فیصلہ پہلے علم الحساب کے ذیل آچکا ہے۔

حوالہ جات حصہ پنجم

(۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۳، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۵۶

(۲) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۳، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۵، مواعق محرقہ صفحہ ۱۲۴

(۳) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۵

(۴) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۹

(۵) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۷

(۶) ارجح المطالب صفحہ ۱۲۶

(۷) استیعاب جلد ۱ صفحہ ۴۷۵، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۲۱

(۸) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۲۱، طبقات ابن سعد جلد ۲۔ صفحہ ۴۵۶

(۹) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۵

(۱۰) ارجح المطالب صفحہ ۱۲۱

(۱۱) مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۴۵۷، قضاء صفحہ ۱۴۲

مواعق محرقہ صفحہ ۱۷۷

(۱۲) (۱۳) تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۱۸۴، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۱۹، ۱۲۶، نیابیع المودۃ صفحہ ۷۵، ابن کثیر نے اس کو حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کا واقعہ بیان کیا ہے۔ دیکھو کثیر پارہ ۲۵ صفحہ ۴۵ اور پارہ ۲۶ صفحہ ۹

(۱۴) ارجح المطالب صفحہ ۱۲۴

(۱۵) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۲۹

تذکرۃ الخواص والائمہ صفحہ ۱۸۵

(۱۶) ارجح المطالب صفحہ ۱۲۸

(۱۷) مطالب السئول صفحہ ۱۰۴

(۱۸) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۲۰

(۱۹) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۰

(۲۰) ارجح المطالب صفحہ ۱۳۱

(۲۱) کوکب دری صفحہ ۳۳۱

(۲۲) کوکب دری صفحہ ۵۰۲

(۲۳) کوکب دری صفحہ ۵۰۷

(۲۴) کوکب دری صفحہ ۵۱۰

(۲۵) مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۰۰

(۲۶) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۱

(۲۷) مطالب السئول صفحہ ۱۰۱

(۲۸) ازالۃ الخفاء جلد ۳ صفحہ ۳۲۵، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۱۳۸

(۲۹) مطالب السئول صفحہ ۴۲

(۳۰) تاریخ الخلفا صفحہ ۱۲۲۲ اصل میں یہ مسئلہ معاویہ کے یہاں پیش ہوا تھا۔ جب کسی کے سمجھ میں نہ آیا تو معاویہ نے بذریعہ خط حضرت علی سے اس مسئلہ کے متعلق معلوم کیا تھا۔

(۳۱) تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷

(۳۲) ارجح المطالب ------- کے نام سے مشہور

(۳۳) مطالب السئول صفحہ ۹۷

معجزات حضرت علیؑ

معجزات حضرت علیؑ کے سلسلے میں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ان کی تعلیم و تربیت اور پرورش رسول اللہ کے سایہ عاطفت میں ہوئی اور حضور نے ان کو تمام علوم و رموز سے واقف کرادیا تھا۔ بلکہ تمام واقعات گزشتہ اور آنے والے امور سے باخبر کردیا تھا خود جناب علیؑ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔

"خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو تم میں سے ہر ایک کو اس کی ابتدا اور انتہا کی خبر دوں اور اس کے تمام حالات بیان کردوں۔ مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے بارے میں تم رسول اللہ سے نہ انکار کرنے لگو۔ (لیکن) میں اپنے خاص لوگوں کو جن پر مجھے اطمینان ہے ضرور ان خبروں سے باخبر کرونگا۔ اس خدا کی قسم جس نے آنحضرت کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان کو تمام مخلوق میں سب سے بلند منتخب کیا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے اور رسول خدا ہی نے مجھے ہلاک ہونے والے کی جائے ہلاکت اور نجات پانے والے کی جائے پناہ کے متعلق خبر دی ہے۔ اور اس امر کے انجام کے بارے میں اور جتنے واقعات مجھ پر گذرنے والے ہیں ان سب سے مجھے باخبر کردیا ہے۔"

حسن ابن رکذاہ فارسی کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ لوگ فرات کی طغیانی کی شکایت لے کر آئے اور کہنے لگے کہ فرات کا پانی اتنا بڑھ گیا ہے جس سے ہماری کھیتیوں کے تلف ہوجانے کا خوف ہے۔ ہماری استدعا ہے کہ آپ خدا کی جناب میں دعا فرمائیں کہ فرات کا پانی کم ہوجائے۔ آپ یہ سن کر گھر میں چلے گئے اور آنحضرت کا جبہ عمامہ اور ردا پہن کر اور ہاتھ میں عصا لئے برآمد ہوئے اور سوار ہو کر چلے لوگوں کو ساتھ لیا۔ فرات پر پہونچ کر آپ ٹھہر گئے اور گھوڑے سے اتر کر دو نوافلت نماز پڑھی۔ پھر اٹھے اور عصا ہاتھ میں لے کر پل کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت

حسنینؑ کے علاوہ اور کوئی ساتھ نہ تھا۔ عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا۔ پانی بقدر ایک گز کم ہوگیا۔ آپ نے لوگوں سے دریافت کیا اتنا پانی کافی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا زیادہ ہے۔ آپ نے دوبارہ اشارہ کیا۔ ایک گز اور کم ہوگیا۔ پھر دریافت کیا اب کافی ہے۔ لوگوں نے کہا اب بھی زیادہ ہے۔ تیسری مرتبہ اشارہ کیا ایک گز اور کم ہوگیا۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیرالمومنین کافی ہے۔*(۱)

شیخ ابو عبداللہ خطیب خوارزمی روایت کرتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے چند ہمنشینوں سے بیان کیا کہ میں تم کو علی کا امتحان لے کر دکھاتا ہوں کہ وہ کبھی حرف باطل زبان پر نہیں لاتے۔ انہوں نے اپنے تین معتبر آدمیوں سے کہا تم کوفہ میں جاکر میرے مرنے کی خبر اڑادو۔ جب کوفہ ایک منزل رہ جائے تو تم یکے بعد دیگرے جانے اور میری موت کی خبر مشتہر کرنا۔ یہ ضروری ہے کہ میری بیماری، وقت موت جائے قرار اور نماز پڑھانے والے کے متعلق بیان میں اختلاف نہ ہو۔ پہلے ایک شخص جاکر بیان کرے پھر دوسرا اور تیسرا جاکر تصدیق کرے۔ دیکھو علیؑ کیا کہتے ہیں۔ تینوں شخص حسب الحکم معاویہ کوفہ گئے۔ جب کوفہ ایک منزل رہ گیا تو پہلے ایک شخص آیا۔ لوگوں نے اس سے شام کا حال پوچھا۔ اس نے بیان کیا کہ معاویہ مرگئے۔ اس کو لوگ حضرت علیؑ کے پاس لے گئے۔ آپ نے اس کے قول پر اعتنا نہ کی۔ دوسرے روز دوسرے سوار نے بھی آکر یہی بیان کیا۔ اس کو بھی لوگ حضرت علیؑ کے پاس لے گئے اس نے بھی یہی بیان کیا۔ تب بھی حضرت علیؑ ساکت رہے۔ تیسرے روز پھر تیسرا سوار آیا۔ اس نے بھی یہی بیان دیا اور اس کو بھی آپ کی خدمت میں لے گئے۔ اور کہا یاامیرالمومنینؑ یہ خبر اب بام ثبوت کو پہنچ گئی ہے یہ بھی ان دونوں کی تصدیق کرتا ہے آپ نے فرمایا معاویہ ہرگز نہیں مرا۔ پہلے یہ داڑھی میرے خون سے رنگین ہوگی اور وہ ابن آکلتہ الاکبا (ہندہ جگر خور کا بیٹا جس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا) اس سے بازی کرے گا۔ یہ سن کر وہ لوگ واپس آگئے۔*(۲)

منقول ہے کہ حضرت علیؑ جب خوارزم سے فارغ ہو کر کوفہ واپس تشریف لائے تو رمضان کا مہینہ تھا مسجد میں بعد نماز منبر پر تشریف لے گئے اور ایک خطبہ

ارشاد فرمایا اے ابا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مہینہ کے کتنے روز گزر چکے ہیں۔ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا تیرہ روز۔ پھر حضرت امام حسینؑ سے پوچھا اے ابا عبداللہ ہمارے مہینہ کے اب کتنے روز باقی ہیں۔ انہوں نے کہا سترہ روز۔ پھر آپ نے اپنی ریش مبارک ہاتھ میں لے کر فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم اس امت کا بدبخت اس کو خون سے رنگین کرے گا۔ پھر یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ "میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ میرا دوست مجھ سے بیوفائی کرنے والا قبیلہ مراد ہے۔"

ابن ملجم نے جب یہ کلام سنا تو کانپ اٹھا اور پھر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا۔ اے امیر المومنینؑ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں میرے یہ دونوں ہاتھ آپ کے سامنے موجود ہیں۔ آپ ان کو کاٹ ڈالیں یا مجھ کو مار ڈالیں۔ آپ نے فرمایا تیرا گناہ ہی کیا ہے کہ میں تجھ کو مار ڈالوں۔ اگر مجھ کو اس کا علم بھی ہو جائے کہ تو میرا قاتل ہے تو بھی میں تجھ کو نہ ماروں لیکن ایک یہودن نے تجھ سے بغلگیر ہو کر کہا تھا اے شفیق کے باپ، ثمود کی اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والے۔ ابن ملجم نے کہا یہ بات تو ضرور ہوئی۔ پھر آپ خاموش ہو رہے۔ رمضان میں ایک روز آپ صبح کی نماز کیلئے اٹھے اور گھر سے مسجد تشریف لے چلے۔ فرمایا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں اسی مہینہ میں شہید ہونگا۔ جب دروازہ کھولا تو آپ کا تہمد دروازہ سے اٹک گیا۔ آپ نے فرمایا موت کے واسطے میں آمادہ ہوں کیونکہ موت مجھ سے ملاقات ضرور کرے گی۔ قتل ہونے میں فرار نہیں کرنی چاہئے۔ جبکہ قاتل سامنے آجائے۔ پھر آپ گھر سے تشریف لائے اور شہید ہوئے۔* (۳)

بروایت ابن مردویہ زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے لوگوں سے قسم دیکر دریافت فرمایا کہ جس نے آنحضرت کے زبان مبارک سے حدیث غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ سنی ہو کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ بارہ بدری اصحاب چھ منبر کے داہنی جانب اور چھ بائیں جانب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس کی گواہی دی زید بنؓ ارقم کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے آنحضرت کی زبان مبارک سے اس حدیث کو سنا تھا میں نے اس حدیث کے بیان کرنے سے اغماز کیا اسلئے اللہ نے مجھے اندھا کر دیا۔ زیدؓ اس گواہی کے نہ دینے پر عمر بھر نادم رہے۔* (۴)

ابن مردویہ بروایت طلحہ بن عمر لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ ایک مرتبہ منبر پر فرمانے لگے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی، وارث نبی الرحمت، زوج سیدۃ النساء اہل الجنت، سید الوصیین، سید الواصلین اور تمام انبیاء کے وصیوں کا آخری وصی ہوں۔ میرے سوا کوئی اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بدی سے پیش آئے گا۔ اس پر قوم عیسیٰ کے ایک شخص نے کہا اپنی زبان سے یہ لفظ کہنا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں کسقدر بری بات ہے یہ کہے ہوئے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ وہ دیوانہ ہو گیا۔ ایسا کہ لوگوں نے اس کی ٹانگ پکڑ کر مسجد کے باہر کر دیا۔ طلحہ بن عمر کا قول ہے کہ ہم نے اس کی قوم سے پوچھا کیا اس سے پہلے بھی اس کو ایسا مرض ہوا تھا انہوں نے کہا کبھی نہیں۔* (۵)

ابن مردویہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت سے جن لوگوں نے حدیث غدیر خم سنی تھی حضرت علیؑ نے ان سے قسم لیکر پوچھا۔ انصار کے بارہ آدمیوں نے گواہی دی۔ حضرت انسؓ بن مالک اس مجمع میں موجود تھے۔ انہوں نے گواہی نہیں دی۔ حضرت علیؑ نے ان سے فرمایا اے انسؓ تم کو کس بات نے شہادت دینے سے روکا ان لوگوں نے جو سنا وہی تم نے بھی سنا۔ انسؓ نے اپنی کبر سنی ونسیان کا عذر پیش کیا۔ حضرت علیؑ نے جوش میں فرمایا خداوندا اگر یہ جھوٹ کہتے ہوں تو ان کی پیشانی پر برص کا ایسا داغ لگادے جو عمامہ سے بھی نہ چھپ سکے۔

ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے عزار نامی ایک شخص سے کہا تو معاویہ کو خبریں پہونچایا کرتا ہے۔ اس نے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے اس نے قسم کھا کر انکار کیا آپ نے فرمایا اگر تو نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو خدا تجھے اندھا کریگا۔ ایک جمعہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ وہ اندھا ہو گیا۔* (۶)

امام احمد بن حنبل مناقب میں طبرانی معجم اور ابو نعیم دلائل میں بروایت علی بنؓ زاذان لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ ایک بات فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کی تکذیب کی۔ آپ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو میں تجھ پر دعا کرتا ہو۔ وہ کہنے لگا بہتر ہے۔ آپ نے دعا فرمائی۔ وہ لوٹنے بھی نہ پایا تھا کہ اندھا ہو گیا۔* (۷)

مروی ہے کہ آپ جب صفین کی طرف لشکر لیکر چلے تو راستہ میں پانی ختم ہو گیا۔ ادھر ادھر پانی کی تلاش ہوئی۔ پانی کہیں نہ ملا۔ آپ نے لکڑی سے اشارہ کر کے فرمایا اس طرف چلو۔ کچھ دور چلکر میدان میں عیسائیوں کا ایک کلیسا ملا۔ لوگوں نے وہاں جاکر راہب سے پانی کے متعلق پوچھا اس نے کہا پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے۔ جس طرف میں بتلاتا ہوں اس طرف چلے جاؤ۔ یقین ہے کہ تمہیں پانی مل جائے گا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ راہب کیا کہتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ دو فرسخ پر پانی کا پتہ بتلاتا ہے۔ ہم میں اب وہاں تک چلنے کی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا تم کو اس طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے آپ نے اس دیر کی طرف ایک جگہ اشارہ کیا کہ وہاں کھودو۔ لوگ کھودنے لگے تو ایک وزنی چٹان نظر آئی۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ یہ چٹان نہیں ٹوٹ سکتی۔ آپ نے فرمایا یہ چٹان پانی کے اوپر ہے لوگوں نے اس کے اکھاڑنے کی کوشش کی مگر اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ جب سب عاجز آگئے تو خود آپ گھوڑے سے اترے اور آستین پلٹ کر اس چٹان کے نیچے ہاتھ ڈال کر اس کو اکھاڑ لیا۔ اس کے نیچے سے نہایت شیریں پانی کا چشمہ نکل آیا۔ لوگوں کو تمام سفر ایسا سرد اور شیریں پانی کہیں اور نہ ملا۔ راہب اپنے دیر سے یہ ساری کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کو آواز دینے لگا مجھکو نیچے اتارو جب اس کو چھت سے نیچے اتارا تو وہ حضرت علیؑ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر کہنے لگا کیا آپ نبی مرسل ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ کہنے لگا آپ فرشتہ مقرب ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پوچھا پھر آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں خدا کے رسول محمد بن عبداللہ خاتم النبیین کا وصی ہوں۔ راہب نے کہا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں گا اور اسلام لاؤنگا۔ * (۸)

براءؓ بن عازب سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا اے براء افسوس ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ قتل ہو گا تم زندہ ہو گے اور اس کی مدد نہ کرو گے۔ جب حضرت امام حسینؑ شہید ہو گئے تو براءؓ بن عازب کہنے لگے میرے مولا نے سچ فرمایا تھا تمام عمر اس بار پر اظہار افسوس وندامت کرتے رہے۔ * (۹)

جندبؓ بن عبداللہ ازدی ناقل ہیں کہ میں جمل و صفین میں حضرت علیؑ کی

خدمت میں حاضر تھا۔ مجھکو ان لڑائیوں میں سے کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں پیدا ہوا۔ جب نہروان پر جاکر اترا تب میرے دل میں شبہہ پیدا ہوا کہ بڑے بڑے نیک بندوں اور قاریوں کو قتل کرنا پڑیگا۔ یہ بات مجھکو بہت ناگوار گزری۔ دوسرے روز میں ٹہلتا ہوا صفوں سے دور نکل گیا۔ وضو کا لوٹا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے اپنا نیزہ گاڑ دیا۔ آفتاب کی تمازت کی وجہ سے ڈھال کا سایہ کر کے بیٹھ گیا۔ ناگاہ حضرت علی بھی وہاں تشریف لائے اور پوچھا کیا تمھارے پاس کوئی لوٹا ہے۔ میں نے وہ لوٹا ان کو دیدیا۔ وہ لیکر چلے گئے۔ پھر طہارت کر کے واپس آئے۔ اور ڈھال کی آڑ لے کر اسکے سایہ میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک سوار انکو پوچھتا ہوا آیا۔ وہ کہنے لگا نہروانی دریا کے اس پار چلے گئے۔ آپ نے فرمایا نہیں اس پار نہیں گئے ہیں اتنے میں دوسرے سوار نے بھی آکر کہا۔ آپ نے فرمایا وہ پار نہیں ہوئے ہیں۔ وہ سوار کہنے لگا بخدا جبتک میں نے یہ دیکھ نہیں لیا کہ علم دریا سے پار ہو گئے ہیں وہاں سے نہیں لوٹا۔ آپ نے فرمایا واللہ وہ دریا سے پار نہیں اترے۔ دریا کا کنارہ انکے لوٹ پوٹ ہونے کی جگہ ہے اسی جگہ ان کا خون بہے گا۔ یہ فرماکر حضرت علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے سوچا یا تو یہ جھوٹ کہتے ہیں یا ان کے پاس کوئی دلیل موجود ہے۔ پھر اپنے دل میں عہد کیا کہ اگر میں نے نہروانیوں کو دریا سے پار اترتے ہوئے دیکھا تو سب سے پہلے میں ان (حضرت علیؑ) سے جنگ کرونگا۔ اتنے میں آپ نے فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ جب دریا کے قریب پہونچے تو خوارج کے علم دریا کے اسی طرف نکلے۔ اور ان کا سارا سامان بھی وہیں ملا جہاں آپ نے فرمایا تھا۔ اتنے میں آپ نے اپنے پشت سے میری گردن پکڑ کر فرمایا " اب تجھے اصل حقیقت معلوم ہو گئی۔ میں نے کہا بیشک یا امیر المومنینؑ۔ * (۱۰)

11.7.73

حارث کہتے ہیں کہ میں حضرت علی کے ساتھ صفین میں موجود تھا کیا دیکھتا ہوں کہ شامیوں کا ایک اونٹ اپنے سوار اور بوجھ کو پھینک کر صفین چیرتا ہوا آیا اور حضرت علیؑ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنا منہ انکے کندھے پر رکھکر اپنے ہونٹوں کو ہلانے لگا۔ گویا وہ کچھ خبریں بیان کر رہا تھا۔ حضرت علی نے فرمایا یہ ایک نشانی ہے۔ جو آنحضرت نے بتلائی تھی۔ * (۱۱)

ایک مرتبہ حجرؓ بن عدی کندی سے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ عنقریب تم مجھ پر لعنت کرنے کیلئے مجبور کئے جاؤ گے۔ اگر ایسا موقعہ آئے تو لعنت کرنا مگر تبرا نہ کرنا۔ چنانچہ چند روز بعد حجاج کے بھائی نے ان کو مجبور کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھکو حضرت علیؑ پر لعنت کرنے کیلئے حجاج کا بھائی مجبور کرتا ہے۔ میں اس پر لعنت کرتا ہوں اللہ اس پر لعنت کرے۔ اس کو صرف ایک آدمی سمجھا۔* (۱۲)

جنگ نہروان میں حضرت علیؑ نے فرمایا خوارج میں دس آدمیوں سے کم زندہ رہیں گے اور ہمارے رفقاء میں اس سے کم آدمی مارے جائیں گے۔ چنانچہ بعد فراغت جنگ صرف نو خارجی باقی بچے اور نو رفقا حضرت علیؑ شہید ہوئے۔

جنگ جمل میں جب حضرت علیؑ کی امداد سے ابو موسیٰؓ اشعری نے پہلو تہی کی آپ نے حضرت امام حسنؑ کو کوفہ روانہ کیا اور فرمایا بارہ ہزار کوفی میری مدد کریں گے۔ راوی کا قول ہے کہ پورے بارہ ہزار تھے۔ نہ ایک زیادہ نہ ایک کم۔

احسن الکبار میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کہ زمانہ خلافت میں ایک سوداگر ایک ہزار دینار حضرت ابو بکرؓ کو سپرد کرکے حج کو گیا۔ کچھ مدت بعد جب مدینہ واپس آیا تو حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور حضرت عمرؓ انکے جانشین تھے۔ سوداگر نے دار الشرع میں آکر ہزار دینار کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں حضرت عائشہ سے دریافت کرنا چاہئے۔ ان سے دریافت کیا گیا انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ پہلی واقفیت کی بناء پر وہ سوداگر حضرت سلمانؓ فارسی کی خدمت میں گیا۔ وہ اس کو لے کر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور واقعہ بیان کیا۔ حضرت علیؑ نے مسجد میں جاکر حضرت عمرؓ سے کہا۔ حضرت عائشہؓ سے اجازت لو تاکہ جس جگہ امانت دفن ہے میں اس کا نشان دوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا حضرت ابو بکرؓ نے آپ پر اس راز کو ظاہر کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تم ان کے جانشین ہو۔ جب تم کو نہیں بتلایا تو مجھ سے کیوں کہتے۔ خالق دو جہاں نے زمین کو حکم دیا ہے کہ مشرق تا مغرب تک جو حالات اس پر گزریں وہ مجھ سے بیان کرے۔ بعد ازاں حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف لیگئے اور ایک جگہ اشارہ کیا کہ قد آدم گڑھا کھودیں۔ جب کھودا گیا تو ایک برتن نکلا جس

ہزار دینار تھے۔* (۲)

سوید بن علقمہ نے حضرت علیؑ کے پاس آکر کہا کہ میرا گذر وادی قرا سے ہوا۔ میں نے سنا کہ خالد بن عرفطہ نے وفات پائی۔ آپ اس کے لئے استغفار فرمائیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا وہ نہ مریگا جبتک لشکر ضلالت اثر کا ہراول نہ بنے اور حبیب بن حماد اس کا علمدار نہ ہو۔ حبیب مذکور اس وقت وہاں موجود تھا کھڑے ہوکر عرض کیا یا امیر المومنینؑ میں تو آپ کا شیعہ ہوں۔ میں ہرگز ہرگز مخالفین کا علمبردار نہ بنوں گا۔ فرمایا آج تو ایسا کہہ رہا ہے مگر ضرور تو ان کا علم اٹھائے گا۔ اور باب الثعبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تو اس دروازہ سے علم لیکر داخل ہوگا۔ الغرض جب کربلا کا جانگاہ واقعہ پیش آیا تو عبداللہ ابن زیاد سردار اور عمرو ابن سعد سپہ سالار یہی حبیب ہاتھ میں علم لئے اسی دروازہ یعنی باب الثعبان سے داخل ہوئے۔* (۱۳)

ابن عباس سے منقول ہے کہ جب امیر المومنین عہد و میثاق لینے کیلئے مقام ذی وقار میں فروکش ہوئے تو فرمایا کل صبح ہزار مرد کوفہ سے ہمارے پاس پہونچیں گے۔ میں متفکر ہوا کہ مبادا کمی و بیشی نہ ہوجائے۔ چنانچہ دوسرے دن صبح راستہ پر جاکر کھڑا ہو گیا اور شمار کرنے لگا۔ نو سو ننانوے شخص آئے اور گزر گئے ایک کم تھا مجھے بڑا تعجب تھا کہ اتنے میں ایک شخص صوف کی قبا پہنے اور لڑائی کے آلات بدن پر سجائے بیابان سے ظاہر ہوا اور خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا یا امیر المومنینؑ اپنا دست حق پرست نکالئے تاکہ میں آپکی بیعت کروں اور اس قوم سے جنگ کرکے درجہ شہادت پر فائز ہوں آپ نے اپنا ہاتھ نکالا اور فرمایا میرے بھائی محمد مصطفیٰؐ نے خبر دی تھی کہ اویس نامی میری امت کے ایک فرد سے تمہاری ملاقات ہوگی جو خدا کا آزاد کردہ ہے۔ اس کی شفاعت سے بہت سے لوگ میری امت کے جنت میں جائیں گے۔ وہ شہید ہوگا جبکہ اہل بغاوت سے تمہاری لڑائی ہوگی۔ اس طرح تعداد پوری ایک ہزار ہو گئی۔ حضرت اویسؓ قرنی جنگ صفین میں شہید ہوئے۔* (۱۴)

ایک روز امیر المومنین منبر کوفہ پر خطبہ دے رہے تھے کہ ناگاہ ایک اژدھا جس کا سر اونٹ جیسا تھا مسجد کے دروازے سے داخل ہوا اور چلتے چلتے منبر کے پایہ تک

پہونچ گیا اور اونچا ہو کر امیرالمومنینؑ کے کان میں چند باتیں کہیں ۔آپ نے اسی کی زبان میں جواب دیا ۔ بعد ازاں وہ اژدھا غائب ہو گیا بعض نے اس کو کرامت اور بعض نے جادو کہا ۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ رسول جن وانس پر معبوث ہوئے ۔ یہ اژدھا قوم جن کا قاضی تھا ۔ ان میں ایک جھگڑا ہو گیا تھا ۔ یہانتک کہ بڑی خونریزی ہوئی چونکہ شرعی فیصلہ ان کو معلوم نہ تھا میں نے اس کو سمجھا دیا ۔* (١٥)

موسیٰ بن محمد العابد سے منقول ہے کہ ایک روز بچپن میں میرا باپ مجھکو اپنے کندھے پر اٹھائے امیرالمومنینؑ کے روضہ مبارک کے طواف کو لیجا رہا تھا ۔ راستہ میں میں نے ایک شیر کو دیکھا جسکا ہاتھ زخمی تھا ۔ شیر نے اپنا ہاتھ روضہ مبارک سے مس کیا ۔ شفایاب ہو کر واپس چلا گیا ۔* (١٦)

اصبغ بن نباۃ سے منقول ہے کہ ایک روز میں جناب امیرؑ کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا ایک قریشی نے پاس آکر کہا ۔ یا علیؑ تو نے بہت سے مردوں کو قتل کیا اور بہت سے بچوں کو یتیم کیا ۔ جناب امیرؑ نے غضب میں آکر اس سے فرمایا ۔ او کتے تو دور ہو ۔ جب میں نے نظر کی تو وہ کالا کتا بن گیا تھا دم ہلاتا تھا اور ہو ہو اور بھوں بھوں کرکے زمین پر لوٹتا تھا ۔ یہ حال دیکھکر حضرت کو رحم آیا ۔ دعا کی اور وہ اصلی صورت پر واپس آگیا اور جناب امیر کے پاؤں پر سر رکھ کر توبہ کی ۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا اے خیرالمرسلین کے وصی ۔ قادر مطلق نے آپ کیوں ایسے ایسے معجزات پر قدرت عطا فرمائی ہے ۔ کیا وجہ ہے کہ معاویہ جو آپ کا مخالف ہے دفع نہیں کیا جاتا ۔ آپ نے فرمایا ہم خدا کے مکرم بندے ہیں ۔ اس کے حکم کے بغیر کسی کام میں سبقت نہیں کرتے ۔ اور اس کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں ۔ جو کوئی رضائے خدا کے خلاف اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق کام کرنا جائز سمجھتا ہے وہ عذاب آخرت میں مبتلا ہو گا ۔*
(١٧)

خلفائے بنی عباس کے زمانہ میں ایک مداح اہل بیت جو بلخ کا باشندہ تھا مصر میں مقیم تھا اور برابر اہل بیت کی مدح کرتا تھا ۔ ایک روز مسجد میں جہاں سب کا مجمع تھا اور لوگ عبادت میں مشغول تھے اس نے حضرت علیؑ کی مدح پڑھنی شروع کر دی ۔

اور شاہ ولایت پناہ کے عشق میں ایک من روٹی اور حلوہ اس جماعت سے طلب کیا ۔ ایک خارجی جو اس مجمع سے اٹھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا میرے گھر چل تاکہ تیری حاجت پوری کروں ۔ پس اپنے گھر جا کر غلام سے کہا گھر کا دروازہ بند کر لے اور جو کچھ میں کہوں بجالا ۔ تاکہ اس صلے میں میں تجھ کو آزاد کر دوں ۔ اور اشرفیوں کی ایک تھیلی انعام دوں بعد ازاں حکم دیا کہ اس رافضی کے ہاتھ اور پاؤں بھیڑ بکری کی طرح باندھکر کاٹ ڈال اور اس کی دونوں آنکھیں نکال لے ۔ غلام نے ویسا ہی کیا ۔ اس ملعون نے غلام سے کہا قبرستان میں جا اور اس مدح کو وہاں ڈال آتا کہ وہاں نہایت ذلت وخواری سے جان دے ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اتفاقاً اس وقت حضرت خضرؑ حضرت علیؑ کے روضہ مقدسہ کی زیارت کو آئے ہوئے تھے اور قبر مطہر کا طواف کر رہے تھے ۔ یکایک قبر سے آواز سنائی دی کہ اے بھائی مصر کی طرف جاؤ اور اس مداح کی خبر لو جو قبرستان میں بے حال پڑا ہے ۔ بعد ازاں تلقین کے دروازے حضرت خضرؑ پر کھولے اور مداح کے ہر عضو بریدہ کیلئے ایک ایک اسم اعظم تعلیم فرمایا ۔ اور فرمایا کہ جب وہ مداح زندہ ہو جائے تو اس سے کہو کہ علیؑ ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ اسی مسجد میں جا کر اسی طرح ہماری مدح پڑھو ۔ اور اسی طرح سوال کرکے نان وحلوہ طلب کرو اور ایک شخص تم کو اپنے گھر لے جا کر دسترخوان پر بٹھائے گا اور تمھارے لئے نان وحلوہ لائے گا ۔ جب تو گھر میں بیٹھے گا تو عجیب بات معائنہ کریگا ۔ حضرت خضرؑ حسب ارشاد ایک چشم زدن میں قبرستان مصر پہونچ گئے اور اس مظلوم کی خبر گیری میں مصروف ہو گئے اور اس کے کٹے ہوئے اعضاء اسماء خدا کی برکت سے فوراً درست ہو گئے اور آنکھیں روشن ہو گئیں ۔ زبان بولنے کے قابل ہو گئی ہاتھ پاؤں چلنے اور گرفت کرنے کے لائق ہو گئے جب وہ بالکل تندرست ہو گیا تو امیرالمومنینؑ کا پیغام اس کو پہونچایا ۔ وہ اسی مسجد میں پہونچا اور حضرت علیؑ کی مداح پڑھنے لگا اور پہلے کی طرح نان وحلوہ طلب کیا ۔ ایک جوان نے اٹھکر کہا میں تیری حاجت پوری کرونگا ۔ اور نان وحلوہ دونگا ۔ یہ کہکر اس کو اپنے گھر لے گیا جب مداح نے دیکھا کہ وہی گھر ہے جہاں اس خارجی نے اس کے اعضاء قطع کئے تھے ذرا دل میں ڈرا ۔ پھر دل ہی دل میں کہا چونکہ شاہ ولایتؑ پناہ کا حکم ہے اسلئے خلاف ورزی مناسب نہیں ۔

القصہ اس جوان نے دسترخوان بچھایا اور نان وحلوہ حاضر کیا۔ مداح نے جب یہ دیکھا تو متعجب ہو کر بولا کل اسی جگہ اس ظالم نے میرے اعضا کاٹ کر مجھ کو مرنے کے قریب کر دیا تھا اور آج تو مہربانی کر رہا ہے۔ جوان نے کہا جس ظالم نے کل تم پر ظلم کیا تھا وہ میرا باپ تھا وہ ظلم جو تم پر روا رکھا گیا وہ مجھے بہت برا معلوم ہوا۔ جب رات ہوئی اور سویا تو عالم رویا میں امیرالمومنین کو دیکھا غضبناک ہو کر میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خرس سیاہ (کالے ریچھ) جو کچھ تو نے میرے مداح کے ساتھ کیا اس کی سزا پا اور آخرت میں دوزخ میں جانے کا حقدار ہو گیا۔ اس خواب کے دہشت سے میری آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیاہ ریچھ کی شکل میں تبدیل ہو چکا ہے۔ میں نے اسی وقت زنجیر اس کی گردن میں ڈال دی ابھی وہ ریچھ گھر میں موجود ہے۔ اٹھ کر دیکھ لو جب مداح اٹھکر وہاں گیا تو ایک کالا ریچھ دیکھا مداح یہ دیکھکر زمین پر گر پڑا اور سجدہ شکر بجالایا۔ اور اہلبیت کی مدح وثناء کرنے لگا۔ عین اسی وقت غضب الٰہی کی بجلی چمکی اور کالے ریچھ کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ جب اس جوان نے باپ کا یہ حال دیکھا تو خوارج کے عقیدے سے بیزار ہو کر اہلبیت سے تولا اختیار کیا اور اس کے دشمنوں سے تبرا کیا۔ * (١٨)

ایک روز امیرالمومنین منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ جب آنحضرت معراج پر تشریف لیگئے تو پانی سے بھرا ہوا کوزہ آپ کے سرہانے دھرا ہوا تھا۔ جب روانگی کے وقت آنحضرت کا دامن اس سے لگا تو وہ زمین پر اوندھا ہو گیا اور پانی گرنے لگا اور براق نے برق کی طرح چلنا شروع کر دیا۔ جب آنحضرت معراج سے واپس آئے تو کوزہ سے اسی طرح پانی بہہ رہا تھا اور بستر مبارک اسی طرح گرم تھا۔ ایک یہودی مجلس میں موجود تھا۔ جب اس نے یہ بات سنی تو اسے یقین نہ آیا اور انکار کی حالت میں اٹھ کر چلا گیا۔ وہاں جا کر اپنی بیوی کو دیکھا کہ آٹے میں ہاتھ بھرے بیٹھی ہے اور گوندھنا چاہتی ہے اور پانی کا انتظار کر رہی ہے۔ جب شوہر کو دیکھا تو بولی گھڑا بھر لا وہ گھڑا اٹھا کر چشمہ کی طرف روانہ ہوا اور گھڑا بھر کر رکھ دیا۔ اور غوطہ لگانے کی نیت سے چشمہ کے کنارے پر گیا اتفاقاً گھڑا گر گیا اور پانی بہنے لگا۔ یہودی نے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھدئے اور

خود پانی میں غوطہ مارا جب پانی سے باہر نکلا تو خود کو ایک ننگی لڑکی پایا۔ دریا کا کنارہ نہ وہاں کوئی رشتہ دار اور نہ کوئی آشنا۔ نہایت حیران ہوا۔ آخر کار جب کچھ نہ بن پڑا تو وہاں سے روانہ ہوا۔ ناگاہ ایک عورت سے ملاقات ہوئی۔ اس نے اس کو ننگا دیکھکر ترس کھایا اور بدن ڈھانپنے کو کپڑے دئے۔ پھر اس کا حال دریافت کیا اس نے اپنا سارا حال کہہ سنایا۔ آخر وہ شہر کی طرف چلا۔ جو دیکھتا سو جان سے اس کا خریدار ہو جاتا۔ آخر کار ایک مالدار نے اس سے عقد کر لیا اور اپنے گھر میں داخل کیا۔ چھ سال شوہر کے گھر میں بسر کئے اور پانچ بچے جنے۔ ایک روز دریا پر جانا ہوا نہانے کیلئے غوطہ لگایا۔ جب سر باہر نکالا خود اپنے آپ کو اصلی حالت میں دیکھا کہ وہی چشمہ ہے جہاں پہلے غوطہ مارا تھا۔ کپڑے پتھر پر رکھے اور پانی گھڑے سے گر رہا ہے۔ سخت متحیر اور پریشان ہوا کپڑے پہن کر اور گھڑا اٹھا کر گھر کی راہ لی۔ عورت کو دیکھا کہ آٹے میں ہاتھ ڈالے اسی طرح بیٹھی ہے۔ گھڑے کو رکھکر مسجد روانہ ہوا۔ دیکھا کہ امیرالمومنینؑ اسی طرح منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے ہیں۔ اسی وقت معراج کی تصدیق کی اور رو یا امیرالمومنینؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو اسلام کا طریقہ سکھائے اور کفر سے میرا سینہ صاف کر دیجئے کیونکہ میں کفر و کافری سے سخت بیزار ہوں۔ اور نہایت عقیدتمندی سے اسلام کی طرف متوجہ ہوا یوں امیرالمومنینؑ نے فرمایا جب تک پانچ بچے نہ جنے ہماری تصدیق نہ کی۔ بعد ازاں اسلام کا کلمہ پڑھایا۔ * (١٩)

جب امیرالمومنینؑ نہروان سے فتح پا کر واپس آئے۔ راستہ میں دو راہا ملا۔ ایک راستہ میں پانی تھا اور دوسرے میں نہیں۔ حضرت اپنے لشکر کو لیکر بن پانی والی راہ سے روانہ ہوئے۔ اور نہایت تیزی سے دشت بے آب کو طے کیا۔ چونکہ ہوا بہت گرم تھی اہل لشکر پر پیاس نے بہت غلبہ کیا اور کثرت حرارت سے ان کے منہ اور لب خشک ہو گئے۔ لشکر نے اپنی زبوں حالی سے حضرتؑ کو آگاہ کیا آپ نے تمام لشکر کو بلایا اور کہا کہ تم کو قدرت کا تماشہ دکھاتا ہوں۔ حضرتؑ کے خیمے کے آگے ایک پشتہ تھا۔ آپ نے قنبرؑ کو حکم دیا کہ اس کو کھودے۔ نیچے سے ایک بھاری پتھر نکلا۔ حضرت نے بہ نفس نفیس اس پتھر کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اس میں ایک زینہ ظاہر ہوا۔ آپ نے قنبرؑ سے

فرمایا کہ اندر جاؤ اور ہر طرح دیکھ بھال لر کے پوری کیفیت سے آگاہ کرو۔ قنبرؓ حسب حکم اندر گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ جب میں ۳۵ زینے نیچے اترا تو ایک پتھر کا دروازہ نظر آیا جس پہ قفل لگا ہوا ہے۔ معلوم نہیں اس کی کنجی کہاں ہے۔ بغیر کنجی دروازہ کھولنا محال معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نے اپنے عمامہ سے ایک کنجی نکال کر قنبرؓ کو دی۔ اور فرمایا کہ دروازہ کی طرف جاؤ اور پانی کا ایک پیالہ بھر کر لاؤ۔ جب دروازہ کھولا تو پانی کا ایک حوض نظر آیا اور اس کے کنارے پر ساقی کوثر کو موجود پایا۔ یہ دیکھکر قنبرؓ حیران رہ گیا۔ جناب امیر نے ایک پیالہ پانی کا اس کو دیا اور فرمایا یہ لے جاؤ اور پیاسوں کی حاجت روائی کرو۔ قنبرؓ پانی کا بھرا پیالہ لیکر باہر آئے۔ امیر المومنینؑ کو اپنی جگہ کھڑا پایا چاہا کہ کچھ زبان سے کہے اور راز فاش کرے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کیا تو نے دشت ارژر کا قصہ نہیں سنا جو یہاں تعجب کرتا ہے۔ پھر حضرت نے اس پانی کے پیالہ سے تمام اہل لشکر اور لشکر کے سارے جانوروں کو سیراب فرمایا۔ وہ پیالہ اسی طرح پانی سے بھرا تھا

* (۲۰)

ایک روز حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں امیر المومنینؑ کے دولت کدہ پر بیٹھے تھے کہ ایک قافلہ مکہ روانہ ہوا۔ ثابتؓ جو زاہد صحابہ شمار ہوتے تھے وہ بھی اس قافلہ کے ساتھ ہوئے۔ جانے سے قبل دولت کدہ امیر المومنین پر رخصت ہونے آئے اور کہا مجھے میر قافلہ کے حوالے کیجئے تاکہ میں فراغت سے سفر کروں۔ جب میر قافلہ دونوں اصحاب سے رخصت لینے آیا تو ثابتؓ کی سفارش کرکے ان کو میر قافلہ کے حوالہ کیا۔ قافلے والے حتی الامکان ثابتؓ کی تعظیم و تکریم کرتے رہے۔ چونکہ ثابتؓ ایک وجیہہ اور خوبصورت جوان تھے ایک عورت نے خود کو ان کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ وہ بیحد زاہد تھے اس کی طرف ذرا بھی التفات نہ کیا۔ عورت نے کہا تجھے ایسی بلا و آفت کرونگی جس کی شرمندگی سے کبھی سر نہ اٹھا سکے گا۔ ثابتؓ نے جواب دیا خدا تعالیٰ عادل ہے۔ عورت نے غلبہ شہوت کی وجہ سے اپنی مراد ایک غلام سے حاصل کی اور حاملہ ہو گئی جب وہ حمل سے واقف ہوئی تو اسے ثابت کے سر تھوپنے کا ارادہ کیا ایک رات ثابتؓ کو سوتا دیکھکر اپنے زیورات کا ڈبہ اس کے اسباب میں چھپا دیا صبح کو شور مچایا کہ

ہمارا مال چور لے گئے۔ قافلہ سالار نے کہا اس جنگل میں ہم گنتی کے چند لوگ ہیں کوئی شہر یا گاؤں تو ہے نہیں کہ سراغ مل نہ سکے۔ لوگوں کے اسباب میں تلاش کرو۔ کیونکہ یہاں سے باہر نہیں جا سکتا سب کا اسباب دیکھا گیا کہیں نہ ملا۔ عورت نے کہا کہ ثابتؓ کا اسباب بھی دیکھو۔ بعض مومنین نے کہا اس بزرگ سے ایسی حرکت وقوع میں نہیں آسکتی عورت بولی میرا گمان اس پر ہے۔ جب تلاش کیا تو زیورات کا ڈبہ اس میں سے نکل آیا۔ بعد ازاں عورت نے کہا کہ یہ حمل بھی ثابتؓ ہی کا ہے کہ ایک رات جبراً مجھ سے زنا کیا۔ چوری اور زنا کے ثابت ہونے کے بعد قافلہ سالار نے ثابتؓ کے گلے میں رسی ڈالکر اس عورت سمیت خلیفۂ وقت کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس روز مدینہ میں ہلچل مچ گئی جب یہ وحشت ناک خبر امیر المومنینؑ کے گوش مبارک میں پہونچی تو امام حسنؑ کو بھیجا کہ میرے آنے تک ثابتؓ کو اسی طرح رہنے دو ساتھ ہی خود بھی پہونچ گئے۔ امام حسنؑ ہی کو عورت کو بلانے کیلئے بھیجا۔ وہ حاضر ہوئی۔ آپ نے اس سے فرمایا تو مجھے پہچانتی ہے۔ میں علی ابن ابی طالبؑ ہوں۔ میرے سامنے غلط نہ کہنا اور ساری بات سچ سچ بیان کر دینا۔ پھر دریافت کیا کہ یہ حمل کس کا ہے۔ وہ بولی ثابتؓ کا اور خلیفہ کے سامنے چوری بھی ثابت ہو چکی ہے۔ جناب امیرؑ نے دیکھا کہ عورت سچ نہیں کہہ رہی ہے اور اپنے قول پر مصر ہے تو امام حسنؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ وہ لٹھیا اور گاڑھے کا ٹکڑا جو گھر کے ایک کونہ میں رکھا ہے لے آؤ جب لے آئے تو نہایت تاکید سے فرمایا کہ سچ سچ بیان کردے۔ جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو عورت کو لٹا کر وہ لٹھیا اور گاڑھے کا ٹکڑا اس کے پیٹ پر رکھا اور فرمایا او پیٹ کے بچے جو کچھ حق اور سچ ہے بیان کر۔ بچہ بحکم خدا بولا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد خاتم الانبیاء ہیں اور مرتضیٰؑ آنحضرت کے وصی ہیں اے خیر المرسلین کے وصی اس عورت نے کئی بار اپنے آپ کو ثابتؓ کے سامنے پیش کیا۔ جب وہ بزرگوار اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے تو اس نے ایک غلام سے زنا کرایا اور میں اس غلام کا نطفہ ہوں۔ غصہ کے مارے اس نے اپنے زیورات کا ڈبہ ثابتؓ کے اسباب میں چھپا دیا۔ یہ سنکر سب حیران رہ گئے۔ اور خلیفۂ وقت کے حکم سے عورت کو سنگسار کیا گیا۔ پھر خلیفہ اور دیگر

اصحاب نے عرض کیا امیر المومنینؑ یہ لٹھیا اور گاڑھے کا ٹکڑا کیا ہے۔ فرمایا ایک روز کا ذکر ہے میں اس مسجد میں آنحضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ثابتؓ بیچارہ آیا۔ آنحضرت نے نہایت لطف و رحمت کی نظر سے اس کی طرف دیکھکر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ایک روز ثابتؓ کو ایک عورت زنا اور چوری کی تہمت لگائے گی اور اس کے لئے سنگسار کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس کی خلاصی کی تدبیر ہو گی۔ اس وقت یہ لکڑی اور گاڑھے کا ٹکڑا مجھے دیکر فرمایا جب اس قسم کا قضیہ پیش آئے تو اس لکڑی اور کپڑے کو عورت کے پیٹ پر رکھنا۔ نطفہ جو رحم میں ہو گا کلام کریگا اور جو کچھ حق ہو گا بیان کر دیگا۔

کفایۃ المومنین میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں خالد بن ولید کو ایک کثیر جماعت کے ساتھ قبیلہ بنی حنفیہ پر جو زکوۃ دینے میں دیر کر رہے تھے بھیجا۔ خالدؓ اس قبیلہ پر غالب آیا اور بہت سے لوگوں کو اسیر کیا۔ جب اسیروں کو مسجد میں لائے تو سردار قبیلہ کی بیٹی خولہ نامی بھی ان اسیروں میں تھی۔ جب اس کی نظر حضور انور کے روضہ مبارک پر پڑی تو وہ قبر کے قریب جاکر گریہ وزاری کرنے لگی۔ اور کہا یا رسول اللہ میں آپ کے پاس شکایت لیکر آئی ہوں۔ خلیفہ نے اس لڑکی سے دریافت کیا تو کیا شکایت کرتی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہم لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم کو کس لئے اسیر کیا۔ خلیفہ نے کہا کہ تم نے زکواۃ روک لی۔ خولہ نے کہا یہ واقعہ اس طرح نہیں ہے جیسا کہ آپ سے بیان کیا گیا۔ حضرت رسالت پناہ کے عہد میں ہمارے یہاں یہ دستور تھا کہ ہمارے دولتمندوں سے زکواۃ وصول کر کے فقیروں اور غریبوں کو دے دیا جاتا تھا۔ ہم نے کہا کہ اب بھی ہم اس پر عمل کرتیں۔ مگر خالدؓ نے ہماری بات نہیں مانی اور ہم کو اسیر کیا۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ اسیری کے بعد یہ اس قسم کے عاجزانہ کلمات ادا کر رہی ہے۔ خولہ نے کہا میں سچ کہتی ہوں۔ تم جو چاہو سو کرو۔ پھر خلیفہ نے فرمایا کہ آنحضرت کے عہد میں یہ قاعدہ تھا کہ اصحاب میں سے جو شخص کسی اسیر عورت کے سر پر کپڑا ڈالدیتا تو پھر دوسرا اس کا طلبگار نہ ہوتا اور وہ کپڑا ڈالنے والے کی ہو جاتی تم بھی ایسا ہی کر دو دو

شخصوں نے اس خیال سے کہ اس کو اپنی زوجہ بنائیں ایک ساتھ کپڑا ڈالا خولہ نے کہا واللہ۔ خدا کی قسم نہیں۔ ہرگز یہ خیال پورا نہ ہو گا۔ کوئی شخص میرا مالک نہیں ہو سکتا جبتک وہ شخص وہ بات نہ بتلائے جو میری ولادت کے وقت مجھ سے وقوع میں آئی اور جو کلام میں نے پیدائش کے وقت کہا سارے لوگوں میں سناٹا چھا گیا۔ اسی اثناء میں جناب علیؑ مسجد میں تشریف لائے۔ اور یہ ماجرا تفصیل سے سن کر فرمایا۔ اے خولہ تو کیا کہتی ہے۔ خولہ نے کہا یہ لوگ میرے مالک بننے کا قصد رکھتے ہیں اور میں اسی شخص کی منتظر ہوں جو مجھے اس واقعہ کی خبر دے جو پیدائش کے وقت مجھ سے واقع ہوا۔ آپ نے فرمایا جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں تھی اور تیری ماں پر دردزہ کی شدت ہوئی تو اس نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی الھم سلمنی من ھذاالمولود یعنی اے خدا مجھ کو اس بچہ کی ولادت میں سلامتی عطا فرما۔ اس کی دعا قبول ہوئی اور تو نے پیدا ہو کر کہا لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اور کہا اے ماں تو میرا نکاح میرے سردار حیدر نام والے سے کرنا۔ اس سے میرے شکم سے ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے تیری باتوں سے حیران ہوئے اور جو کچھ تجھ سے سنا تھا تانبہ کے ایک ٹکڑے پر لکھا اور اس کو تیری ماں نے جہاں تو پیدا ہوئی اس جگہ دفن کر دیا۔ جب اس پر موت کے آثار ظاہر ہوئے تجھ کو اس کی حفاظت کرنے کی نصیحت کی اور جب تجھ کو اسیر کیا گیا تو تو نے اپنی تمام کوشش اس تانبے کے ٹکرے کو حاصل کرنے پر صرف کی۔ اور گھر سے نکلتے وقت اس کو نکال کر اپنے دائیں بازو پر باندھ لیا۔ اب تو اس تحفہ کو نکال کہ اس فرزند کا مالک میں ہوں اور اس کا نام محمد ہو گا۔ یہ سن کر خولہ قبلہ رو بیٹھ گئی اور دعا کی اور اس تانبہ کے ٹکرے کو نکال کر حاضرین کے سامنے ڈالدیا۔ حاضرین نے مرحبا کہا اور کہا کہ سچ فرمایا رسول خدا نے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے ابوالحسنؑ یہ لڑکی آپ کی ملک اور آپ کا حق ہے۔ حضرت علیؑ نے خولہ کو ازروئے احتیاط اسماءؓ بنت عمیس (جو ان دونوں حضرت ابو بکرؓ کی زوجہ تھیں) کے سپرد کیا تاکہ خولہ کا کوئی ولی آئے۔ ایک ماہ بعد خولہ کا بھائی آیا اور بہن کی طرف وکیل ہو کر حضرت علیؑ کے ساتھ نکاح کر دیا۔* (۲۱)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک شخص آزر بائیجان کے علاقہ میں رہتا تھا۔ اس کے پاس ایک اونٹ تھا جس کے کرایہ پر اسکے اہل و عیال کی گذران تھی۔ ایک دن مستی میں آکر وہ اونٹ رسی تڑا کر جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ اس شخص نے ہرچند کوشش کی مگر وہ قابو میں نہ آیا بعض رشتہ داروں نے اسے مشورہ دیا کہ آنحضرت کی زندگی میں جب کبھی ایسی مشکلات پیش آتی تھی تو ان کی دعا کی برکت سے اللہ ان کو حل کر دیتا تھا۔ اب انہوں نے دنیا سے رحلت کی۔ آنحضرت کے جانشین کے پاس جانا چاہئے۔ اونٹ والے نے مدینہ پہونچکر خلیفۂ ثانی کی خدمت میں اپنا مدعا عرض کیا انہوں نے فرمایا کہ تجھ کو استغفار کرنا چاہئے وہ بولا اے امیر میں نے بہت استغفار کیا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ فرمایا خیر میں ایک خط دیتا ہوں۔ تو اس کو اونٹ کے سامنے ڈال دے۔ تیرا مطلب حاصل ہو جائے گا۔ خط کا مضمون یہ تھا "اے جماعت اے جن اور اے گروہ شیاطین یہ خط امیر المومنین عمرؓ کی طرف سے تمھارے نام ہے۔ تم کو چاہئے کہ اس نافرمان اونٹ کو مطیع و فرمانبردار کرو اور اس حکم کی مخالفت سے ڈرو" اس مرد نے اس خط کو تعویز بنایا اور آذر بائیجان روانہ ہوا۔ جب اس شخص نے وہ خط اونٹ کے سامنے ڈالا تو اونٹ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے زمین پر گرا دیا۔ اس کے رشتہ داروں نے اسکو بڑی مشکل سے چھڑایا۔ وہ کافی عرصہ بیمار پڑا رہا کیونکہ اس کے چہرہ پر کافی زخم آگئے تھے۔ جب وہ تندرست ہو گیا تو اس نے آکر حضرت عمرؓ سے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ چونکہ آپ میرا کام نہیں کر سکے اسلئے میرے اہل و عیال کے معاش کا بندوبست کریں۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ہر کام کیلئے ایک شخص پیدا کیا ہے۔ اے ابن عباسؓ تم اس شخص کو علیؑ ابن ابی طالب کے پاس لے جاؤ۔ جب وہ شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں پہونچا تو آپ دیکھکر مسکرائے اور اس شخص سے فرمایا جہاں تیرا اونٹ ہے وہاں جا کر یہ دعا پڑھ "اے خدا میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے جو نبی رحمت ہے اور انکے اہلبیت سے جنکو تو نے تمام عوامل پر فوقیت دی ہے تیری طرف متوجہ کرتا ہوں۔ اے خدا اس مصیبت کی سختی کو میرے لئے آسان کر اور سہیل کر۔ اور مجھکو اس کے شر سے بچا اسلئے کہ تو بچانے والا اور

عافیت دینے والا اور غالب و قادر ہے" وہ شخص یہ دعا یاد کر کے آزر بائیجان چلا گیا۔ دوسرے سال لوگوں نے دیکھا کہ وہ شخص اونٹ کو لیکر حج کو آیا ہے۔ اور شان ولایتؑ پناہ کیلئے تحفے اور ہدیہ لایا حضرتؑ نے فرمایا تو اپنا حال بیان کرتا ہے یا میں بیان کروں۔ اس نے عرض کیا امیر المومنینؑ آپ ہی بیان فرمائیں۔ فرمایا کہ جب تیری نظر اونٹ پر پڑی تو تو نے یہ دعا پڑھی۔ اونٹ نہایت فروتنی اور عجز کے ساتھ تیرے سامنے آکر بیٹھ گیا اور تیری اطاعت کیلئے گردن جھکا دی اور فرماں بردار ہو گیا وہ شخص بولا خدا کی قسم اسی طرح ہوا۔ بعد ازاں وہ ہر سال حج کو آتا تھا۔ اونٹ کی کمائی سے اس کو بہت نفع حاصل ہوا اور وہ مالدار ہو گیا۔* (۲۲)

حوالہ جات حصہ ششم

(۱) نہجہ البلاغہ خطبہ ۱۷۴

(۲) مطالب السئول صفحہ ۴۶

(۳) ارجح المطالب صفحہ ۶۷۸

(۴) ارجح المطالب صفحہ ۶۷۹

(۵) ارجح المطالب صفحہ ۶۸۰

(۶) ارجح المطالب صفحہ ۶۸۱

(۷) ازالہ الخفاء جلد ۳ صفحہ ۳۳۶، ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۰۵

(۸) ارجح المطالب صفحہ ۶۸۱

(۹) ارجح المطالب صفحہ ۶۸۴

(۱۰) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۰۵

(۱۱) ریاض النضرہ باب چہارم صفحہ ۲۰۶، مواعق عرقہ صفحہ ۱۷۴

(۱۲) شمس التواریخ صفحہ ۷۹۵

(۱۳) مناقب ---- صفحہ ۲۱۲

(۱۴) کوکب دری صفحہ ۳۳۰

(۱۵) کوکب دری صفحہ ۳۳۷

(۱۶) کوکب دری صفحہ ۳۳۸

(۱۷) کوکب دری صفحہ ۳۳۷ اس روز سے اس دروازہ کا نام "باب الثعبان" یعنی ---- کا دروازہ پڑ گیا - عہد بنی امیہ میں علی دشمنی کی بنا پر وہاں ایک ہاتھی باندھا گیا اور دروازہ باب الفیل کہا گیا آجکل باب الفیل کے نام سے مشہور ہے -

(۱۸) کوکب دری صفحہ ۳۷۸

(۱۹) کوکب دری صفحہ ۳۸۰

(۲۰) کوکب دری صفحہ ۳۸۷

(۲۱) کوکب دری صفحہ ۳۹۰

(۲۲) کوکب دری صفحہ ۳۹۳

حضرت علیؑ کا مرتبہ

تاکہ اس امر کا اندازہ ہو جائے کہ عند اللہ اور عند الرسول حضرت علیؑ کا مرتبہ کسقدر بلند ہے ۔ ذیل میں بیشمار خصائص میں سے چند مشتے از خروارے پیش کئے جاتے ہیں :-

۱۔ آپ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے ۔
۲۔ آنحضرت کی آغوش رحمت میں تربیت پائی ۔
۳۔ سب سے پہلے بعد رسول نماز پڑھی ۔
۴۔ کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی ۔
۵۔ منصب امامت و ولایت و خلعت و وزارت حاصل فرمایا ۔
۶۔ شب ہجرت جاں نثاری کیلئے آنحضرت کے بستر پر سوئے ۔
۷۔ جناب فاطمہؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپکا نکاح فرمایا ۔
۸۔ آپ کا گھر ازواج کے حجروں کے درمیان بنایا گیا ۔
۹۔ مسجد میں آپ کے گھر کا دروازہ کھلا جبکہ دوسروں کے دروازے بند کر دئے گئے
۱۰۔ بحالت جنابت آپ کو مسجد میں آنا جائز تھا ۔
۱۱۔ آنحضرت نے عقد مواخاۃ کے موقعہ پر آپکو اپنا بھائی بنایا ۔
۱۲۔ بدر میں آپ سے خاص شجاعت ظاہر ہوئی ۔ مقتولین کفار کے آدھے آپ نے قتل کئے ۔
۱۳۔ احد میں ثابت قدم رہے اور رسول کا ساتھ نہ چھوڑا جبکہ دوسرے بھاگ گئے ۔
۱۴۔ احد میں جبرئیل بصورت دحیہ کلبی آپ کے معین ہوئے ۔
۱۵۔ فرشتوں نے آپ کی شان میں لا فتی الا علی لا سیف الا ذو لفقار پکارا

۱۶۔ قصہ مظاہرہ میں اللہ تعالیٰ نے بہ لقب صالح المومنین آپ کو یاد فرمایا ۔
۱۷۔ غزوہ خندق میں آپ سے ایسی شجاعت ظاہر ہوئی کہ آنحضرت نے فرمایا علیؑ کی کارگزاری میری امت کے تمام اعمال سے جو قیامت تک کریں افضل ہے ۔
۱۸۔ غزوہ خندق میں جب آپ عمرو ابن عبدود سے جنگ کرنے نکلے تو آنحضرت نے فرمایا آج کل ایمان کل کفر سے لڑنے جارہا ہے ۔
۱۹۔ صلح حدیبیہ میں کاتب صلح آپ ہی تھے ۔
۲۰۔ فرامین رسالت بنام شاہان عالم و دیگر امور میں اکثر آپ ہی کاتب رہے ۔
۲۱۔ غزوہ خیبر میں فتح کا سہرا آپ ہی کے سر رہا ۔
۲۲۔ غزوہ خیبر میں جب چالیس دن ناکامی کے ہوگئے تو آنحضرت نے فرمایا کل میں علم ایسے شخص کو دونگا جو کرار اور غیر فرار ہے ۔
۲۳۔ غزوہ خیبر میں جب زرہ آپ کے ہاتھ سے گر گئی تو آپ نے ایک دروازہ اٹھالیا اور بطور ڈھال اس کو استعمال کیا ۔ جبکہ بقول روایت سترہ سے چالیس آدمی اس کو پلٹ نہ سکے ۔
۲۴۔ فتح مکہ کے دن آپ راکب دوش نبی ہوئے ۔
۲۵۔ غزوہ حنین میں آنحضرت کے ساتھ رہے جبکہ دوسرے بھاگ گئے ۔
۲۶۔ محاصرہ طائف میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے سرگوشی کی ۔
۲۷۔ سال نہم ہجری میں بحکم الہی آپ حامل سورہ برأت ہوئے ۔
۲۸۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ کو منزلت ہارونی عطا ہوئی ۔
۲۹۔ روز مباہلہ آپ نفس رسول قرار پائے ۔
۳۰۔ یمن بھیجے گئے تو آپ کو منشور قضا ملا ۔
۳۱۔ حجۃ الوداع سے واپسی پر مولائے مومنین ہوئے ۔ من کنت مولا فعلی مولا ۔
۳۲۔ آپ کی ولا سے لوگ ولی اللہ اور عداوت سے عدو اللہ ہونے لگے ۔
۳۳۔ آنحضرت کی وفات کے بعد مہتمم غسل و تجہیز و تکفین جسد اطہر ٹھہرے ۔

۳۴۔ آپ سے آنحضرت نے وقت آخر تکلم فرمایا۔

۳۵۔ آنحضرت کے نماز جنازہ کی دعا آپ نے تعلیم فرمائی۔

۳۶۔ آنحضرت نے قربانی کی دعا میں آپ کو اپنا شریک بنایا۔

۳۷۔ آنحضرت کی وفات کے بعد حسب ارشاد اپنی شہادت تک آنحضرت کی طرف سے قربانی دیتے رہے۔

۳۸۔ اپنے گھر سے فرشتوں کے نزول کی آواز سنی اور فرشتوں نے آپ کو سلام کیا۔

۳۹۔ آپ راسخ الایمان ہوئے۔

۴۰۔ آپ کے ایمان کی ٹھنڈک قلب جبرائیلؑ میں پہونچی۔

۴۱۔ آپ کے ایمان کا پلہ آسمان وزمین سے زیادہ بھاری ہوا۔

۴۲۔ ذات الٰہی میں دیوانگی حد سے بڑھی ہوئی تھی۔

۴۳۔ احکام کی پابندی میں سخت تھے۔

۴۴۔ ایمان ان کے گوشت وخون میں مخلوط تھا۔

۴۵۔ آپ امتحان الٰہی میں ثابت قدم رہے۔

۴۶۔ آپ دل کے ہدایت یافتہ تھے اور زبان کے پکے تھے۔

۴۷۔ آپ کا وجود بمنزلہ کعبہ تھا۔

۴۸۔ آپ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ٹھہرا۔

۴۹۔ آپ کا ذکر ومحبت عبادت میں شامل ہے۔

۵۰۔ آپ سے علیحدہ ہونا رسول اللہ سے علیحدہ ہونے کے برابر ہے۔

۵۱۔ آپ سے حسد کرنا رسول اللہ سے حسد کرنے کے برابر ہے۔

۵۲۔ آپ کے مدد کرنے والے کی مدد خدا کریگا۔

۵۳۔ آپ سے جنگ کرنا رسول اللہ سے جنگ کرنا ہے۔

۵۴۔ آپ سے بغض رکھنا رسول اللہ سے بغض رکھنا ہے۔

۵۵۔ آپ کو ایذا دینا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے۔

۵۶۔ آپ کو سب کرنا رسول اللہ کو سب کرنا ہے۔

۵۷۔ آپ کی محبت کے بغیر انسان جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔

۵۸۔ آپ کی محبت کے بغیر پل صراط سے گزرنا دشوار ہے۔

۵۹۔ آپ اور رسول اللہ ایک ہی نور سے پیدا ہوئے۔

۶۰۔ آپ کا گوشت وخون رسول اللہ کا گوشت وخون ہے۔

۶۱۔ قران اور حق آپ کے ساتھ رہیں گے۔

۶۲۔ آپ نے ناکسین وقاسطین ومارقین سے جہاد کیا۔

۶۳۔ آپ کا قاتل بدترین خلائق تھا۔

۶۴۔ آپ جنت میں آنحضرت کے ساتھ ایک گھر میں اور ایک درجہ میں رہیں گے۔

۶۵۔ آپ اہل جنت پر ستارہ کی طرح چمکیں گے۔

۶۶۔ آپ ساقی کوثر ہیں۔

۶۷۔ آپ جنت ودوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

۶۸۔ آپ کی ملاقات کا اشتیاق انبیائے علیہم السلام کو ہوگا۔

۶۹۔ آپ نے بیر العلم میں جناتوں کو قتل کیا۔

۷۰۔ اقوام اجتماع میں جب کوئی سخت اختلافی مسئلہ پڑتا تو آپ ہی اس کو حل فرماتے

اس کتاب کے ماخذ

ارجح المطالب	تفسیر کبیر
احیاء المیت	تفسیر وحیدی
احسن الانتخاب	تفسیر کشاف
احقاق الحق	تفسیر معدن الجواہر
ازالۃ الخلفاء	تفسیر خازن
استیعاب	تفسیر کثیر
المستحسن فی	تفسیر در منثور
شرح فخر الحسن	صحیح بخاری
المرتضیٰ	صحیح مسلم
تذکرۃ الخواص والائمہ	صواعق محرقہ
تاریخ الخلفاء	سنن ابن ماجہ
تاریخ طبری	سیرت ابن ہشام
تاریخ کامل	شرح بخاری
تلاش حق	شمس التواریخ
ریاض النضرہ	مودۃ القربیٰ
روح المعانی	مستدرک حاکم
روح القران	مناقب ابن مردویہ
روح البیان	مناقب مغازلی
جامع الصحیح ترمذی	مجمع البحرین
خلفاء راشدین	مسند احمد بن حنبل
خصائص نسائی	مطالب السئول
ذخائر عقبیٰ	مناقب مرتضوی

طبقات ابن سعد	مشکواۃ
عماسیۃ الحرام	ینابیع المودۃ
قضاء	نفالش المفن
وسیلۃ النجاۃ	نہج البلاغۃ
کشف المحجوب	نور الابصار
کشف الظنون	-
کوکب دری	-
کنز العمال	-